مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوا تَبْدِيلاً (احزاب ۲۳)

علوم قرآن

علوم حدیث

علوم فقه

علم عقائد

علم رجال٭

علم تاریخ

علم ادب

علم سیرت

علم اصول

علم اخلاق

رجال ابو عمرو کشی

راویوں کے متعلق معصومینؑ کے فرامین کا مجموعہ

تالیف: شیخ ابو عمرو کشی معاصر کلینی م۳۲۹ق

جلد چہارم

مرکز نشر میراث علمی مکتب اهل بیتؑ

قوم شیعہ کے جلیل القدر عالم (شیخ ابو جعفر طوسی) متوفی ۴۶۰ جنہوں نے (رجال ابو عمرو کشی) کی تلخیص فرمائی اور نجف اشرف کے حوزہ کی بنیاد رکھی ائمہ معصومینؑ کی اتباع میں علم رجال کے بارے میں فرماتے ہیں:

ہم نے قوم شیعہ کو دیکھا کہ انہوں نے معصومینؑ کی روایات کو نقل کرنے والے راویوں میں امتیاز دے رکھا ہے؛

۱۔ جو ثقہ و صادق تھے انکی توثیق کی ہے اور جو ضعیف تھے انکو ضعیف کہا ہے۔

۲۔ اور جو حدیث میں معتمد ہے اس کو غیر معتمد سے جدا کیا ہے.

۳. اور جو قابل تعریف تھے انکی تعریف کی ہے، اور جو مذموم تھے ان کی مذمت کی ہے۔

اس کتاب کی علامات

مناسب عناوین کو [ ] میں اضافہ کیا گیا۔

بعض اوقات [ ] میں آیات کے ترجمہ کی زائد مقدار کو معنی کی تکمیل کیلئے ذکر کیا گیا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

تقدیم واہداء

یہ رجالی اور حدیثی ناچیز تحقیق امام صادق آل محمدؑ کے نام؛ جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کو امت اسلامی میں پیش کیا اور آپ کے بتائے ہوئے اصولوں کے تحت راویوں کی تحقیق اور ان کو پرکھنے کو رواج دیا اور اس طرح نبی اکرم ﷺ پر جھوٹ بولنے والے راویوں کے خواب نقش بر آب ثابت ہوئے اور معصومینؑ کی لعنت کا طوق جھوٹے راویوں کے لیے ہمیشہ ثابت ہو گیا ہے، یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں نے بے شمار کتابیں اس علم میں لکھیں اور اس علم کو رواج تام ملا، اس کی بحثوں میں صحیح و سقیم کا فرق ہوا، آپ کی کوششوں سے علم حدیث میں ان راویوں کو جگہ نہ مل سکی جو وثاقت کے لحاظ سے مشکوک اور غیر معتبر تھے، آج کی دنیا میں اپنے و پرائے آپ کی عظیم شخصیت اور فکر کے قائل ہیں اسی سلسلے میں سپر برین آف اسلام لکھی گئی ہے جو آپ کی زحمات کا شکرانہ ادا کیا گیا ہے، خداوند متعال آپ کے صدقے میں اس تحقیق ناچیز کو طلبہ علوم دینیہ اور مومنین کرام کے لیے برابر مفید قرار دے اور ہمارے لیے اسے ذخیرہ آخرت قرار دے۔

خلاصہ بحث

یہ تحقیق جو "شیعہ راویان حدیث" کے عنوان سے تدوین ہوئی ہے ، اس میں شیعہ راویوں کے بارے میں قدیم ترین منبع علم رجال شیعہ کے چوتھے میں شیعہ راویوں کے متعلق احادیث کو ان کی سند و بررسی کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے ، اس کتاب میں موجود راویوں کے بارے میں دیگر مصادر رجالی کے حوالہ جات کو بھی پیش کیا گیا ہے اور ان سے پہلے مقدمہ تحقیق کے طور پر تین بحثیں ذکر کی ہیں :

۱۔ شیعہ راویوں کے امتیازات جو انہیں دیگر مکاتب فکر کے راویوں سے ممتاز کرتے ہیں۔

۲۔ شیعہ علم رجال کی اس بنیادی کتاب رجال ابو عمرو کشی کی دستیابی اور اس کے نسخوں کے اعتبار کا بیان اور اس میں ہونے والے اشکالات کا تجزیہ و تحلیل پیش کی گئی ہے۔

۳۔ علم رجال شیعہ میں بر صغیر ہند و پاک کے مسلمانوں کی خدمات جن میں قدیم اور اساسی کتب علم رجال کی پہلی بار نشر و اشاعت کا امتیاز بر صغیر کے مسلمانوں کو حاصل ہوا ہے اور اس کے علاوہ دیگر علمی تحقیقات بھی علم رجال کے موضوع میں وہاں پر کی گئی ہیں۔

اور اس کے بعد امام صادقؑ کے اصحاب کے بارے میں معصومینؑ سے نقل ہونے والی روایات کو ذکر کیا گیا ہے جو کتاب رجال کشی میں بیان ہوئی ہیں اور ان میں مفضل بن عمر جیسے راویوں کے بارے میں پائے جانے والی مذمت اور ضعف کی روایات پر مفصل نقد کیا گیا ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ ایسے جلیل القدر اصحاب کے بارے میں ائمہ معصومینؑ سے اگر مذمت کی روایات ملتی ہیں تو وہ اس زمانے کے سنگین حالات کے پیش نظر ان کی جان و مال کی حفاظت

کی غرض سے تھے تاکہ دشمن ان کو شیعہ اور صحابی امام صادقؑ سمجھ کر ان کے درپے نہ ہوں ، بہرحال یہ تحقیق اپنے موضوع کو بہترین طریقے سے پورا کرتی ہے ،خدا تعالی سے دعا ہے کہ اس کو میرے لیے ذخیرہ آخرت قرار دے اور معصومینؑ کے اصحاب کے بارے میں آگاہی عطا فرمائے تاکہ ہم ان میں سے معتمد اور سچے افراد کی روایات سے استفادہ کر سکیں اور ضعیف اور غیر معتبر راویوں کی روایات کی جستجو کریں اور ان کے قرائن حجیت بغیر ان کے مضامین پر التزام حاصل نہ کریں۔

فہرست مطالب

فہرست مطالب ۴
مقدمہ تحقیق.. ۱۰
شیعہ راویوں کے امتیازات ۱۲
ا۔احادیث کو حفظ و نقل کرنے کا اہتمام ۱۲
۲۔حدیث حاصل کرنے کے لیے سفر ۱۳
۳۔حدیث کی نشر و اشاعت کے لیے سفر ۱۴
۴۔شیعہ خاندانوں کا حدیث کا اہتمام ۱۵
۵۔نقل حدیث میں تقوی پیشہ رہنا ۱۶
۶۔تدوین حدیث میں باہمی مشارکت ۱۶
۷۔کتابوں کی تنظیم و تنسیق ۱۷
۸۔موضوعہ و جعلی روایات کو آشکار کرنا ۱۸
۹۔حدیث کی جامع کتابیں لکھنے پر توجہ ۲۰
۱۰۔روایت نقل کرنے کے ساتھ فہم روایت پر توجہ ۲۱
اا۔سنی محدثین کی شیعہ راویوں سے روایت ۲۱
۱۲۔راویوں کے حالات کی جستجو ۲۲

پہلی و دوسری صدی کی رجالی کتابیں ۲۳
ذعلب یمانی کا خدا کو دیکھنے کے بارے میں سوال ۲۶
تیسری صدی کی رجالی کتابیں ۳۲
چوتھی صدی کی رجالی کتابیں ۳۶
کتاب رجال کشی کی دستیابی.. ۳۸
کتابوں کے نسخوں کی تصحیح کے قواعد ۳۸
تجزیہ و تحلیل ۴۱
کتاب رجال کشی کے نسخوں کا اعتبار ۴۲
رجال ابوعمرو کشی کی طباعتیں ۴۶
محقق تستری کا مبالغہ اور افراط ۴۷
محقق تستری کی نگاہ میں ان اغلاط کا سبب ۴۹
تجزیہ و تحلیل ۴۹
شیخ طوسی و نجاشی کے پاس اصل کتاب پہنچنے کے شواہد ۵۳
علامہ حلی کے پاس کتاب تلخیص پہنچی ۵۸
شہید ثانی کے پاس رجال ابوعمرو کا نسخہ ۵۹
تجزیہ و تحلیل ۶۱
شیخ طوسی کی تلخیص میں تبدیلی واقع ہونے کا نقد ۶۱
تجزیہ و تحلیل ۶۴
برصغیر میں علم رجال کی تحقیقات و خدمات ۶۷
امام صادقؑ کے اصحاب ۷۲
ہشام بن سالم ۷۳

[ہشام کی حقیقت کی جستجو] ۷۴
سید بن محمد حمیری ۸۳
جعفر بن عفّان طائی ۹۱
محمد بن مقلاص بن خطاب ۹۳
غالیوں کے متعلق ۱۰۷
معاویہ بن عمّار ۱۳۰
ابوالبختری وہب بن وہب ۱۳۱
مسمع بن مالک کردین ابوسیار ۱۳۵
ابو موسی بنّاء ۱۳۵
عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ ۱۳۶
بشر بن طرخان نخاس ۱۳۷
داود بن زربی ۱۳۹
ضریس بن عبدالملک بن اعین شیبانی ۱۴۳
علی بن حزور کناسی ۱۴۳
حیان سراج اور امام صادقؑ کا اس پر محمد بن حنفیہؒ کے بارے میں استدلال ۱۴۵
حماد بن عیسی جہنی بصری اور امام کاظمؑ کی ان کو دعا اور ان کی عمر ۱۵۰
عبداللہ بن بکیر رجانی ۱۵۳
شعیب بن اِعین ۱۵۴
اِبو حنیفہ سابق الحاج ۱۵۴
ابو داود مسترق ۱۵۶
عبدالاعلی مولی آل سام ۱۵۸

ولید بن صبیح ۱۵۹
ابو نجران ابو عبدالرحمٰن بن ابو نجران ۱۶۰
مفضل بن عمر ۱۶۳
عیسی بن ابو منصور شلقان ۱۹۰
ابان بن تغلب ۱۹۲
عمر بن یزید بیاع سابری مولی ثقیف ۱۹۵
عبداللہ قمی کے بیٹے عمران و عیسی ۱۹۷
یزید بن خلیفہ حارثی ۲۰۳
عمر بن اذینہ ۲۰۴
جابر مکفوف ۲۰۵
زکریا بن سابور ۲۰۶
حریز، فضل بن عبدالملک بقباق اور حذیفۃ بن منصور ۲۰۸
زید شحام اور حارث بن مغیرہ نصری ۲۱۱
فضیل بن زبیر رسّان اور اس کے بھائی ۲۱۴
سلام، مثنی بن ولید اور مثنی بن عبدالسلام ۲۱۶
امام صادقؑ کا غلام مسلم ۲۱۶
عبداللہ بن غالب شاعر ۲۱۸
کلیب صیداوی ۲۱۹
محمد بن قیس ۲۲۱
عبدالواحد بن مختار انصاری ۲۲۲
صالح بن سہل ۲۲۲

رزام مولی خالد قسری ۲۲۴
ابو بجیر عبداللہ بن نجاشی ۲۲۶
حماد سمندری ۲۳۱
عقبہ بن خالد ۲۳۳
اسماعیل بن حقیبہ ۲۳۴
موسی بن اشیم، حفص بن میمون اور جعفر بن میمون ۲۳۴
عبداللہ بن بکیر بن اعین ۲۳۶
داود بن فرقد ۲۳۷
خالد بن جریر بجلی ۲۴۰
وہب بن جمیع مولی اسحاق بن عمار ۲۴۰
علی بن خلید مکفوف ۲۴۱
ادیم بن حرّ ابو حر حذاء ۲۴۱
حبیب سجستانی ۲۴۲
زیاد بن ابو رجاء ۲۴۲
طیار اور اس کا بیٹا ۲۴۳
ابو صباح کنانی ابراہیم بن نعیم ۲۴۹
ابان بن عثمان احمر ۲۵۳
ابو خدیجہ سالم بن مکرم ۲۵۵
فیض بن مختار، سلیمان بن خالد اور عبدالسلام بن عبدالرحمٰن ۲۵۷
فیض اور یونس بن ظبیان ۲۵۹
سلیمان بن خالد ۲۶۵

ربعی بن عبداللہ ۲۷۷
احمد بن عائذ ۲۷۷
فہرست منابع ۲۷۹

مقدمہ تحقیق

خداوند متعال اپنی لاریب کتاب میں فرماتا ہے : **مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا، لِيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِنْ شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُوراً رَحِيمًا** [1]؛مومنین میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو سچا کر دکھایا، ان میں سے بعض نے اپنی ذمے داری کو پورا کیا اور ان میں سے بعض انتظار کر رہے ہیں اور وہ ذرا بھی نہیں بدلے، تاکہ اللہ سچوں کو ان کی سچائی کی جزا دے اور چاہے تو منافقین کو عذاب دے یا ان کی توبہ قبول کرے، اللہ یقینا بڑا معاف کرنے والا، رحیم ہے۔

مسلمانوں نے اس آیت کی روشنی میں پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور معصومینؑ سے روایت کرنے والے افراد کی صداقت اور سچائی کو پرکھنے والے علم کا نام ،علم رجال قرار دیا اور اس علم کو فریقین نے بہت اہمیت دی لیکن فرقہ حقہ کے ماننے والوں نے اس میں قرآن وسنت کی پیروی کرتے ہوئے اس علم کے معیار کو برقرار رکھااور اس میں سینکڑوں کتابیں لکھی ہیں۔

---

[1]. سورہ احزاب ،آیت ۲۴،۲۳۔

ان میں سے کتاب رجال ابی عمرو کشی بہترین کتاب ہے جس میں معصومینؑ کے اقوال راویوں کے بارے میں ذکر کیے ہیں، یہ کتاب ہمیشہ سے شیعہ علم رجال کی اساسی کتابوں میں شمار ہوئی ہے اور مصنف کے بعد آنے والے تمام شیعہ ماہرین رجال نے اس سے استفادہ کیا ہے، یہاں مقدمہ بحث کے طور پر شیعہ راویوں کے امتیازات کو ذکر کیا گیا ہے پھر اس کتاب کی دستیابی اور اعتبار کے بارے میں بحث کی گئی ہے اور اس بحث کے آخر میں اس کتاب (رجال ابو عمرو کشی) کے چوتھے حصے سے بہت سے شیعہ راویوں کے بارے میں احادیث نقل کی گئی ہیں جس سے اس کتاب کی روش تالیف اور اس کی سندوں کے لکھنے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے اور اس کے علاوہ مختلف گروہوں کے بارے میں بھی اس کتاب میں بہت زیادہ معلومات پائی جاتی ہیں، ہم نے اس تحقیق میں کوشش کی ہے کہ اصلی منابع سے استفادہ کیا جائے اور اس کتاب دستیابی کے بارے میں علمی موازین اور اصولوں کا خیال رکھتے ہوئے مربوط مسائل کی بررسی کی جائے، خدا تعالی سے دعا ہے کہ ہماری اس کوشش کو قبول بارگاہ حق قرار دے، بحق محمد وآلہ الاطہار آمین۔

شیعہ راویوں کے امتیازات

شیعہ راوی جنہوں نے ائمہ معصومین کی روایات کو نقل کرنے کا شرف حاصل کیا انہیں بہت سے خداداد امتیازات حاصل تھے جو مجموعا شیعہ علم رجال کو دیگر مکاتب فکر کے علم رجال سے بلند مرتبہ قرار دیتے ہیں ذیل میں ان میں سے بعض امتیازات کو ذکر کیا جاتا ہے:

۱۔احادیث کو حفظ و نقل کرنے کا اہتمام

ابان بن تغلب نے ۳۰ہزار حدیثیں حفظ کیں [۲]،یہی وجہ تھی کہ جب اس کی موت واقع ہوئے تو امام صادقؑ بہت دکھی ہوئے [۳]۔

احمد بن محمد بن عیسی اشعری کا بیان ہے کہ میں حدیث حاصل کرنے کے لیے کوفہ گیا، حسن بن علی وشاء سے ملا،اس سے علاء بن رزین قلّاء کی کتاب اور ابان بن عثمان کی کتاب طلب کی،اس نے مجھے وہ دیں،میں نے کہا: مجھے انکا اجازہ دیجئے،کہنے لگے: خدا تم پر رحم کرے اتنی جلدی کیا ہے؟!انہیں لکھو،بعد میں سن لینا،میں نے عرض کی: لاآمن الحدیثان،مجھے حوادث زمانہ کا یقین نہیں ہے،کہنے لگے: اگر مجھے حدیث کی اتنی طلب کا علم ہوتا تو میں اسے

---

[۲]۔رجال نجاشی،ن۸۔
[۳]۔رجال کشی،ترجمہ ابان۔

اور زیادہ حاصل کرتا، میں نے مسجد میں ۹۰۰ شیوخ کو پایا جو سب کہتے تھے: حدثنی جعفر بن محمد؛ مجھے امام جعفر صادقؑ نے بیان کیا۔

نیز اس بات کی دلیل وہ اصول اربعماۃ ہیں جو ائمہ معصومینؑ کے زمانے میں لکھی گئیں۔

۲۔ حدیث حاصل کرنے کے لیے سفر

مختلف دور دراز کے علاقوں سے راوی ائمہ کرامؑ سے حدیث لینے کے لیے مدینہ منورہ جاتے تھے۔

جیسے کوفہ کے رہنے والوں میں سے جابر بن یزید جعفیؒ کا بیان ہے، میں نے مام باقرؑ کی خدمت میں اٹھارہ سال رہا، جب آنے لگا، عرض کی، مجھے کچھ عطا فرمایئے، فرمایا: اٹھارہ سال کے بعد اور کیا چاہیے؟ عرض کی؛ مولا عطا فرمایئے، آپ علم کے بحر بیکراں ہیں جس کی آخری حد تک نہیں پہنچا جا سکتا[۴]۔

اسی طرح برید بن معاویہ عجلی کوفی، فضیل بن یسار نہدی بصری، عبدالملک بن عبداللہ بن سعد اشعری قمی، سیف بن عمیر نخعی کوفی، مرازم بن حکیم مدائنی، عمرو بن سعید مدائنی، معمر بن خلاد بغدادی، علی بن مہزیار اہوازی، احمد بن اسحاق اشعری قمی، موسی بن قاسم بجلی کوفی، علی بن عمرو عطار قزوینی، داود بن ابی زید نیشاپوری وغیرہ شیعہ راوی دور کے علاقوں سے سفر کرتے ہوئے معصومینؑ سے حدیث حاصل کرنے کے لیے ان حضرات کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

اسی طرح بہت سے راویوں نے مشائخ حدیث کی طرف سفر کئے جیسے احمد بن محمد بن عیسی اشعری قمی کوفہ گئے اور حسن بن علی بن زیاد بجلی وشاء، امام رضاؑ کے صحابی سے حدیث اخذ کرنے کے لیے سفر کر کے گئے۔

---

[۴]۔ امالی طوسی ص ۳۰۲ مجلس ۱۱۔

فضل بن شاذان ازدی نیشاپوری ،بغداد و کوفہ میں ابن ابی عمیر، حسن ین علی بن فضال اور صفوان بن یحییٰ سے احادیث سننے کے لیے گئے۔

سعد بن عبداللہ قمی اشعری نے بھی سفر کئے۔

حسن بن محمد بن احمد عطار بصری نے کوفہ کے محدثین سے روایت لی۔

محمد بن مسعود بن محمد عیاشی سلمی سمرقندی نے شیوخ کوفہ ،بغداد و قم سے حدیثیں سننے کے لیے طویل سفر کئے۔

ابوالمفضل محمد بن عبداللہ شیبانی کوفی نے حدیث حاصل کرنے کے لیے سفر کئے۔

۳۔حدیث کی نشرواشاعت کے لیے سفر

بہت سے شیعہ راویوں نے حدیث کی نشرواشاعت اور دور دراز کے علاقوں میں معصومینؑ سے سنے ہوئے اسلامی معارف کو پہنچانے کے لیے سفر کئے جیسے ابراہیم بن ہاشم کوفیؒ (م ۳ھ) نے کوفہ سے قم سفر کیا اور ان کے بارے میں کہا گیا: اول من نشر حدیث الکوفة بقم ؛انہوں نے سب سے پہلے کوفیوں کی حدیث کو قم میں نشر کیا[۵]۔

ابراہیم بن محمد بن سعید ثقفی ابواسحاق کوفی م ۲۸۳ھ مولف کتاب غارات نے اصفہان کا سفر کیا اور ان کے کوفہ چھوڑنے کا سبب یہ ہوا کہ جب انہوں نے کتاب معرفت لکھی جس میں دوسروں کے مثالب و مطاعن درج تھے تو کوفیوں کی طبع نازک پہ یہ گراں گزرا اور اسے وہاں سے چلے جانے کا مشورہ دیا تو انہوں نے پوچھا: اس کے لیے مناسب جگہ کونسی ہوسکتی ہے؟ تو انہوں نے اصفہان کو سفر کیا اور قسم کھائی کہ وہ اس کتاب کو صرف وہاں بیان کریں

---

[۵]۔ رجال نجاشی ،ص۱۶ان۱۸۔

گے اور وہاں ان روایات کو اس اعتماد پر بیان کیا کہ جو کچھ انہوں نے نقل کیا ہے وہ سب صحیح اور معتبر ہے[۶]۔

عبداللہ بن جعفر حمیری ابو عباس قمی م۲۹۷ھ کوفہ گئے تو کوفیوں نے ان سے روایات نقل کیں[۷]۔

محمد بن یعقوب کلینی م۳۲۹ھ شہر ری میں شیخ الحدیث شمار ہوتے تھے بغداد میں ساکن ہوئے اور حدیث بیان کی اور دمشق و بعلبک میں بھی حدیث بیان کرنے کے لیے سفر کئے[۸]۔

احمد بن محمد بن جعفر ابو علی صولی بصری، بغداد آئے تو ان سے لوگوں نے حدیث سنی[۹]۔

شیخ صدوق قمی نے بغداد کا سفر کیا تو وہاں کے شیوخ نے ان سے حدیثیں سنیں درحالانکہ شیخ صدوق اس وقت جوان تھے۔

۴۔ شیعہ خاندانوں کا حدیث کا اہتمام

بہت سے شیعہ خاندان، حدیث کی خدمت کے حوالے سے معروف ہیں، ان میں آل ابی شعبہ، آل حیان، آل الیاس، آل نعیم غامدی اور آل اعین سر فہرست ہیں، ان میں ایسے عظیم ثقہ و جلیل القدر افراد نے تربیت پائی جنہوں نے معصومینؑ سے اسلامی معارف کو حاصل کیا اور ان کی نشر و اشاعت کے لیے کوششیں کیں، بعض رجالیوں نے اپنی کتابوں میں تفصیل سے ان خاندانوں کی خدمات کا ذکر کیا ہے[۱۰]۔

---

[۶]۔ رجال نجاشی، ص۱۷، ن۱۹۔

[۷]رجال نجاشی، ص۲۱۹-۲۲۰، ن۵۷۳۔

[۸]۔ لسان المیزان، ۵ص۴۳۳، ن۱۴۱۹، تاریخ دمشق۵۶ص۲۹۷، ن۷۱۲۶۔

[۹]۔ رجال نجاشی، ص۸۴ن۲۰۲۔

[۱۰]۔ رجال بحرالعلوم میں ان کی تفصیل موجود ہے اور مقباس الہدایۃ مامقانی کے آخر میں بھی ان کا اجمالی تذکرہ کیا گیا ہے

۵۔ نقل حدیث میں تقویٰ پیشہ رہنا

شیعہ راویوں نے حدیث کے معاملے میں بہت ہی احتیاط اور خداترسی سے کام لیا اور اس معاملے میں ہرگز تقوے اور الہی انگیزے کو فراموش نہیں کیا اور کسی قسم کی سست روی اور تسامح کو پیش نہیں آنے دیا۔

حماد بن عیسی جعفی بصری سے کشی نے نقل کیا کہ میں اور عباد بن صہیب بصری نے امام صادق سے احادیث سنیں تو عباد نے ۲۰۰ حدیثیں یاد کیں اور انہیں بیان کیا اور میں نے ۷۰ حدیثیں یاد کیں لیکن مجھے اپنے بارے میں شک تھا تو میں نے ان میں سے صرف بیس حدیثیں بیان کیں جن کے بارے میں مجھے کوئی شک نہیں تھا"[1]۔

جعفر بن محمد بن قولویہ کہ جن کے بارے میں حسین بن عبیداللہ غضائری کا قول ہے کہ میں نے منتخب حدیثیں لیکھ کر ان کے سامنے رکھیں اور کہا: آپ نے ان کو سعد سے سنا تھا ،کہنے لگے: نہیں ، بلکہ مجھے میرے باپ و بھائی نے یہ حدیثیں بیان کیں ،میں نے سعد سے صرف دو حدیثیں نقل کیں[2]۔

احمد بن علی بن احمد اسدی نجاشی نے احمد بن محمد بن عبیداللہ جوہری اور ابوالمفضل محمد بن عبداللہ شیبانی کے تعارف اور ترجموں میں تصریح کی کہ ان دو (جوہری و شیبانی) کے بارے میں قدح ہونے کی وجہ سے میں ان سے روایت نقل نہیں کرتا[3]۔

۶۔تدوین حدیث میں باہمی مشارکت

اس میں شک نہیں ہے کہ اجتماعی عمل ،فردی کام سے بہتر ہوتا ہے اس لیے قدیم زمانے سے بعض مشائخ نے تالیف میں دوسروں کو شریک کیا تاکہ زیادہ معتبر اور دقیق کام سامنے

---

[1]۔رجال کشی ص۲۶۸ ن۱۴۶۔
[2]۔ رجال نجاشی ،ص۱۲۳ن۳۱۸ وص ۱۷۸ ن۴۶۷۔
[3]۔ رجال نجاشی ،ص ۸۶ن۲۰۷۔

آئے اور خطاء واشتباہ کا امکان واحتمال کم ہو جیسے جمیل بن درّاج نخعی جو تین اماموں؛ حضرات صادقینؑ وکاظمؑ کے معتبر ومعتمد شاگردوں میں سے تھے، ان کی ایک کتاب میں محمد بن حمران اور دوسری کتاب میں ان کے ساتھ مرازم بن حکیم شریک تھے[۱۴]۔

حسن بن سعید اہوازی جو امام جوادؑ کے صحابی تھی ان کی تیس کتابوں میں ان کے بھائی حسین بن سعید شریک تھے اور ان کتابوں کی شہرت بھی اسی حسین کے حوالے سے شہرت ہوئی[۱۵]۔

حکم بن سعد اسدی ناشری جو امام صادق کے صحابی تھے ان کا بھائی مشمعل ان کی کتاب دیّات میں شریک کار تھا[۱۶]۔

حسین بن بسطام بن سابور زیّات کی اور ان کے بھائی ابو عتاب کی مشترکہ کوشش سے کتاب طبّ لکھی گئی[۱۷] اور یہ کتاب طبّ الائمۃ کے عنوان سے طبع ہوئی ہے۔

ابراہیم بن محمد اشعری جو حضرات کاظمینؑ کے صحابی تھے، ان کی کتاب میں ان کا بھائی فضل شریک تھا۔

۷۔ کتابوں کی تنظیم وتنسیق

شیعہ راویوں نے نہ صرف ملکر کتابیں لکھیں اور اپنے آثار وکتابوں کو محکم ومضبوط بنایا بلکہ بعض اوقات دیگر افراد کی کتابوں کی تنظیم وتنسیق کی، جیسے ابو سلیمان داود بن کورہ قمی نے احمد بن محمد بن عیسی کی کتاب نوادر کی باب بندی کی اور حسن بن محبوب سرّاد کی کتاب

---

[۱۴]۔ رجال نجاشی ،ن۳۲۸۔
[۱۵]۔ رجال نجاشی ،ص۵۸ن۱۳۶و ۱۳۷۔
[۱۶]۔ رجال نجاشی ،ص۱۳۶ن۳۵۲۔
[۱۷]۔ رجال نجاشی ،ص۳۹ن۷۹۔

مشیخۃ کی فقہ کی ترتیب سے باب بندی کی[۱۸] اور ابو جعفر احمد بن حسین بن عبد الملک ازدی کوفی نے کتاب مشیخۃ جمع کی اور شیوخ کے اسماء کی ترتیب سے اس کو پیش کیا ،بظاہر یہ حسن بن محبوب کی کتاب مشیخۃ ہی ہے۔

۸۔ موضوعہ و جعلی روایات کو آشکار کرنا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متواتر سندوں سے منقول ہے : جس نے مجھ پر جھوٹ بولا وہ جہنم میں جائے گا[۱۹]، لیکن جھوٹ بولنے والوں نے دنیا کے عارضی مفادات کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

---

[۱۸]۔ رجال نجاشی ،۱۵۸ن۴۱۶، فرمایا: داود بن کورۃ ابو سلیمان القمی و ہو الذی بوب کتاب النوادر لأحمد بن محمد بن عیسی، وکتاب المشیخۃ للحسن بن محبوب السراد علی معانی الفقہ .

[۱۹]۔ یہ حدیث متواتر سندوں کے ساتھ الفاظ کے کچھ فرق کے ساتھ فریقین کی کتابوں میں ذکر ہوئی ہے ذیل میں اس کے بعض مصادر ذکر ہیں جبکہ اس کی تفصیل ہم نے متواتر الاخبار عن النبی المختارؐ میں ذکر کی ہے،یہ الفاظ "من کذب علی متعمدا فلیتبوإ مقعدہ من النار"درج ذیل راویوں نے نقل کئے : حدیث إنس: مسند طیالسی (ص۲۷۷،ن ۲۰۸۴)، مسند إحمد (۹۸/۳،ن۱۱۹۶۰، صحیح بخاری (۵۲/۱،ن۱۰۸)، صحیح مسلم (۱۰/۱،ن ۲) سنن ترمذی (۳۵/۵،ن۲۶۶۰)اور کہا: حسن صحیح . سنن کبری نسائی (۴۵۸/۳ن ۵۹۱۴)، سنن ابن ماجہ (۱۳/۱،ن ۳۲،حدیث جابر : مسند إحمد (۳۰۳/۳ن ۱۴۲۹۴) سنن دارمی (۸۷/۱ ،ن۲۳۱) سنن ابن ماجہ (۱۳/۱،ن ۳۳) سنن إبو یعلی (۳۷۶/۳ ،ن۱۸۴۷). حدیث سلمہ : مسند إحمد (۴۷/۴ ،ن ۱۶۵۵۳)، حدیث زبیر : مسند طیالسی (ص ۲۷ ،ن۱۹۱) ، مسند إحمد (۱۶۵/۱ ،ن ۱۴۱۳)، صحیح بخاری (۵۲/۱ ،ن۱۰۷) ، سنن إبو داود (۳۱۹/۳،ن۳۶۵۱) سنن کبری نسائی (۴۵۷/۳ ،ن ۵۹۱۲) سنن ابن ماجہ (۱۴/۱ن ۳۶)۔

حدیث امام علیؑ: سنن ترمذی (۳۶/۵ ،ن ۲۶۶۲)اور کہا: حسن صحیح۔ حدیث براء : معجم اوسط طبرانی جیسا کہ مجمع الزوائد (۱۴۶/۱) میں اس سے نقل کیا ہے۔ حدیث صہیب : معجم کبیر طبرانی (۳۵/۸ ،ن ۷۳۰۲) مستدرک صحیحین حاکم (۴۵۴/۳ ،ن ۵۷۱۲)، حدیث ابن عرفطہ : مسند إحمد (۲۹۲/۵ن ۲۲۵۵۴) معجم کبیر طبرانی (۱۸۹/۴،ن ۴۱۰۰) مجمع الزوائد ہیثمی (۱۴۳/۱) مستدرک صحیحین حاکم (۳۱۶/۳ ،ن ۵۲۲۲) تاریخ بغداد خطیب (۶۸/۸)۔

حدیث طلحہ : مسند إبو یعلی (۷/۲،ن۶۳۱) ، معجم کبیر طبرانی (۱۱۴/۱ ،ن ۲۰۴)، حدیث إبی سعید : مسند إبو یعلی (۴۲۸/۲ ،ن۱۲۲۹) سنن ابن ماجہ (۱۴/۱،ن ۳۷) حدیث ابن مسعود : سنن ترمذی (۳۵/۵ ،ن۲۶۵۹) سنن ابن ماجہ (۱۳/۱،ن ۳۰)، حدیث زید : مسند إحمد، دو حدیث (۱۹۷۸۶) معجم طبرانی (۱۸۰/۵،ن۵۰۱۷) مستدرک صحیحین حاکم (۱۴۹/۱ ،ن۲۵۸) مجمع الزوائد ہیثمی (۱۴۴/۱)اور کہا : اسے إحمد وطبرانی وبزار نے نقل کیا اور اس کے راوی صحیح ہیں۔

حدیث عمار : معجم کبیر طبرانی جیسا کہ اس سے مجمع الزوائد (۱۴۶/۱) میں نقل کیا،حدیث سائب : معجم کبیر طبرانی (۱۵۶/۷ ،ن۶۶۷۹) حدیث ابن عمر: معجم کبیر طبرانی (۲۹۳/۱۲ ،ن ۱۳۱۵۳) مجمع الزوائد ہیثمی (۱۴۳/۱) اور کہا: اے کے راوی موثق ہیں ،تاریخ بغداد خطیب (۴۱۸/۷)، حدیث سلمان فارسی : تاریخ بغداد خطیب (۳۳۹/۸)، حدیث إبی مالک إشجعی : مسند بزار (۲۰۲/۷

،ن۴۷۷۲) معجم کبیر طبرانی (۳۱۶/۸ ،ن۸۱۸۱) مجمع الزوائد ہیثمی (۱۴۷/۱)۔ حدیث إبی عبیدة ابن جراح : تاریخ بغداد خطیب (۲۸۲/۱۰)، حدیث ابن عباس: طبرانی (۳۶/۱۲ ،ن ۱۲۳۹۴) حدیث ابن عمرو: مجمع الزوائد ہیثمی (۱۴۵/۱)۔ حدیث إبی موسی: معجم کبیر طبرانی جیسا کہ اس سے مجمع الزوائد (۱۴۶/۱) میں نقل کیا۔

حدیث عمرو بن عبسہ: مجمع الزوائد (۱۴۶/۱) میں طبرانی سے نقل کرکے کہا:اس کی سند حسن ہے اور مسند قضاعی (۳۲۸/۱،ن۵۵۹)، حدیث عتبہ بن غزوان: معجم کبیر طبرانی (۱۱۷/۱۷،ن۲۸۸) مجمع الزوائد ہیثمی (۱۴۷/۱) حدیث عرس بن عمیرہ: معجم کبیر طبرانی (۱۳۹/۱۷،ن۳۴۶) مجمع الزوائد ہیثمی (۱۴۷/۱)، حدیث حدیث عقبہ بن عامر: مسند إحمد (۱۵۶/۴،ن۱۷۴۶۷) معجم کبیر طبرانی (۳۲۷/۱۷،ن۹۰۴) سنن بیہقی (۲۷۵/۳،ن۵۹۰۸)، حدیث عمران بن حصین: مسند بزار (۸۰/۹،ن۳۶۱۲) معجم طبرانی (۱۸۶/۱۸،ن۴۴۲) حدیث عمرو بن مرہ: معجم کبیر طبرانی جیسا کہ اس سے مجمع الزوائد (۱۴۶/۱) میں نقل کیااور تاریخ دمشق ابن عساکر (۲۶۳/۲۴) حدیث معاویہ: مسند إحمد (۱۰۰/۴،ن۱۶۹۶۰) معجم کبیر طبرانی (۳۹۲/۱ ،ن۹۲۲) مجمع الزوائد ہیثمی (۱۴۳/۱) اور کہا:اس کے رجال ثقہ ہیں،تاریخ بغداد خطیب (۴۰۲/۸)۔

حدیث معاذ: معجم کبیر طبرانی (۴۷/۲ ،ن۱۲۰۲) مجمع الزوائد ہیثمی (۱۴۶/۱)، حدیث مغیرة: معجم کبیر طبرانی (۴۰۷/۲۰ ،ن۹۷۴) . حدیث یعلی بن مرة: معجم کبیر طبرانی (۲۶۲/۲۲،ن۶۷۵) مجمع الزوائد ہیثمی (۱۴۷/۱)، حدیث إبی میمون کردی: معجم اوسط طبرانی، مجمع الزوائد (۱۴۸/۱)اور کہا: سند حسن ہے. حدیث نبیط بن شریط: مجمع الزوائد ہیثمی (۱۴۶/۱) اور کہا:اسے طبرانی نے معجم صغیر میں نقل کیا ہے، مسند قضاعی (۳۳۱/۱،ن۵۶۶) حدیث یزید بن إسد قسری: تاریخ دمشق ابن عساکر (۵۲/۲۱) . حدیث عائشہ: تاریخ دمشق ابن عساکر (۳۶۳/۱۴)۔

حدیث امام علیؑ: لا تکذبوا علی فإنہ من کذب علی فلیلج النار؛ إحمد (۸۳/۱،ن۶۲۹)، صحیح بخاری (۵۲/۱،ن۱۰۶) صحیح مسلم (۹/۱،ن۱) سنن ترمذی (۳۵/۵،ن۲۶۶۰)، مصنف ابن إبی شیبہ (۲۹۵/۵،ن۲۶۲۴۶)، مسند بزار (۱۱۸/۳،ن۹۰۵) مستدرک صحیحین حاکم (۱۴۹/۲ ،ن۲۶۱۴) اور کہا: یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔إن الذی یکذب علی یبنی لہ بیت فی النار؛حدیث ابن عمر: کتاب الامّ شافعی (۲۳۹/۱)، مسند إحمد (۲۲/۲،ن۴۷۴۲) مجمع الزوائد ہیثمی (۱۴۳/۱)اور کہا: رجالہ رجال الصحیح، کتاب المعرفة بیہقی (۱۳۶/۱)، مسند عبد بن حمید (ص۲۴۱،ن۷۳۸)، کتاب زہد ہناد (۶۳۸/۲،ن۱۳۸۶) مسند بزار جیسا کہ اس سے کشف الأستار (۱۱۴/۱،ن۲۱۰) میں نقل کیااور مسند إبو یعلی (۳۳۳/۹،ن۵۴۴۴).

بعض شیعہ مصادر: نہج البلاغة خطبہ ۲۱۰، تحف العقول، ص ۱۹۳، اصول الکافی شیخ کلینی، کتاب فضل العلم، باب اختلاف الحدیث، ج۱ص ۶۲ ح ۱، عیون إخبار الرضاؑ، شیخ صدوق، ا ص۲۱۲، الفقیہ ۴ص۲۶۴ح ۸۲۴، المحاسن ص ۱۱۸، حدیث ۱۲۷، الأمالی للطوسی ص۲۲۷ح۳۹۸، بشارة المصطفیؐ لشیعة المرتضیؑ، ص۲۱۷ ح ۴۳، المسترشد فی امامة امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؑ، محمد بن جریر بن رستم طبری، ص۱۷۶، عقاب الأعمال ص ۳۱۸ ح۱، بحارالانوار، ج۲ص۱۱۷ و۱۵۸ و۱۶۰-۱۶۲ و۲۲۵، وج۲۰ص۳۶، وج۳۶ص۲۷۳، وج۷۳ص ۱۲۳، وج۴۳ص۱۶۹. ج۹۶ص۲۷۷ح ۲۵، وسائل الشیعة، ابواب مایمسک عنہ الصائم، ب۲، ح۵و۶، اور اسی باب کی دیگر روایات میں منقول ہے کہ خدا اور رسول کریم ﷺ پر جھوٹ بولنے سے روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

ذات اقدس پر جھوٹ بولے اور دوسروں کے فضائل میں حدیثیں جعل کیں ،اس لیے شیعہ محدثین نے ایسی حدیثوں کو معتبر اسلامی معارف سے جدا کرنے کے لیے کام کئے تاکہ نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس کو ایسی جھوٹی حدیثوں سے منسوب ہونے سے بچایا جائے۔

ثبیت بن محمد ابو محمد عسکری صاحب ابو عیسی ورّاق نے ایک کتاب بعنوان " تولیدات بنی أمیة فی الحدیث" لکھی اوراس میں جعلی روایات کو ذکر کیا۔

شیخ مفید نے "الکلام فی الخبر المختلق بغیر اثر" لکھی جس میں ان جعلی روایات کو ذکر کیا جن کا معصوم کی ذات سے کوئی تعلق نہیں لیکن لوگوں نے اپنے نظریات وآراء کے دفاع کی آڑ میں ان کو ذکر کیا ہوا ہے۔

اور شیعہ نے ہر دور میں جعلی روایات کو ردّ کیا ہے اور متاخرین نے بھی اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں جیسے محقق محمد تقی تستری نے "الاخبار الدخیلة"، محقق ہاشم معروف حسنی نے" الموضوعات فی الآثار و الاخبار" اور محقق سبحانی نے "الحدیث النبوی بین الروایة و الدرایة" ، محقق عبدالحسین امینی نے "الغدیر "کی چند مجلدات ،عبدالصمد شاکر نے " نظرة عابرة الی الصحاح الستة"[۲۰] اور مولف نے "الفرق الاساسی بین نظرات الفریقین " لکھی ہے۔

۹۔حدیث کی جامع کتابیں لکھنے پر توجہ

شیعہ محدثین اور راویوں نے اہل بیت اطہارؑ کی احادیث کو بڑی محنت سے عظیم جامع کتابوں میں جمع کیا جیسے محمد بن مسلم ثقفی نے کتاب الاربعماۃ مسئلة فی ابواب الحلال و الحرام لکھی ، یونس بن عبدالرحمٰن نے کتاب جامع الآثار چار اجزاء میں لکھی ، احمد بن محمد بن عمرو بن ابو نصر بزنطی نے کتاب الجامع تالیف کی ، احمد بن محمد بن خالد برقی نے کتاب المحاسن لکھی جو ۹۰ کتابوں پر مشتمل تھی اور محمد بن احمد بن یحیٰ بن عمران اشعری نے نوادر الحکمة لکھی جو

[۲۰] ۔یہ تمام کتابیں اپنے محققین کی تحقیقی شہرت اور دقت نظری کی بدولت طبقہ اہل تحقیق میں معروف اور علمی کتاب خانوں میں موجود ہیں اور چند بار طبع ہوئی ہیں ۔

بہترین اور بہت ضخیم کتاب تھی جس میں ۲۲ کتابیں شامل تھیں اور عمرو بن عثمان ثقفی خزّاز کوفی جو احمد برقی کے استاد تھے نے کتاب الجامع فی الحلال والحرام لکھی تھی۔

حمید بن زیاد کوفی نے الجامع فی انواع الشرائع لکھی۔

ظریف بن ناصح کوفی بغدادی نے الجامع فی سائر ابواب الحلال والحرام تالیف کی۔

۱۰۔ روایت نقل کرنے کے ساتھ فہم روایت پر توجہ

اہل بیت اطہارؑ کے اصحاب نے جمع حدیث کے ساتھ فہم حدیث پر بہت کام کیا اور فقاہت و اجتہاد تام حاصل کیا اور بڑے محدثین ہونے کے ساتھ انہیں عظیم فقہاء کے عنوان سے پہچانا گیا اور یہ خصوصیات دوسروں میں بہت کم دیکھی گئی ہیں۔

ابان بن تغلب، ثعلبہ بن میمون ابو اسحاق نحوی، علی بن محمد بن شیرہ قاشانی، حسن بن محمد بن سماعہ کندی م ۲۶۳، علی بن حسن بن علی بن فضال کوفی، سعد بن عبداللہ اشعری قمی، احمد بن ادریس اشعری، اور کشی کے ذکر کردہ اصحاب اجماع ان فقہاء اور شیعہ راویوں میں سے تھے جن پر قوم شیعہ افتخار کرتی رہے گی۔

۱۱۔ سنی محدثین کی شیعہ راویوں سے روایت

شیعہ محدثین کی حدیث اور روایت نقل کرنے اور اس میں شرائط کا خیال رکھنے کا یہ عالم تھا اور وہ عدالت و وثاقت اور اعتماد میں اس درجے کو پہنچے ہوئے تھے کہ اہل سنت کے بہت سے محدثین اور راویوں نے ان سے روایات کیں اور ارباب سیاست کی ایجاد کردہ گھٹن کی فضاء کے باوجود ان سے روایت لینے کو ضروری سمجھا، ذہبی نے اس چیز کا بھرپور الفاظ میں اعتراف واقرار کیا ہے: شیعہ راویوں کو وہ علمی ودینی مقام حاصل ہے کہ اگر ان کی احادیث کو ردّ کر دیا جائے تو آثار نبوت مٹ جائیں گے۔

مالک بن حارث نخعی اشتر، معروف بن خربوذ، یحییٰ بن جزّار عرنی تابعی، محمد بن حجارہ اودی، ابان بن تغلب، عبدالملک بن اعین کوفی، یونس بن ابی یعفور عبدی، ہاشم بن برید، علی بن

ہاشم بن برید، علی بن غراب فزاری، عباد بن یعقوب رواجنی وغیرہ بہت سے ایسے شیعہ معتمد وثقہ راوی ہیں جن سے اہل سنت کی صحاح ستہ اور دیگر مجامع حدیثی میں روایات نقل کی گئیں اور ان پر اعتماد کیا گیا ہے[۲۱]۔

۱۲۔راویوں کے حالات کی جستجو

اہل بیت اطہارؑ کے اصحاب نے جتنا حدیثیں نقل کرنے اور انہیں محفوظ کرنے پر توجہ دی اس کے ساتھ ان میں سے صحیح کو ضعیف و غیر معتبر راویات سے جدا کرنے کی غرض سے ہمیشہ راویوں کے حالات کی بحث بھی کرتے رہے جیسا کہ شیخ طوسی نے اسے گروہ شیعہ کا امتیاز قرار دیا کہ وہ ہمیشہ راویوں میں معتمد کو ضعیف و غیر معتبر سے جدا کرتے ہیں[۲۲]۔

اور اس موضوع میں شیخ طوسی کے زمانے تک ڈیڑھ سو تک شیعہ رجالی کتابیں لکھی جاچکی تھی اور وہ بھی مختلف اسلوب تالیف سے لکھی گئی تھیں بعض نے راویوں کے اسماء کو جمع کیا اور ان کی جرح و تعدیل کی بحث کی اور بعض نے صرف ممدوح و معتمد راویوں کو جمع کیا اور بعض نے صرف مذموم و مجروح راویوں کو جمع کیا اور بعض نے صرف جھوٹے راویوں کو ذکر کیا[۲۳]۔

ذیل میں اختصار کے ساتھ ان میں سے مشہور ترین کتابوں کو ذکر کیا جاتا ہے:

---

[۲۱] ۔اس موضوع کی تحقیق میں مستقل کتابیں شائع ہوچکی ہیں جیسے: رجال الشیعۃ فی اسانید السنۃ، محمد جعفر طبسی،ط قم، مؤسسۃ المعارف الاسلامیۃ، ۱۴۲۰ق اور اس کے بارے میں المراجعات سید شرف الدین موسوی لبنانی نے بھی سائل کے جواب میں تفصیل ذکر کی ہے جس میں سو شیعہ راوی جو کتب اہل سنت میں وارد ہوئے ہیں ان کی نشاندہی کی ہے۔

[۲۲] ۔عدۃ علم الاصول ،ج۱،ص۱۴۱، تحقیق محمد رضا انصاری،ط ستارہ قم۱۴۱۷ھ ؛انا وجدنا الطائفۃ میزت الرجال الناقلۃ لہذہ الاخبار، ووثقت الثقات منہم، وضعفت الضعفاء وفرقوا بین من یعتمد علی حدیثہ وروایتہ، ومن لا یعتمد علی خبرہ، ومدحوا الممدوح منہم، وذموا المذموم وقالوا فلان متہم فی حدیثہ، وفلان کذاب، وفلان مخلط، وفلان مخالف فی المذہب والاعتقاد، وفلان واقفی...۔

[۲۳] ۔ان کی تفصیل مصفی المقال بزرگ تہرانی، تاریخ علم رجال حسین راضی اور ماخذ شناسی رجال شیعہ رسول طلائیان میں دیکھی جاسکتی ہے ۔

پہلی و دوسری صدی کی رجالی کتابیں

ا۔ عبیداللہ ابن ابی رافع کی کتاب "تسمیة مَنْ شهد مع امیر المومنین ع"[۲۴]،

اس کتاب کا مولف امام علیؑ کا کاتب تھا اور اس نے اپنی کتاب میں شھدائے جنگ جمل، صفین اور نھروان کے اسماء گرامی کو ثبت کیا ،اس کی وثاقت وجلالت اس بات سے سمجھی جاتی ہے کہ امام علی امیر المومنینؑ نے اسے اپنا کاتب معین کیا تھا اور محقق بزرگ تہرانی نے اپنی مایہ ناز کتاب "الذریعہ" میں اسے قوم شیعہ کی پہلی رجالی کتاب شمار کیا ہے[۲۵] اور شیخ طوسی نے فہرست میں اس کا ذکر کیا ہے [۲۶]،اہل سنت کے علماء نے اس کتاب سے نقل قول کیا ہے[۲۷]۔

اس طرح یہ کتاب امت مسلمہ کی پہلی رجالی کتاب شمار ہوگی اور دوسرے علوم کی طرح قوم شیعہ علم رجال کی تالیفات میں بھی دوسرے مسالک سے مقدم ہونگے [۲۸]۔

---

[۲۴]۔ فہرست کتب الشیعة واصولھم طوسی ن ۴۶۸، قاموس الرجال تستری ج ۷ ن ۴۷۰۷ ،اعیان الشیعة ج ۲ ص ۲۵۸، معجم رجال الحدیث ج ۱۱ ص ۶۲ ن ۷۴۳۳، معالم العلماء ابن شہر اشوب ص ۷۷، تاسیس الشیعة لعلوم الاسلام ص ۲۳۲ و ۲۸۱ ، طبقات الفقہاء سبحانی ج ۱ ص ۴۵۰ ن ۲۰۷.

[۲۵]۔ الذریعہ الی تصانیف الشیعہ ج ۱۰ ص ۸۳۔

[۲۶]۔ فہرست شیخ طوسی، ن ۴۶۸۔

[۲۷]۔ طبرانی، المعجم الکبیر نے اپنے استاد حضرمی وغیرہ کے واسطے سے اس کتاب سے روایت کی ،ح ۱۶۱۲ و ۲۰۸۶ و ۲۱۹۷ و ۲۱۹۸ و ۳۳۹۴ و ۳۵۵۷ و ۴۱۲۵ و ۴۶۰۹ و ۴۶۱۰ و ۵۱۵۴ .ابن حجر نے کتاب عبیداللہ بن ابی رافع (من شہد صفین مع علی من الصحابة) سے درج ذیل تراجم میں نقل کیا؛ن ۶۳۳ و ۹۵۳ و ۱۰۶۴ و ۱۰۷۶ و ۱۰۸۳ و ۱۰۹۰ و ۱۵۰۰ و ۱۷۳۶ و ۲۱۶۲ و ۲۵۷۹ و ۲۶۲۸ و ۲۸۸۳ و ۴۴۶۶ و ۵۳۱۶ و ۵۵۳۸ و ۵۶۲۰ و ۵۷۸۶ و ۶۰۴۲ و ۶۶۰۱ و ۶۶۰۶ و ۷۴۳۲ و ۸۲۶۰ .ابن الاثیر نے کتاب اسد الغابة میں نقل کیا: ج ۱ ص ۲۶۷ و ج ۲ ص ۲۴ و ۱۲۳ و ۱۲۸ و ۱۶۳ و ۲۲۰ طبع مصر۔

[۲۸]۔۔ صالح بن محمد البغدادی (تہذیب الکمال مزی ج ۱۲ ص ۴۹۴) اور سیوطی کتاب الاوائل میں کہا: إن اول من تکلم فی الرجال ہو شعبة بن الحجاج الازدی المتوفی ۱۶۰ھ ؛یعنی سب سے پہلے علم رجال کے بارے میں شعبہ بن حجاج ازدی م ۱۶۰ھ نے بحث کی اور وہ اہل سنت میں سے تھا اس طرح اس علم کی بحثوں کا امتیاز اہل سنت کے نام کر لیا۔

۲۔ اصبغ بن نباتہ[۲۹] ابن حارث بن عمرو تمیمیؒ، حنظلی، دارمیؒ، مجاشعی، ابو القاسم، کوفی (متوفّی بعداز ۱۰۱ق)۔

بڑے تابعین میں تھے اور انہوں نے فقہ و تفسیر اور عقائد کے بارے میں امام علیؑ سے بہت سی روایات نقل کی ہیں، وہ کتب اربعہ کی ۶۲ سندوں میں وارد ہوئے اور انہوں نے مالک اشتر کے نام امام علیؑ کا عہد نامہ اور محمد بن حنفیہؒ کے نام امام علیؑ کی وصیت بھی نقل کی ہے۔

اصبغ نے سعد بن طریف، ابو حمزہ ثمالی، ابو صباح کنانی، خالد نوفلی، ابو مریم، عبد اللہ بن جریر عبدی، علی بن حزوّر غنوی، حارث بن مغیرہ، اور عبد الحمید طائی، وغیرہ نے روایت کی.

اور ان سے سعد بن طریف، اَجلح، ثابت، فِطر بن خلیفہ، محمد بن سائب کلبی، وغیرہ نے روایت کی۔

تبصرہ: واضح ہے کہ علم رجال کے بارے میں سب سے پہلے بحث کرنا اسی کے نام ہے جس نے اس کے بارے میں کتاب تالیف کی اور وہ "عبید اللہ بن ابی رافع" ہیں جو پہلی صدی ہجری کے پہلے نصف میں موجود تھے اور اس طرح انہوں نے شعبہ سے ایک سو سال پہلے علم رجال میں کتاب لکھی لیکن اہل سنت کے ان دانشمندوں کو اہل تشیع کی یہ سبقت علمی کہاں نظر آتی ہے؟! بلکہ شعبہ نے اِجلح بن عبد اللہ کندی م ۱۴۵ھ اور لوط بن یحییٰ الازدی ابی مخنف م ۱۵۸ھ سے روایت کی اور وہ دونوں بھی شیعہ تھے اور انہوں نے اس علم میں اس سے پہلے تالیف کی تھی۔اور سید حسن صدر نے تاسیس الشیعۃ ص ۲۳۳ میں کہا: شعبہ کی وفات ۲۶۰ھ میں ہوئی یہ اشتباہ ہے کیونکہ مزی نے اس کی وفات ۱۶۰ھ میں ذکر کی ہے اور وہ اِجلح کندی م ۱۴۵ھ اور ابی مخنف م ۱۵۸ھ سے روایت کرتا ہے اس لیے اس کی وفات ان سے ایک سو سال بعد ہونا ممکن نہیں ہے۔

[۲۹]۔ الطبقات الکبری لابن سعد ۶ص ۲۲۵، التاریخ الکبیر ۲ص۳۵ن ۱۴۹۵، رجال البرقی ۵، المعارف ۳۴۱، الجرح والتعدیل ۲ص۳۱۹ن ۱۲۱۳، اختیار معرفۃ الرجال (رجال الکشی) ۱۰۳ن ۱۶۴ و ۱۶۵، رجال النجاشی ۱ص۶۹ن ۴، رجال الطوسی ۳۴ن ۲، الفہرست للطوسی ۶۲ن ۱۱۹، معالم العلماء ۲۷ن ۱۳۸، الرجال لابن داود الحلی ۵۲ن ۲۰۴، رجال العلامۃ الحلی ۲۴ن ۹، تہذیب الکمال ۳ص۳۰۸ن ۵۳۷، میزان الاعتدال ۱ص۲۷۱ن ۱۰۱۴، تاریخ الاسلام ۲۸ن ۱۱ (حوادث ۱۰۱- ۱۲۰)، تہذیب التہذیب ۱ص۳۶۲ن ۶۵۸، تقریب التہذیب ۱ص۸۱ن ۶۱۳، مجمع الرجال ۱ص۲۳۱- ۲۳۳، جامع الرواۃ ۱ص۱۰۶، رجال السید بحر العلوم ۱ص۲۶۶، تنقیح المقال ۱ص۱۵۰ن ۱۰۰۸، اعیان الشیعۃ ۳ص۴۶۴-۴۶۶، معجم رجال الحدیث ۳ص۲۱۹ن ۱۵۰۹.

وہ بڑے عبادت گزار اور امام علیؑ کے خاص اصحاب میں شامل تھے اور انہوں نے امام علیؑ کے بعد بھی طویل عمر پائی، اور انہوں نے جنگ جمل و صفین میں شرکت کی اور وہ شاعر بھی تھے اور انہوں نے "کتاب مقتل الحسینؑ" لکھی.

نصر بن مزاحم نے کہا: وہ امام علیؑ کے ان ذخیرہ شدہ افراد میں سے تھے جنہوں نے جان نثار کرنے کے لیے بیعت کی تھی اور وہ عراق کے مشہور گھڑ سواروں میں تھے اور امام علیؑ جنگوں میں انہیں بچا کے رکھتے تھے

عجلی نے ان کو ثقہ قرار دیا لیکن ابن معین، ونسائی نے کہا: وہ ثقہ نہیں، اور اس کی وجہ ان کا شیعہ ہونے کا جرم ہے جیسے ابن حبّان نے کہا: «فُتن بحبّ علی، فأتی بالطامات فاستحق الترک» وہ امام علیؑ کی محبت میں مجنون ہوئے جاتے تھے اس لیے انہوں نے بڑی باتیں نقل کیں پس انہیں ترک کرنا سزاوار ہے (حالانکہ امام علیؑ سے محبت کرنے کا حکم خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا ہے)۔

علی بن حزوّر نے اصبغ بن نباتہ کے واسطے سے ابو ایوب انصاری سے نقل کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں عہد توڑنے والوں، ظلم کرنے والوں اور حد سے گزرنے والوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔

راوی کہتا ہے: میں نے پوچھا: کس کے ساتھ؟ کہا: امام علی بن ابی طالبؑ کے ساتھ [۳۰]۔

ان کی تاریخ وفات نہیں ملی لیکن ذہبی نے انہیں تاریخ اسلام میں ۱۰۱-۱۲۰ھ تک کے وفیات میں ذکر کیا ہے۔

ابو الجارود نے اصبغ سے کہا تمہارے درمیان امام امیر المومنینؑ کیا منزلت اور مقام تھا؟ تو اس نے کہا؛ مجھے معلوم نہیں کہ تو کس حوالے سے پوچھنا چاہتا ہے؟ لیکن ہماری تلواریں ہمارے

۳۰۔ انّ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم: انّہ اِمرنا بقتال الناکثین والقاسطین والمارقین. قلّت: یارسول اللّہ! مع مَن؟ قال: مع علی بن اِبی طالب؛

کندھوں پر رہتی تھیں پس جس کی طرف آپ اشارہ فرماتے : ہم اس کو تلواروں کی زد میں لے لیتے تھے اور اس کی گردن مار دیتے تھے [۳۱]۔

ابراہیم بن ابی بلاد نے ایک شخص سے روایت کی کہ میں نے اصبغ سے پوچھا تمہارا نام شرطہ خمیس کیسے ہوا؟ تو اس نے کہا ہم نے آپ کے لیے قربان ہونے کی ضمانت دی تھی اور آپ (یعنی امام علیؑ) نے ہمیں کامیابی کی ضمانت دی تھی [۳۲]۔

ذعلب یمانی کا خدا کو دیکھنے کے بارے میں سوال [۳۳]

اصبغ بن نباتہ کا بیان ہے کہ جب امام علیؑ تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اور لوگوں نے آپ کی بیعت کی تو آپ نبی اکرم ﷺ کا عمامہ و چادر اوڑھ کر اور آپؐ کے نعلین پہن کر اور آپؐ کی تلوار حمائل کئے ہوئے مسجد کی طرف روانہ ہوئے منبر پر تشریف لائے اور ایک ہاتھ انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دونوں ہاتھوں کو اپنے شکم پر رکھا اور فرمایا: لوگو! قبل اس کے کہ مجھے کھو دو جو پوچھنا ہو پوچھ لو، یہ علم کا خزانہ ہے یہ نبی اکرم ﷺ کا لعاب ہے، یہ وہ علم ہے جو نبی اکرم ﷺ نے مجھے بھرپور عطا کیا تھا، مجھ سے پوچھ لو کیونکہ میرے پاس اولین وآخرین کا علم ہے، خدا کی قسم! اگر مسند علم بچھا دی جائے اور میں اس پر بیٹھ جاوں تو اہل تورات کو تورات سے جواب دوں گا کہ تورات پکارے گی، علیؑ نے سچ کہا اور اس میں جھوٹ کا شائبہ نہیں اور خدا نے مجھ میں یہی حکم نازل کیا، اور اہل انجیل کو انجیل سے ایسا جواب دوں گا کہ انجیل پکارے گی، علیؑ نے سچ کہا اور اس میں جھوٹ کا شائبہ نہیں اور

---

[۳۱]۔رجال کشی ح۱۶۴۔

[۳۲]۔رجال کشی ح۱۶۵۔

[۳۳]۔إرشاد القلوب : ۱۶۷ح۱۵الکافی ۱ : ۹۷ح۶و۱۳۸ح۴، التوحید : ۱۰۹ح۱۶المحاسن : ۲۳۹ح۲۱۶الارشاد : ۱۲۰، الاحتجاج ۱ : ۲۰۹ تذکرۃالخواص : ۱۵۷، الاختصاص : ۲۳۶.

خدا نے مجھ میں یہی حکم نازل کیا، اور اہل قرآن کو قرآن سے جواب دوں گا کہ تورات پکارے گی، علیؑ نے سچ کہا اور اس میں جھوٹ کا شائبہ نہیں اور خدا نے مجھ میں یہی حکم نازل کیا۔

تم سب لوگ دن رات قرآن کی تلاوت کرتے ہو تو کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو اس میں کیا نازل ہوا اور اگر قرآن میں یہ آیت نہ ہوتی کہ خدا جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور اس کے پاس اصل کتاب موجود ہے، تو میں تم کو قیامت تک کے واقعات کی خبر دیتا۔

پھر آپ نے فرمایا: مجھ سے پوچھ لو قبل اس کے کہ مجھ کو کھو دو، اس خدا کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور انسان کو عدم س ے وجود بخشا، اگر تم مجھ سے کسی آیت کے بارے میں پوچھو کہ وہ کس رات میں نازل ہوئی اور کس دن نازل ہوئی، وہ حالت سفر میں نازل ہوئی یا شہر میں، ناسخ ہے یا منسوخ، وہ محکم ہے یا متشابہہ، اس کی تاویل و تنزیل کیا ہے تو میں تمہیں اس سے آگاہ کروں گا۔

تو ذعلب نامی شخص کھڑا ہوا جو ایک فصیح و بلیغ اور دلیر شخص تھا اور کہنے لگا: فرزند ابوطالب ایک سخت مرحلے کی انتہاء کو پہنچ گئے آج میں ان کو ایک مسئلے میں تمہارے سامنے شرمندہ کروں گا۔

پھر کہنے لگا: اے امیر المومنینؑ! کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا؟

آپ نے فرمایا: وائے ہو اے ذعلب! میں اس رب کی کیسے عبادت کروں گا جس کو دیکھا نہ ہو؟

وہ کہنے لگا: کیسے دیکھا اس کو بیان کیجئے!

امامؑ نے فرمایا: خدا کو آنکھوں کے ساتھ نہیں دیکھا جاتا، اسے ایمان کی حقیقت کے ساتھ دل سے دیکھا جاتا ہے، ذعلب، تم پر وائے ہو، میرے رب کا وصف دوری و حرکت و سکون قیام اور آمد و رفت سے بیان نہیں ہو سکتا، وہ ایسا لطیف ہے کہ لطافت کے ذریعے اس کی وصف

بیان نہیں ہوسکتی وہ ایسا عظیم ہے کہ عظمت کے ذریعے اس کی تعریف نہیں کی جاسکتی اور وہ ایسا بزرگی والا ہے کہ بلندی کے ذریعے اس کی توصیف نہیں ہوسکتی وہ جلالت میں اتنا ہے کہ شدت سے اس کو بیان نہیں کیا جاسکتا اور وہ اتنا مہربان ہے کہ اس کی تعریف نرمی سے نہیں کی جاسکتی۔

وہ مومن ہے مگر عبادت کے ذریعے نہیں ، وہ اشیاء کو درک کرتا ہے مگر حواس کے ذریعے نہیں ، وہ متکلم ہے مگر الفاظ کی مدد سے نہیں ، وہ اشیاء کے ساتھ ہے مگر داخل نہیں ، ان سے خارج ہے مگر جدائی کے بغیر ، وہ ہر چیز سے اوپر ہے تو نہیں کہا جاسکتا کہ کوئی چیز اس کے اوپر ہے اور وہ ہر چیز سے آگے ہے تو نہیں کہا جاسکتا کہ کوئی چیز اس سے آگے ہے ،وہ اشیاء میں اس طرح داخل نہیں جیسے کوئی چیز دوسری میں داخل ہوتی ہے ،وہ اشیاء سے خارج ہے مگر اس طرح نہیں جیسے کوئی شیی دوسری سے خارج ہوتی ہے۔

یہ سن کر ذعلب پر غشی چھا گئی اور وہ گر پڑا ، بعد میں کہنے لگا : خدا کی قسم ! میں نے آج تک ایسا جواب نہیں سنا تھا ، اور آئندہ ہر گز ایسا نہ کہوں گا۔

۳۔اِجلح بن عبد اللہ [۳۴] بن معاویہ کندی اِبو حجیہ کوفی م۱۴۵ھ اور ایک قول ہے کہ اس کا نام یحیٰی اور اجلح اس لقب اسی لیے شیخ طوسی نے اسے امام صادق کے اصحاب میں یحیٰی کے عنوان سے ذکر کیا ہے اور بہت سے شیعہ علماء نے اسے دو جگہ بعنوان (یحیٰی) اور (اِجلح) سے ذکر کیا جیسا کہ اِردبیلی نے جامع الرواۃ اور سید خوئی نے معجم رجال میں کہا ہے حالانکہ یہ ایک شخص ہے اور اِجلح نے اِمام صادق اور زید بن علی اور عمار دہنی وغیرہ سے روایت کی اور اس سے اس

[۳۴]۔رجال الطوسی ص۳۳۵ ،اِصحاب صادقؑ ، حرف یاء ن۱۴ ، جامع الرواۃ ج۱ص۳۹ وج۲ص ۳۳۲ ، قاموس الرجال ج۱ص۵۹۳ن ۲۵۸ ، ومعجم رجال الحدیث ج۱ص۳۶۵ وج۲۰ ص۶۶ ، مصفی المقال ص۴۰ و۴۹۷ ، تہذیب الکمال ن۲۸۲ ، الکامل لابن عدی ج۲ ص۱۳۶ان ۲۳۸ ، میزان الاعتدال ج۱ص۲۰۹ن ۲۷۳ ، تہذیب التہذیب ج۱ص۱۸۹ ، تقریب التہذیب ص۱۲۰ان ۲۸۷ ، وغیرہ.

کے بیٹے عبداللہ اور شعبہ بن حجاج م ۱۶۰ھ نے روایت کی اور مزی لے اس کے لیے علامت ذکر کی کہ اس سے صحاح ستہ میں سے چار میں روایت نقل کی گئی ہے اور بخاری نے کتاب ادب میں روایت نقل کی۔

اور اس کی توثیق کے لیے اتنا کافی ہے کہ شیخ مفید نے اس کی وثاقت کی تصریح کتاب (الكافية في إبطال توبة الخاطئة) میں فرمائی جب اس روایت کو صحیح قرار دیا جس کی سند میں یہ موجود ہے فرمایا: (هذا حديث صحيح الإسناد واضح الطريق جليل الرواية) یہ روایت صحیح السند ہے اس کا معنی واضح ہے اور بلند پایہ روایت ہے اسی طرح یہ کافی اور تہذیب کی بہت سی روایات میں وارد ہوا ہے اور اہل سنت نے اس کو شیعہ قرار دیتے ہوئے اس کی وثاقت کی تصریح کی ہے جن میں ابن معین اور عجلی وغیرہ ہیں۔

اور ابن عدی نے کہا: "اس سے کوفی وغیرہ روایت کرتے ہیں میں نے اس کو روایتوں میں متن و سند کے لحاظ سے کوئی بری چیز نہیں دیکھی، اس میں کوئی حرج نہیں مگر اسے کوفہ کے شیعوں میں شمار کیا گیا اور وہ میرے نزدیک حدیث میں مستقیم اور صدوق و نہایت سچا شخص ہے ۔اور اسی طرح فلاس اور ابن حجر نے بھی اسے صدوق شیعی قرار دیا۔

اس نے علم رجال میں کتاب لکھی جسے بزرگ تہرانی نے بعنوان (كتاب تسمية من شهد مع علي بن أبي طالب ؑ من أصحاب الرسول ﷺ) ذکر کیا ہے.

۴۔ابو مخنف ازدی، لوط بن یحییٰ[۳۵] م ۱۵۱ھ، نجاشی نے اس کتاب کے مولف کے حالات بیان کئے ہیں اور زبردست الفاظ میں ان کی مدح کی گئی ہے،

[۳۵]۔ رجال النجاشی ج ۲ ص ۱۹۱ ن ۸۷۳، ط محققہ ،الفہرست طوسی، ط تحقیق بحر العلوم ص ۱۸۱ ن ۵۸۶ ، جامع الرواۃ ج ۲ ص ۳۲، ریاض العلماء ج ۴ ص ۴۲۶ ، مصفی المقال ص ۳۸۲، الذریعۃ ج ۱۰ ص ۱۴۲، قاموس الرجال ج ۸ ص ۶۱۵ ن ۶۱۸۶، الفہرست ابن الندیم ص ۱۴۸، سیر إعلام النبلاء ج ۷ ص ۳۰۱ ن ۹۴۔

فرمایا:لوط بن یحیٰی بن سعید بن مخنف بن سالم ازدی ابو مخنف،کوفہ میں شیخ الاخبار اور ان کا سردار تھا اور اس کی روایات پر اعتماد کیا جاتا تھا[۳۶] اور بزرگ تہرانی نے اس کی کتاب کا نام "رجال ابو مخنف لوط" ذکر کیا گیا ہے[۳۷]۔

اور اس کے زمانے کے بارے میں اختلاف ہے شیخ طوسی نے کشی سے نقل کیا کہ وہ انہیں اِمیر المؤمنین ،امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کے اصحاب میں شمار کرتے تھے لیکن خود فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ اس کا باپ امام علیؑ کے اصحاب میں سے تھا اس کے خلاف نجاشی نے کہا کہ اس نے امام صادقؑ سے روایت کی اور ایک قول ہے کہ اس نے امام باقرؑ سے بھی روایت کی اور یہ صحیح نہیں ہے گویا نجاشی کو اس کے امام باقر کے اصحاب میں سے ہونے میں بھی شک ہے تو ان سے پہلے والے ائمہ کا صحابی ہونا بہت بعید ہے۔

نجاشی کے سابقہ کلام سے واضح ہوگیا کہ وہ شیعہ امامیہ میں سے تھے ،مامقانی نے کہا:اس کے شیعہ امامیہ میں سے ہونے کوئی شک نہیں جیسا کہ علماء کی ایک جماعت نے اس کی تصریح کی اور ابن اِبی الحدید کا اس بات کا انکار کرنا ضعیف قول ہے[۳۸] اور ابن عدی نے کہا وہ شدید قسم کے شیعہ میں سے تھا اور ان کی روایات کو نقل کرتا تھا (وہو شیعی محترق صاحب اِخبارہم) لیکن اس کے باوجود کچھ لوگ اسے شیعہ ماننے کے لیے تیار نہیں اور اسے محدثین میں سے سمجھتے ہیں جیسے ابن اِبی الحدید : ابو مخنف محدثین میں سے ہے اور ان لوگوں میں سے جو امام کو آزمائش کے ذریعے صحیح جانتے ہیں اور وہ شیعوں میں نہیں اون نہ ہی ان کے راویوں میں شمار ہوتا ہے(وأبو مخنف من المحدثين ، وممن يرى صحة الإمامة بالاختيار ،

---

[۳۶]۔رجال نجاشی ،ن۸۷۵۔

[۳۷]۔ الذریعہ ج۱۰ ۱۴۲۔

[۳۸]۔شرح نہج البلاغۃ ابن اِبی الحدید ج۱ص۱۴۷۔

ولیس من الشیعة ولا معدوداً من رجالها[۳۹]) اور اسی طرح محقق تستری نے بھی اس کے بارے میں شیعہ امامی ہونے میں شک کیا۔

ابومخنف کی علم رجال میں بہت سی کتابیں ہیں جن کو شیخ طوسی و نجاشی نے فہرستوں میں ذکر کیا ہے:

۱۔ مقتل الحسینؑ، ۲۔ کتاب مقتل محمد بن اِبی بکر، ۳۔ مقتل عثمان . ۴۔ کتاب الجمل . ۵۔ کتاب صفین . ۶۔ کتاب اِہل النہروان والخوارج، ۷۔ مقتل اِمیر المؤمنینؑ، ۸۔ مقتل الحسنؑ، ۹۔ مقتل حجر بن عدی، ۱۰۔ اِخبار زیاد. ۱۱۔اِخبار الحجاج. ۱۲۔ اِخبار المختار. ۱۳۔ اِخبار ابن الحنفیة (ابن الندیم) . ۱۴۔ کتاب زید بن علیؑ (ابن الندیم) .

۵۔رجال محمد بن حبیش م۱۵۸ھ۔

۶۔رجال برقی ابو عبداللہ محمد بن خالد، بعنوان "رجال من رویٰ عن علی امیر المومنینؑ"[۴۰]

محمد بن خالد برقی[۴۱] تیسری صدی ہجری کے افراد میں سے تھے اور وہ امام کاظمؑ، امام رضاؑ اور امام جوادؑ کے اصحاب میں سے تھے جیسا کہ ان کے بیٹے نے اپنی کتاب رجال میں لکھا ہے اس سے ظاہر ہے کہ وہ تیسری صدی ہجری کے اوئل میں زندگی کرتے تھے انہوں نے "کتاب نوادر الحکمة" لکھی اور وہ اِحمد بن محمد برقی م ۲۷۴ یا ۲۸۰ھ کے والد تھے اور ابن ندیم نے الفہرست میں انہیں فقہاء الشیعة میں ذکر کیا اور اس کی کتاب رجال کو ان کی کتابوں میں شمار کیا

---

[۳۹]۔سابقہ حوالہ۔

[۴۰]۔سابقہ حوالہ ۔

[۴۱]۔ رجال النجاشی ن ۸۹۹)، الفہرست طوسی ن ۶۳۹، رجال البرقی، رجال طوسی ص ۳۸۶ ن ۴ و ص ۴۰۴ ن ۱، معجم رجال الحدیث ج ۱۶ ص ۶۴، مصفی المقال ص ۴۰۵، الذریعة ج ۱۰ ص ۱۰۰، جامع الرواة ج ۲ ص ۱۰۸، قاموس الرجال ج ۸ ص ۲۴۹ ن ۶۶۷۹ .

ہے اور شیخ طوسی نے اپنے رجال میں انہیں امام رضاؑ کے اصحاب میں شمار کرتے ہوئے ان کو ثقہ قرار دیا۔

تیسری صدی کی رجالی کتابیں

۱۔رجال ابو منذر ھاشم بن محمد بن سائب کلبی م۲۰۶ھ [۴۲]۔

۲۔کتاب رجال عبداللہ بن جبلہ م۲۱۹ھ [۴۳]۔

اور ابو محمد عبد اللہ بن جبلۃ بن حنان بن حر کنانی، امام کاظمؑ کے اصحاب میں سے ہے اور نجاشی نے اس کی وثاقت و تاریخ وفات اور کتاب رجال کو صراحت کے ساتھ ذکر کیا ہے فرمایا: یہ ثقہ ہے اس نے اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا حنان بن حر سے روایت کی حر نے زمانہ جاہلیت کو درک کیا تھا اور جبلکہ کا گھر کوفہ میں مشہور تھا اور عبداللہ واقفی تھا وہ فقیہ، ثقہ اور مشہور تھا اس کی کتابوں میں کتاب الرجال اور "کتاب الصفة فی الغیبة علی مذهب الواقفة" ہے... عبداللہ ۲۱۹ھ میں فوت ہوا۔ اور سید حسن صدر نے اس کے بارے میں ذکر کیا کہ اس نے علم رجال میں سب سے پہلے کتاب لکھی لیکن یہ بات سابقہ حقائق کی روشنی میں صحیح نہیں جیسا کہ بیان ہوا کہ عبید اللہ بن ابی رافع نے سب سے پہلے علم رجال کی کتاب لکھی
۔

۳۔رجال حسن بن علی بن فضال م۲۲۴ھ [۴۴]۔

۴۔رجال حسن بن محبوب سرّاد بجلی ۱۴۹-۲۲۴ھ۔

۵۔مشیخۃ ابن محبوب [۴۵]، معرفۃ رواۃ الاخبار ابن محبوب [۴۶]۔

---

[۴۲]۔سابقہ حوالہ ۔

[۴۳]۔ رجال النجاشی ج۲ ص۱۳ ن۵۶۱، رجال الطوسی، اصحاب الامام الکاظمؑ ص۳۵۶ ، الفہرست طوسی ن ۴۵۴، مصفی المقال ص۲۴۹، تاسیس الشیعۃ لعلوم الاسلام ص۲۳۳، قاموس الرجال ج۶ ص۲۷۸ ن ۴۲۳۳۔

[۴۴]۔ نجاشی ۷۲،الذریعہ، سابقہ حوالہ۔

۶۔عباد بن یعقوب رواجنی عامی م۲۵۰ھ کی مشیخۃ[۴۷]۔

۷۔یعقوب بن شیبہ ۱۸۰-۲۶۲ھ کی "تسمیة من روی عن امیر المومنین من الصحابة"[۴۸]۔

۸۔ابو زرعہ رازی ۲۰۰-۲۶۴ھ کی "ذکر من روی عن جعفر بن محمد من التابعین ومن قاربھم "،نجاشی نے ابان بن تغلب کے ترجمہ میں اس سے نقل قول کیا[۴۹]۔

۸۔برقی احمد بن محمد بن خالد ۲۷۴ھ ،یہ کتاب اصحاب پیغمبرؐ سے امام حسنؑ کے اصحاب تک ہر معصومؑ کے اصحاب کے طبقات پہ مشتمل تھی، پہلے اصحاب کے نام پھر صحابیات کے اسماء ذکرکرتے تھے،نجاشی نے کتاب الطبقات اور شیخ طوسی نے فہرست ۶۵ میں طبقات الرجال کے نام سے یاد کیا[۵۰]۔

۹۔محمد بن احمد بن یحییٰ اشعری قمی م۲۸۰ھ، "مناقب الرجال"[۵۱]۔

۱۰۔احمد بن علی بن محمد علوی عقیقی م۲۸۰ھ،"کتاب تاریخ الرجال" [۵۲]۔

۱۱۔عبدالرحمٰن بن یوسف بن سعید خراش مروزی بغدادی ۲۸۳ھ، "کتاب الجرح و التعدیل"[۵۳]۔

---

[۴۵]۔ فہرست شیخ ۱۶۲۔
[۴۶]۔ معالم العلماء ابن شہر آشوب اور مصفّی المقال
[۴۷]۔ فہرست شیخ ۵۴۲۔حوالہ الذریعہ۔
[۴۸]۔فہرست شیخ ۸۰۔
[۴۹]۔رجال نجاشی ،ن
[۵۰]۔ رجال نجاشی ۱۸۲،فہرست شیخ ن۶۵۔
[۵۱]۔ فہرست شیخ ۶۲۳ نوادر الحکمۃ کے ذیل میں اسے ذکر کیا۔
[۵۲]۔رجال نجاشی ۱۹۶۔
[۵۳]۔ شذرات الذھب فی اخبار من ذھب میں اسکا تذکرہ ہے الذریعہ سابقہ حوالہ۔

۱۲۔رجال علی بن حکم نخعی انباری، ابن حجر نے لسان المیزان میں بعض شیعہ راویوں کے تراجم میں اس کتاب سے نقل اقوال کیا جیسے حسان بن ابی عیسیٰ صیقلی ،اور اس کتاب کا عنوان مصنفی الشیعہ قرار دیا[۵۴]اور ابراہیم بن سنان و ابراہیم بن عبدالعزیز نے یہاں اس کتاب کا عنوان "رجال الشیعہ" قرار دیا[۵۵]۔

۱۳۔ابوعبداللہ بن حجاج کی کتاب "من رویٰ الحدیث من آل اعین" ،اسکو رسالہ ابو غالب زراری میں فرمایا: یہ کتاب آل اعین کے ۶۰ افراد کے حالات پہ مشتمل تھی [۵۶]۔

۱۴۔علی بن حسن بن فضال م۲۰۶ھ،"کتاب الرجال"[۵۷]۔

۱۵۔نصر بن صباح بلخی کی کتاب "معرفۃ الناقلین"[۵۸]اور کشی نے اس سے بہت سے نقل اقوال کیا ہے[۵۹]۔

۱۶۔علی بن عباس جراذینی"الممدوحین والمذمومین"اسے رجال عضائری کے حوالے سے ذکر کیا گیا[۶۰]۔

۱۷۔علی بن حکم[۶۱]زبیر نخعی ابوالحسن ضریر کو نجاشی و کشی نے اسی طرح ذکر کیا اور شیخ طوسی نے فرمایا: وہ ثقہ ، جلیل القدر تھا اور ، کشی نے اسے انباری قرار دیا اور بعض نے اسے نخعی و

---

[۵۴]۔لسان المیزان ، ج۲نمبر۲۳۹۹

[۵۵]۔لسان المیزان ج۱ نمبر ۷۵و۲۱۸۔

[۵۶]۔الذریعہ حوالہ سابقہ ۔

[۵۷]۔ فہرست شیخ،ن ۳۹۲، اور رجال نجاشی،ن ۶۷۶۔

[۵۸]۔ رجال نجاشی ۱۱۴۹۔

[۵۹]۔رجال کشی ،فہرست تفصیلی مراجعہ ہو۔

[۶۰]۔ رجال نجاشی ص۲۵۵ن۶۶۸۔

کوفی قرار دیا جبکہ محقق تستری کو یقین ہے کہ وہ ایک ہی شخص کے چند وصف ہیں، یہ شخص امام رضا وامام جواد کے اصحاب میں سے تھا اور بن ابی عمیر کے اصحاب میں سے تھا اس نے امام صادق کے اصحاب سے روایت کی جیسے حسن بن علی بن فضال اور عبد اللہ بن بکیر وغیرہ سے اور اس سے احمد بن محمد برقی م ۲۷۴ یا ۲۸۰ھ نے روایت کی، اس کتاب (رجال الشیعۃ) ہے جس سے ابن حجر نے (لسان المیزان) میں بعض شیعہ تراجم میں استفادہ کیا ہے جن میں درج ذیل موارد شامل ہیں: حسان بن ابی عیسی صیقلی [۶۲]، اس کے بارے میں ابن حجر نے کہا: اسے علی بن حکم نے شیعہ مصنفین میں شمار کیا اور کہا اس سے حسن بن علی بن یقطین بہت سی روایات نقل کرتا ہے۔

تبصرہ: اس لحاظ سے یہ اس کتاب کے بہترین موارد میں سے ہے کیونکہ اس کے علاوہ کہیں حسان بن ابی عیسی صیقلی کا ذکر کتب شیعہ میں نہیں ملا اور نہ کوئی اس سے حسن کی روایت ملی۔

پھر حسان بن عبد اللہ جعفی کہ جس کے بارے میں شیعہ کتابوں میں کوئی توثیق نہیں ملی اور شیخ طوسی نے اسے رجال میں امام صادق کے اصحاب میں شمار کیا ہے لیکن ابن حجر نے نقل کیا کہ علی بن حکم نے اسے ثقۃ قلیل الحدیث قرار دیا ہے [۶۳]، اس طرح کہا جا سکتا ہے اگر یہ کتاب مل جاتی تو بہت زیادہ مفید ہوتی۔

اور اسی طرح ابراہیم بن سنان کے بارے میں ابن حجر نے کہا: اسے علی بن حکم نے "رجال الشیعۃ" میں امام صادق کے اصحاب میں شمار کیا ہے [۶۴]۔ اور پھر ابراہیم بن عبد العزیز جو

---

[۶۱]۔ رجال النجاشی ن ۷۱۶، الفہرست طوسی ن (۳۷۸) اور اس کی توثیق کی ہے، رجال الطوسی ص ۳۸۲، رجال البرقی، الذریعۃ ج ۱۰ ص ۱۳۵، مصفی المقال ص ۲۷۸، معجم رجال الحدیث ج ۱۱ ص ۳۸۱-۳۹۵، لسان المیزان ابن حجر ج ۱ و ۲، قاموس الرجال ج ۷ ص ۴۴۶-۴۴۹ ن ۵۱۱۶ و ۵۱۱۷ و ۵۱۱۸ و ۵۱۱۹۔

[۶۲]۔ لسان المیزان ابن حجر، ج ۲ ص ۱۸۸ ن ۸۵۸۔

[۶۳]۔ لسان المیزان ج ۲ ص ۱۸۸۔

[۶۴]۔ لسان المیزان ج ۱ ص ۶۶ ن ۱۷۲۔

امام صادقؑ کے اصحاب میں سے ہے ابن حجر نے کہا اس نے اپنے باپ اور امام صادقؑ سے روایت کی جیسا کہ علی بن حکم نےاسے رجال الشیعۃ میں ذکر کیا ہے[۶۵]۔اور اسی طرح ابراہیم بن عیسی خزاز کوفی کے بارے میں ابن حجر نے کہا:اسے علی بن حکم وغیرہ نے رجال الشیعۃ میں ذکر کیااور اس نے امام صادق و کاظمؑ سے روایت کی اور اس سے علی بن محبوب وغیرہ نے روایت کی[۶۶]۔

اس سے ظاہر ہوا کہ علی بن حکم کی یہ رجالی کتاب یا ابن حجر کے پاس یا ذہبی (جس کی کتاب میزان الاعتدال کی ابن حجر نے تنقیح کی ہے) کے پاس موجود تھی۔

۱۸۔کاھلی جعفر بن عبدالرحمٰن کی "النوادر عن الرجال"[۶۷]، محقق تہرانی نے مصفی المقال میں فرمایا: رجال کے متعلق دو نوادر ہیں: ایک نوادر ابان بن محمد بجلی اور دوسری نوادر جعفر بن عبدالرحمٰن کاھلی،اور الذریعہ میں بھی اسے ذکر کیا ہے[۶۸]۔

۱۹۔کرخی محمد بن عبداللہ بن مہران،کی کتاب" الممدوحین والمذمومین"[۶۹]۔

چوتھی صدی کی رجالی کتابیں

۱۔سعد بن عبداللہ اشعری قمی ۲۹۹ھ کی "طبقات الشیعہ"،نجاشی نے ھیثم بن عبداللہ کے حالات کیلئے اس کتاب سے نقل کیا[۷۰] اور محمد بن یحییٰ معینی کے

---

[۶۵]۔لسان المیزان ج۱ص۸۷ن۲۱۴۔
[۶۶]۔لسان المیزان ج۱ص۸۸ن۲۵۱۔
[۶۷]۔ رجال نجاشی ۳۲۶۔
[۶۸]۔مصفی المقال ، الذریعہ ۔
[۶۹]۔ رجال نجاشی۔
[۷۰]۔ رجال نجاشی ۱۱۷۰۔

حالات میں اس کا نام طبقات الشیعہ کہا[۷۱]، خود مولف کے حالات میں نجاشی و شیخ طوسی نے اسکا تذکرہ نہیں کیا [۷۲]۔

۲۔ سعد بن عبداللہ اشعری قمی ۲۹۹ھ کی "مثالب رواۃ الحدیث" اور دوسری کتاب اور "مناقب رواۃ الحدیث" [۷۳]۔

۳۔ "الفھرست" حمید بن زیاد کوفی دھقان م۳۱۰ھ، بزرگ تہرانی نے فرمایا: یہ کتاب مولفین کی فہرست پہ مشتمل تھی[۷۴] اور نجاشی نے عبیداللہ بن احمد بن نھیک اور علی بن ابی صالح محمد بزرج کے حالات میں ان سے نقل اقوال کیا[۷۵]، اور "کتاب الرجال" حمید بن زیاد کوفی دھقان م۳۱۰ھ[۷۶]۔

۴۔ احمد بن حسین بن عبد الملک ابو جعفر اودی کوفی، کی کتاب "المشیخۃ" [۷۷]۔

---

[۷۱]۔ سابقہ حوالہ ۱۷۱۱۔

[۷۲]۔ الذریعہ محقق تہرانی

[۷۳]۔ فہرست شیخ ۳۱۶، رجال النجاشی ۴۶۷۔

[۷۴]۔ مصفی المقال فی مصنفی علم الرجال۔

[۷۵]۔ رجال نجاشی میں ۶۷۵، ۶۱۵۔

[۷۶] رجال نجاشی ۳۳۹ اور الذریعہ محقق تہرانی۔

[۷۷]۔ فہرست شیخ طوسی، ص۲۳، فرمایا: **ثقۃ مرجوع إلیہ بوب کتاب المشیخۃ بعد إن کان منثورا وجعلہ علی إسماء الرجال ولم یعرف لہ شیء ینسب إلیہ غیرہ۔** تذکر: بہرحال اس بحث میں چند مشہور قدیم ترین رجال شیعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور ہرگز یہ دعوی نہیں کہ سابقہ دور کی تمام کتب رجال شیعہ کو ذکر کردیا گیا کیونکہ اس کے علاوہ بھی بہت سے علماء اور دانشمندان شیعہ نے علم رجال کے موضوع پر کتابیں تالیف کی تھی ان کو مصفی المقال و تاریخ علم رجال اور مآخذ شناسی رجال شیعہ وغیرہ مستقل کتابوں میں دیکھا جاسکتاہے۔

کتاب رجال کشی کی دستیابی

یہ کتاب چوتھی صدی ہجری چوتھی صدی ہجری کے پہلے نصف میں لکھی گئی اور ہزار سالوں کا طویل عرصہ گزرنے کے بعد آج ہم تک پہنچی ہے اس لیے اس کی دستیابی کے بارے میں علمی بحث کرنی چاہیے جس میں قدیم زمانے کی کتابوں کے نسخوں کی تحقیق کے لیے علمی قواعد کو ذکر کیا جائے اور ان کی نفی واثبات اور حجیت کے لیے جن مراحل کو طے کرنا ضروری ہوتا ہے ان کو بیان کیا جائے ،سو واضح ہو کہ کتاب کی مصنف کی طرف صحیح نسبت پھر اس کے نسخے کا معتبر ذرائع سے متاخرین تک پہنچنے کی جستجو کرنا نہایت لازم امر ہے کتاب کے مقدمے میں اس چیز کو ثابت کرنا چاہیے ،زمان حاضر میں معروف فنی طریقہ کار کے مطابق نسخوں کے طول وعرض،ورق کے رنگ،خط کی سرخی یا سیاہی اور خط کی اقسام کا بیان وغیرہ چیزیں اگرچہ کسی حد تک مفید ہیں مگر نسخے کی تصحیح کے لیے اس کی صحت اور اعتبار اور نسبت کو ثابت کرنے کے لیے معتبر ذرائع کو بیان کرنا چاہیے اگر یہ چیزیں ثابت ہوں تو کتاب کی قدر وقیمت محفوظ ہے اور اسے دلیل شرعی اور مدرک اور حجت کے طور پر اخذ کیا جاسکتا ہے ، مختصرا یہاں چند قواعد کو ذکر کیا جاتا ہے:

کتابوں کے نسخوں کی تصحیح کے قواعد

ا۔ کتب فہرست یا تراجم سے کتاب کی ماہیت کو دیکھنا چاہیے مثلا فہرست شیخ و نجاشی و شیخ منتجب الدین اور اسی طرح متاخرین میں کتاب الذریعہ، ریاض العلماء ،مستدرک الوسائل، مصفی المقال، اعیان الشیعہ، روضات الجنات اور دیگر کتابیں۔

۲۔ متقدمین میں سے صاحبان فہرست کی اس کتاب کی طرف سندوں کی معرفت حاصل کرنی چاہیے چونکہ ان سندوں اور ان کے پاس اس کتاب کے نسخوں کی کثرت، کتاب کے نسخوں کی شہرت اور تواتر کا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے اور یہ بہت اہم ہے۔

۳۔ متاخرین میں حدیث کی جامع کتابیں لکھنے والوں کی اس کتاب کی طرف سندوں کی معرفت حاصل کرنی چاہیے جیسے بحار میں علامہ مجلسی کے اجازات اور اسناد جو انہوں نے اپنی کتاب کی روایات کے مدارک کی طرف ذکر کی ہیں، اس طرح خاتمہ وسائل، وافی فیض کاشانی، طرق سید ہاشم بحرانی، اس طرح علامہ حلی کا ابن زہرہ کے لیے اجازہ، شہید ثانی کا والد شیخ بہائی حسین بن عبدالصمد حارثی کے لیے اجازہ بھی اس موضوع میں مفید ہیں۔

۴۔ تالیف کتاب کے بعد کے طبقات میں اسکے نسخوں کی شہرت کی معرفت حاصل کرنا بہت اہم ہے کیونکہ کتاب کا حوزات علمیہ اور اصحاب حدیث کے ہاں مشہور ہونا اس کتاب اور اس کے نسخوں کی شہرت کا غماز ہے اس کی جستجو علماء کی فقہی، کلامی اور روائی کتابوں میں کرنی چاہیے کہ انہوں نے کس قدر اس کتاب سے استفادہ کیا ہے مثلاً شیخ مفید، راوندی، ابن ادریس، محقق وعلامہ حلی، شہیدین، محقق کرکی، ابن طاووس، مفسر طبرسی، حر عاملی کی کتابیں مثلاً علامہ حلی نے شیخ صدوق کی مفقود ہو جانے والی کتاب سے کئی احادیث نقل کی ہیں اور بہت سی روایات کو صحیح سے تعبیر کیا ہے اس طرح محقق حلی نے کتاب معتبر کے مقدمہ چہارم میں اس کا ذکر کیا ہے اور شہید ثانی نے تسلیۃ الفواد میں بھی اس کتاب کو ذکر کیا ہے۔

۵۔ ہم تک پہنچنے والے مختلف نسخوں پہ متعدد توقیعات اور علماء کے خطوط و توثیقات کا عمیق مطالعہ کرنا چاہیے کہ یہ حوزات علمیہ میں اس کے مختلف ہاتھوں میں میں زیر مطالعہ رہنے کی دلیل ہے اس کے لیے نسخوں کے حالات پہ مشتمل کتابوں کی طرف رجوع کرنا چاہیے جیسے الذریعہ، ریاض العلماء، خاتمہ مستدرک، اسی طرح نسخوں کی فہرستیں جو مختلف کتاب خانوں نے شائع کی ہیں جن سے کتابوں کے نسخوں کے متعلق بہت کچھ آشنائی حاصل ہو سکتی ہے۔

۶۔ نسخہ کتاب کے خط، نسخہ لکھنے والے کا نام اور اس شخص کا نام جس سے اس نے نقل کیا اوراس کو دوسری کتابوں کی روایات سے مقابلہ کرنا جن سے رجالی اور روائی قرائن حاصل ہوتے ہیں۔

۷۔ مولف کتاب کی بقیہ کتابوں میں اس کے اسلوب اور روش تالیف کی شناخت حاصل کرنا کیونکہ ہر مولف کے فقہ و معارف اور ادبیات میں اپنے مخصوص نظریات اور طور طریقے ہوتے ہیں جن جھلک اس کی دوسری کتابوں میں نظر آتی ہے۔

۸۔اس کتاب کے نسخے کی روایات کے مضامین کو دوسری ان کتابوں سے مطابقت کی جستجو کرنا جنھوں نے اس کتاب سے سابقہ دور میں روایات نقل کی اگر یہ کام دقیق اور کامل طریقے سے انجام پا جائے تو اس نسخہ کی سلامتی کا بہت حد تک علم ہو سکتا ہے۔

۹۔ مختلف ممالک میں خطی نسخوں کے کتاب خانوں میں موجود نسخوں کی جانچ پڑتال کرنا کیونکہ جتنے نسخے زیادہ میسر ہونگے ان سے نسخوں کی تحقیق کے علمی قواعد کی زیادہ تطبیق اور رعایت کے مواقع حاصل ہونگے۔

۱۰۔ نسخہ شناشی کے علم میں مہارت رکھنے والوں سے مدد طلب کرنا کیونکہ دور حاضر میں نسخہ شناسی باقاعدہ اکیڈمک موضوع بن چکا ہے تو اس کے ماہرین اور تجربہ کار افراد کی مدد لی جاسکتی ہے اگرچہ اس علم کے ذریعے جعلی نسخے بھی بنائے جارہے ہیں اور کتابیں قدیم علمی خزانوں کے طور پر پیش کرنے کے لیے اس سے مدد لی جارہی ہے مگر ماہر تجربہ کار نسخہ شناس جو دیانت داری اور امانت کا لحاظ رکھنے والے ہیں ان کی بھی کمی نہیں، ان سے مدد لینا نہایت مفید ہے۔

دور حاضر میں دو علم نسخوں کی صحت و سلامتی کی تحقیق کے لیے وجود میں آئے ہیں:

۱۔ علم تصحیح نسخ: اس علم میں اوراق کے مواد کے متعلق ٹیکنکل آلات کے ذریعے تحقیق کی جاتی ہے کہ اس کا مواد کس صدی میں بنا، اسی طرح خط کی سیاہی کے جستجو کی جاتی ہے کہ اس کا مرکب کاربن کس زمانے کا ہے؟اور کتاب کے متن کی ادبی عبارتوں اور متن کی بررسی کی

جاتی ہے کیونکہ ہر زمانے میں مخصوص کلمات ،ترکیبیں اور مثالیں معروف رہی ہیں مثلا ایسے الفاظ جو آئندہ صدیوں میں متروک ہوگئے جب اس کے برعکس الفاظ ملیں تو وہ بھی اس نسخہ کو مشکوک بنادیتے ہیں۔

اس طرح اس علم میں کتاب کے مقدمہ اور خاتمہ اور نسخہ بنانے والوں کے اسماء اور رسم الخط کے بارے میں بھی بحث کی جاتی ہے۔

۲۔ علم فہرست : اس علم میں قدیم زمانوں کے کتاب خانوں کی تاریخ،انکی کتابوں کی تعداد،انکی کتابوں کے موضوعات کی بحث کی جاتی ہے اور اسی میں اصلی نسخوں کی پہچان کی بھی بحث ہوتی ہے اور کتاب کے نسخوں کے ابواب، فصول اور متن کی تحقیق ہوتی ہے کیونکہ ہر زمانے میں مولفین کی کتابوں کی فہرست اور ابواب بندی خاص طریقہ کار کے تحت ہوتی رہی ہے۔

اس طرح اس کتاب کے منقول اقوال اور احادیث ، طریقہ استدلال اور ہر فن کی اصطلاحات کی آشنائی حاصل کی جاتی ہے[۴۸]۔

تجزیہ و تحلیل

کسی روایت کی سند میں موجود راویوں کی وثاقت اور صداقت ثابت ہونے سے اس روایت کی سند معتبر ہوتی ہے لیکن اس روایت کے مدرک وماخذ کے نسخے کی صحت وسلامتی کو ثابت کئے بغیر اس روایت سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے اور نسخے کی صحت کے لیے مذکورہ بالا قرائن سے مدد مل سکتی ہے محض غیر مربوط امور کو جمع کرنے سے کتاب کے نسخے کی حجیت کا حکم نہیں لگایا جاسکتا ہے بلکہ نسخے کی مولف کتاب کی طرف صحیح نسبت اور پھر اس نسخے کا امین افراد کے توسط سے متاخرین تک پہنچنے کو ثابت کرنا ضروری ہے۔

اور محدثین کی بڑی کتابوں میں بعض اوقات ایسے نسخوں اور کتابوں پر اعتماد کیا گیا ہے اور انکی شہرت وجود میں آگئی ہے کہ اب کئی افراد کے لیے ان کی تحقیق کرنا عجیب محسوس ہوتا ہے

---

[۴۸] ۔بحوث فی مبانی علم الرجال ص۲۰۳-۲۰۹، خلاصہ۔

جیسے کتاب بحارالانوار میں فقہ رضا کو مدرک کے طور پر لیا گیا ہے حالانکہ اس کتاب کا امام رضا کی تالیف ہونا ثابت نہیں بلکہ یہ ایک جعلی کتاب ہے [۷۹]،اسی طرح تفسیر امام حسن عسکری ہے یقینا ایسی تفسیر کا امام حسن عسکری کی عظمت و جلالت سے کوئی ربط نہیں ہے یعنی ان کتابوں کی نسبت امام کی طرف ثابت نہیں دوسری طرف بہت سی کتابیں ایسی ہیں جو ان کے مولفین سے ثابت ہیں مگر ان کے نسخے زمانے کی دستبرد کا شکار ہوگئے مثلا تفسیر عیاشی و تفسیر قمی کے موجودہ نسخے، محققین کے نزدیک چنداں معتبر نہیں ہیں اوران کی احادیث کے معانی و مفاہیم کی سلامتی کو مد نظر رکھ کر بغیر نسبت کے ان کو پیش کیا جاتا ہے اوراس بحث کا ربط اخذ و نقل حدیث کے طریقوں سے جس کی تفصیل درایہ کی تحقیق کتابوں میں ذکر ہوئی ہے۔

کتاب رجال کشی کے نسخوں کا اعتبار

کتاب رجال ابو عمرو کشی اپنے موضوع میں منفرد اور نہایت اہم کتاب ہے اور جب سے لکھی گئی ہے علماء اور ثقہ و صاد راویوں نے اسے نقل کیا ہے اور اسے محفوظ و امانت داری کے ساتھ آئندہ نسلوں کی طرف نقل کیا ہے اس لیے اس کے نسخے کی صحت و اعتبار میں کسی قسم کے شک و شبہے کی گنجائش نہیں ہے محققین کرام نے اس صحت و سلامتی کا اعتراف کیا ہے اس کتاب کا شیخ طوسی و نجاشی کے پاس ثقہ و معتبر بلکہ عظیم الشان اور جلیل القدر علماء و فقہاء کے واسطے سے پہنچنا کسی بیان کا محتاج نہیں ہے وہ شیخ طوسی و نجاشی کی معتبر و صحیح سندوں کو دیکھنے سے معلوم ہو جاتا ہے۔

شیخ طوسی کو ایک جماعت علماء نے ابو محمد تلعکبری کے واسطے سے اس کتاب کی خود ابو عمرو کشی سے خبر دی اور شیخ نجاشی کو احمد بن علی بن نوح وغیرہ ایک جماعت علماء نے جعفر بن محمد کے واسطے سے خبر دی ان سندوں کے تمام راوی معتبر و ثقہ اور صادق القول ہیں [۸۰]۔

---

[۷۹] ۔اس کتاب کی تحقیق، ہم نے نجاسات اور ان کے احکام کے متعلق مستقل عنوان سے ذکر کی ہے ۔
[۸۰] ۔ معجم رجال الحدیث،خوئی ،۱۷ص۴۷۔

شیخ طوسی و نجاشی کے بعد یہ کتاب علماء کرام اور طلبہ و محققین کی توجہ کا مرکز رہی اور کتب اربعہ و شیخ طوسی و نجاشی کی کتب رجالی کی طرح امین ہاتھوں نے ان کے نسخے بنائے اور انہیں نقل کرتے رہے اور اس شہرت اور ہمیشہ مرکز توجہ رہنے سے اس کی صحت و سلامتی اور اعتبار بے غبار طریقے سے ثابت رہا اور اس کی دسیسہ کاری اور کسی قسم کی تحریف و تبدیلی سے محفوظ ہونے کا اطمینان حاصل ہو گیا[۸۱]۔

یاد رہے شیخ طوسی نے جو کتاب رجال ابی عمرو کشی کی تلخیص و اختیار لکھی ان کے بعد وہی مشہور ہیں اور علماء نے اقرار کیا ہے کہ اصل کتاب ہم تک پہنچنے کے قرائن نہیں ہیں بلکہ اصل اختیار کے پہنچنے ک ے شواہد موجود ہیں۔

اس لیے محدث نوری نے فرمایا: فن رجال کے ماہرین کی ایک جماعت نے تصریح کی ہے کہ علامہ حلی کے زمانے سے آج تک رجال کشی کا مشہور نسخہ وہ شیخ طوسی کی تلخیص و اختیار ہے، اور محققین کی ایک جماعت نے ذکر کیا کہ اصل کتاب ان کی نہیں ملی۔

علامہ مامقانی نے تنقیح المقال میں فرمایا: ابو عمرو کشی کی کتاب رجال کا اصل نسخہ سید ابن طاووس کے بعد نہ ہمیں ملا اور نہ ہمیں معلوم ہے کہ کسی کو ملا ہو اور سید ابن طاووس نے بھی کتاب رجال کشی اور دوسری کتاب رجال (رجال شیخ طوسی و ابن عضائری و فہرست شیخ و نجاشی) کو تلخیص و ترتیب دیکر ابواب بندی کی لیکن ہو کتاب سید ابن طاووس بھی ہمیں نہیں ملی لیکن وہ کتاب علامہ حلی و ان کے معاصرین (جیسے ابن داود وغیرہ) کے پاس موجود تھی علامہ حلی وغیرہ نے رجال کشی کے جو اقوال اور اخبار نقل کیں تو وہ ابن طاووس کی کتاب کے حوالے سے، نہ شیخ طوسی کے اختیار سے اور ابن طاووس کے نسخے میں بعض مقامات پر تلف واقع ہوئی تھی اور اس کے کامل نسخے متعذر اور دسترس سے باہر ہوتے جارہے تھے تو صاحب معالم نے

---

[۸۱] ۔خاتمہ بحوث فی علم الرجال ص۱۵ط اسلام آباد ۱۴۱۶ھ۔

ممکنہ مواد کو جمع و تہذیب کر دیا اور اس نام تحریر طاووسی رکھا اور اس کا ایک نسخہ میرے پاس ہے جس کی تصحیح کی ہم نے زحمت اٹھائی [۸۲]۔

محدث نوری اختیار شیخ طوسی کے نسخے کے متعلق فرماتے ہیں: پھر سید فاضل یوسف بن محمد بن زین الدین حسینی شامی نے اس کتاب کو شیخ طوسی کی کتاب رجال کی ترتیب کے مطابق ۹۸۱ھ میں ترتیب دیا اور میرے پاس اس کا ایک نسخہ تھا جو مجھ سے غائب ہو گیا، پھر اسے کتاب منہج المقال وغیرہ کی ترتیب پر شیخ عالم زکی الدین مولی عنایۃ اللہ بن شرف الدین بن علی قہپائی نجفی جو محقق مولی عبد اللہ تستری اور محقق مقدس اردبیلی تھے ،نے ۱۰۱۱ھ میں اسے ترتیب دیا اور ہمارے پاس اس کا اصلی نسخہ موجود ہے اور اس نے اس پر مفید حواشی لکھے اور اس کی علامت "ع" قرار دی اور سید ابن طاووس کی طرح ہر راوی کے تعارف میں ان مقامات کی طرف اشارہ کیا جہاں اس شخص کی مدح یا مذمت میں کچھ ملا تھا۔

پھر اسے فاضل شیخ داود بن حسن جزائری معاصر صاحب حدائق نے بھی ترتیب دیا جیسا کہ صاحت حدائق نے لؤلؤ میں اس کی تصریح کی ہے اور اس کا نسخہ ہمیں نہیں ملا [۸۳]۔

عظیم الشان شیعہ نسخہ شناس بزرگ تہرانی (محمد محسن بن علی بن محمد رضا۱۸۷۶-۱۹۷۰ء جو محمد کاظم یزدی، محدث نوری اور آخوند خراسانی کے شاگرد تھے) نے اپنی کتاب الذریعہ میں فرمایا:

صحیح ترین نسخہ جو میں نے دیکھا وہ ہے جو سید حسن صدر نے علامہ میرزا یحیٰی بن میرزا شفیع اصفہانی کے وارثوں سے خرید کیا جو شیخ نجیب الدین تلمیذ صاحب معالم کے خط سے تھا اور اس کے استاد نے بھی بعض صفحوں کی کتابت میں شرکت کی تھی اور انہوں نے شہید اول کے مخطوط نسخے سے نقل کیا جس پر سید ابوالفضائل احمد بن طاووس کی ملکیت تھی وہ علی بن حمزہ بن

---

[۸۲] ۔مقدمہ تحریر طاووسی ،ط استان قدس رضوی مشہد، ص۵۔

[۸۳] ۔خاتمہ مستدرک الوسائل ج۳ص۲۸۶-۲۸۷ ط موسسہ آل البیت، قم۔

محمد بن شہریار خان کے خط سے لکھا تھا کہ وہ اس کی کتابت سے ۵۶۲ھ میں فارغ ہوا میرزا یحیٰی نے اس نسخے کے آخر میں ایک صفحے میں اس کتاب کی خصوصیات کو ذکر کیا جو اس کے کمال تبحر پر دلالت کرتا ہے [۸۴]۔

مقدمہ رجال کشی، ط محققہ، میں اس کتاب کے بہت سے (۲۵ عدد) قدیم نسخوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جن میں سے بعض کا ذکر کیا جاتا ہے:

۱۔ قدیم ترین تصحیح شدہ نسخہ جو ۲۱۶ صفحات پر مشتمل ہے اور اس کتاب کی تاریخ ۵۷۷ھ ہے ح ۳ سے ۵۸۷ جزء پنجم کے خاتمہ تک ہے اس کے آخر میں لکھا ہے: اس کے بعد جزء ششم رہم انصاری سے شروع ہوگا اور میں اس کتابت سے بدھ ۱۴ ربیع اول ۵۷۷ھ میں فارغ ہوا اسے منصور بن علی بن منصور خازن نے لکھا اس کے بعد حاشیہ میں دوسرے خط سے لکھا ہے: بلغ المقابلۃ من اوّلہ الی آخرہ و صحح یعنی اول سے آخر تک اس کا اصل نسخے سے مقابلہ اور تصحیح ہو چکی اور اسی خط سے کتاب کے حواشی میں پانچ جگہوں پر لکھا ہے: بلغ المقابلۃ بقراءۃ السید نجم الدین محمد بن ابی ابراہیم العلوی کتبہ یحیٰی بن الحسن بن البطریق یعنی سید نجم الدین محمد بن ابوابراہی علوی کی قرائت سے مقابلہ ہو چکا اسے یحیٰی بن حسن بن بطریق نے لکھا۔

تبصرہ: ظاہرا یہ وہی نسخہ ہے جس کی طرف بزرگ تہرانی نے الذریعہ میں اشارہ فرمایا اور ابن بطریق ۶۰۰ھ میں فوت ہوا اور منصور بن علی جو کہ نسخے کا کاتب ہے ممکن ہے محمد بن احمد بن شہریار خازن کے خاندان سے ہو جیسا کہ سید حسن صدر کے نسخے کا کاتب علی بن حمزہ، محمد بن محمد بن شہریار کا حفید (پوتا) اور شیخ طوسی کا نواسہ ہے [۸۵]۔

۲۔ اس کتاب کا ایک نسخہ جامعہ طہران، کلیہ آداب کے کتاب خانے میں ن ۱۳۳ میں محفوظ ہے اور مکتبے کی فہرست کے ص ۱۶ میں اس کی طرف اشارہ ہوا ہے، یہ بہت پرانا، صحیح اور ممتاز نسخہ

---

[۸۴] ۔الذریعہ الی تصانیف الشیعۃ اص۳۶۵ ن۱۹۱۲ ط دار الاضواء بیروت ۱۹۸۳ء۔
[۸۵] ۔ مقدمہ رجال کشی، محقق حسن مصطفوی، مطبوعہ دانشگاہ مشہد ۱۳۴۸ش۔

ہے، یہ جزء چہارم سے شروع سے آخر تک ہے اور جزء چہارم کے آخر میں لکھا ہے: اس جزء کا اس نسخے سے مقابلہ کیا گیا جو سید احمد بن طاووس سے قرائت کیا گیا تھا اس پر اصلی نسخہ سے مقابلہ کی تحریریں ہیں جو خود شیخ طوسی کے ہاتھ سے لکھا ہوا تھا کبھی خود کاتب کے ہاتھ سے اور کبھی ایک دوسرے شخص کے ہاتھ سے۔

اور جزء پنجم کے آخر میں لکھا ہے: نعم الوکیل، فرغ من کتبہ؛ یوم الجمعۃ۱۹ شوال ۶۰۲ھ۔

اور جزء ہفتم کے آخر میں ہے: تم الجزء السابع من الاختیار و تمّ الکتاب باسرہ...وکان الفراغ ۴ ذی القعدۃ ۶۰۲ھ کتبہ العبد الفقیر الی رحمۃ اللہ ابو احمد بن ابی المعالی بن احمد بن ابی البرکات، اور کئی مقامات پر بلغ قراءۃً وغیرہ لکھا ہے۔

۳۔ایک نسخہ جو مکتبہ آیۃ اللہ سید شہاب الدین مرعشی نجفی قم میں محفوظ ہے وہ کتاب معالم العلماء کے ساتھ منضمّ ہے۔

۴۔ایک نسخہ جو جزء پنجم تک مقابلہ اور آخر جزء چہارم تک سماع کے ساتھ مقابلہ ہو چکا ہے سید محدث کے مکتبے میں ہے۔

۵۔ترتیب الکشی جو علامہ قہپائی نے لکھی جو مولف کے خط و حواشی سے ۲۵۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

رجال ابو عمرو کشی کی طباعتیں

۱۔سب سے پہلے برصغیر پاک وہند بمبئی میں ۱۳۱۷ھ میں شیخ علی محلّاتی کی تصحیح سے یہ کتاب زیور طبع سے آراستہ ہوئی اور اس میں اس کتاب کے عناوین کے مطابق راویوں کی ایک فہرست، کتاب کے آخر میں ذکر ہوئی۔

۲۔دوسری بار یہ کتاب سید احمد حسینی اشکوری نے موسسہ اعلمی کربلا میں طبع کرائی اور عناوین کی فہرست ۵۲۰ راویوں کی حروف تہجی کی ترتیب سے تیار کی۔

۳۔اس کتاب کی تیسری طبع دانشگاہ مشہد ۱۳۴۸ش، ہے جس کی تحقیق سید حسن مصطفوی نے کی اور وہ کتاب بہت سے امتیاز پر مشتمل ہے: بہت سے خطی نسخوں سے مقابلہ، اختلاف نسخوں کی طرف اشارہ، حواشی میں مشکل کلمات اور اسناد وغیرہ لازمی تنبیہات کی طرف اشارہ، کتاب کی تفصیلی فہرست، جس میں اسماء کے سیاق و سباق والے راوی ذکر ہوئے۔

۴۔چوتھی طبع میر داماد کے حواشی کے ساتھ ۱۴۰۴ھ میں سید مہدی رجائی کی تحقیق سے موسسہ آل البیت قم نے دو جلدوں میں ہے، متن کتاب تیسری طبع کے نسخے کے مطابق ہے۔

۵۔پانچویں طبع وزارت ارشاد طہران سے ہے اس کا متن اور حواشی بعض اضافی تحقیقات کے ساتھ طبع سوم کی مانند ہے۔

محقق تستری کا مبالغہ اور افراط

ایک محقق نے دعوی کیا ہے کہ کتاب رجال ابو عمرو کشی کا صحیح نسخہ کسی ایک کے پاس نہیں پہنچا حتی شیخ طوسی و نجاشی کے پاس بھی صحیح نسخہ نہیں پہنچا اسی لیے نجاشی نے اس کے متعلق کہہ دیا: کتاب رجال کشی کثیر العلم؛ علم کا خزانہ ہے مگر اس میں بہت غلطیاں ہیں اور اس کی تصحیفات اور تبدیلیاں شمار سے باہر ہیں اور اس میں صحیح و سالم موارد محدود ہیں جیسے احمد بن عائذ، احمد بن فضل، اسامہ بن حفص، اسماعیل بن فضل، اشاعثہ، حسین بن منذر، درست بن ابی منصور، ابوجریر قمی، عبدالواحد بن مختار، علی بن حدید، علی بن وہبان، عمر بن عبدالعزیز زحل، عنبسہ بجاد، اور منذر بن قابوس، ان میں مجھے کوئی تبدیلی نظر نہیں آئی، اگرچہ ان میں بھی اس کا احتمال ہے اور ہم نے اس کے علاوہ موارد میں ہر تعارف کے اندر اس کی تصحیف کو ذکر کیا ہے بلکہ اس روایات میں بہت کم ہیں جو اس سے خالی ہوں بلکہ اس میں اکی راوی کے متعلق روایات خلط ہو کر دوسری جگہ چلی گئی ہیں ایک راوی کا طبقہ دوسرے کے طبقے سے مل گیا ہے جیسے ابو بصیر لیث مرادی کی روایات، ابو بصیر یحییٰ اسدی میں خلط ہو چکی ہیں اور ابو بصیر

یحییٰ کا عنوان علباء اسدی کے ساتھ ابو بصیر عبداللہ بن محمد اسدی میں بدل گیا ہے اور عنوان عبداللہ بن عباس کی پہلی روایت اس سے پہلے عنوان خزیمہ میں چلی گئی ہے اور علی بن یقطین میں دو روایتوں کے درمیان خلط ہے ایک کا آخری حصہ ساقط ہے اور دوسری کا ابتدائی حصہ ، اور محمد بن ابوزینب ابو الخطاب میں ۲۳ غیر مربوط روایات نقل ہیں اس لیے قہپائی نے اس کی ترتیب میں ابو الخطاب کے تعارف میں ان کو نقل کیا جیسا ان کو پایا لیکن ان پر خط قرمز کھینچ دیا حمیری جو امام عسکری کا صحابی ہے اس کو امام رضا کے اصحاب میں نقل کیا، لوط بن یحییٰ کو امام علی کے اصحاب میں شمار کیا حالانکہ وہ امام باقر کے اصحاب میں سے ہے اور اس کا دادا مخنف بن سلیم امام علی کے اصحاب میں سے تھا نہ اس باپ یحییٰ، جیسا کہ شیخ نے فرمایا اور اسے اس جگہ اس اجتہادی خطا قرار دینا جیسا کہ نجاشی نے فرمایا؛اس میں غلطیاں ہیں تو یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ مصنف کی غلطی نہیں یہ نسخہ لکھنے والوں کی غلطیاں ہیں۔

پھر شیخ طوسی نے اس کتاب کو بعض اغلاط اور تبدیلیوں کے ساتھ ہی اس کا خلاصہ نکالا اور اس کے بعض ابواب کو ساقط کر دیا اگرچہ اس کی ترتیب کو باقی رکھا کیونکہ شیخ طوسی کی غرض صرف اس میں مذکور راویوں کے حالات کو جاننا تھا ان کے طبقات کی تصحیح مراد نہیں تھی۔

اور قہپائینے جو شیخ کی تلخیص کو ترتیب دیا اور اس کی بعض اغلاط کی تصحیح اور اصلاح کرنا چاہی مگر اس میں بعض اغلاط کا اضافہ کر دیا اور باطل فیصلے اور احکام صادر کئے... پھر اختیار کشی میں بھی اس کی اصل کی اغلاط کے علاوہ تحریفات کا اضافہ ہوا کہ یہ ہر کاتب کی شان ہے مگر وہ اصل کتاب کی اغلاط کے برابر نہیں تھیں اس لیے اختیار شیخ کے نسخے بھی مختلف ہیں خصوصا قہپائی کا نسخہ ،وہ مطبوعہ نسخہ سے عنوان سعید اہوازی اور عنوان محمد بن اسحٰق صاحب مغازی میں مختلف ہے ظاہراً اس نسخے میں متن کے ساتھ حواشی خلط ہیں[۸۶]۔

---

۸۶ ۔ قاموس الرجال، محقق تقی تستری، ا ص۴۳-۴۷ ط اولی مرکز نشر کتاب تہران۱۳۷۹ش۔

محقق تستری کی نگاہ میں ان اغلاط کا سبب

یہ محقق سابقہ بیان کے بعد کتاب ابن داود کی تحریفات کو بے شمار قرار دیتے ہوئے اور اس کی کتاب کو متاخرین میں متقدمین کی کتاب کشّی کی مثل قرار دیتے ہوئے اور رجالیوں میں ابن داود کو فقہاء میں ابن ادریس کی مثل مخلّط قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ظاہر ان کی کتاب کے نسخے کی تصحیفات کا سبب دو چیزیں ہیں:

۱)۔ان کا ردی خط۔

۲)۔ان کا علامہ کے معاصر ہونے کے باوجود ان کی کتاب سے بہت دیر سے متوجہ ہونا۔

جیسا کہ نسخہ رجال کشی میں کثرت تحریفات کا سبب بھی ان کا ردی خط ہے اور ان کے معاصرین کا ان کی کتاب کی طرف بے توجہی کرنا ہے اگرچہ وہ علم کا خزانہ تھی کیونکہ اس کا مصنف ابو عمرو کشّی تھا اور اس کا استاد عیاشی تھا جس کے گھر میں اس نے اپنی تعلیم مکمل کی اور اپنی کتاب کی اکثر روایات انہی سے نقل کیں اور یہ دونوں استاد و شاگرد ضعیف راویوں سے روایت کرتے تھے اور یہ قدماء کے نزدیک بہت بڑا طعن اور نقص تھا جیسا کہ انہوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ کے راویوں میں سے بہت سے افراد کو جدا کر دیا[۸۷]۔

تجزیہ و تحلیل

ہمارے سابقہ بیان اور تحقیقات سے واضح ہو چکا کہ رجال ابو عمرو کشی جب سے لکھی گئی علماء کرام اور طلبہ علوم دینیہ اور محققین کی توجہات کا مرکز بنی ہوئی تھی اور اپنے موضوع میں منفرد امتیازی اور اہم کتاب ہونے کی وجہ سے اس کی نسخہ برداری اور درس وتدریس، سماع و قرائت اور اجازوں میں شامل رہی، شیخ طوسی و نجاشی کی طرف تلعکبری ور جعفر بن محمد بن قولویہ جیسے عظیم الشان علماء کے واسطے سے شیعہ علماء و ثقہ افراد کی جماعتوں اور گروہوں نے

---

[۸۷] حوالہ سابقہ ،اص۴۷-۴۸۔

اسے نقل کیا اس کے باوجود کہنا کہ یہ شیخ طوسی و نجاشی کے پاس بھی صحیح و معتبر ذرائع سے نہیں پہنچی ہر گز صحیح نہیں بلکہ یہ سراسر مبالغہ اور افراط پر مشتمل ہے۔

ثانیاً شیخ طوسی کے اختیار و تلخیص کے بعد اور ان کے حلقہ درس میں املاء کرنے کے بعد تو ان کے شاگردوں کی کثیر تعداد نے اسے لکھا اور راویوں کے متعلق ائمہ معصومین کے اقوال و فرامین کو محفوظ کر لیا اور علماء نے ہر دور میں راویوں نے متعلق تحقیق کرتے ہوئے اس کی طرف رجوع کیا جس کی تحقیق باز شناسی کتب رجال شیعہ جیسی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے نہ صرف اس کتاب کے شیعہ علماء و فقہاء نے نسخے بنائے بلکہ اہل سنت کے علماء و دانشمندوں جیسے ابن حجر وغیرہ نے اسے رجالی مدرک کے طور پر لیا، تو یہ دعوی کرنا اس میں اغلاط نسخہ برداروں اور لکھنے والوں کی طرف سے آئے صحیح نہیں ہے۔

ثالثاً افسوس کہ محقق ہذا کا قلم اس مقام کی مانند نہایت تنقیص و افراط و تفریط کا شکار ہے جیسا کہ اس مقام پر بحوث فی علم الرجال ص ۱۲۴ اور تنقیح المقال ط جدید کے کئی مقامات میں اس پر افسوس کا اظہار کیا گیا ہے اس محق نے اس کتاب کے نسخے کو بلکہ دوسری تمام کتابوں کے نسخوں کو غیر معتبر قرار دیا اس بحث (فصل ۲۱) کی ابتداء میں فرمایا:[۸۸]

ان کتابوں میں سے کوئی کتاب بھی ہمارے پاس صحیح وسالم نہیں پہنچی حتی رجال شیخ اور شیخ و نجاشی کی فہرستیں بھی بلکہ یہ تین کتابیں ابن طاوس، علامہ حلی اور ابن داود کے پاس صحیح و سالم پہنچی تھیں بلکہ ابن داود نے تصریح کی کہ اس کے پاس فہرست و رجال شیخ، خود شیخ طوسی کے خط سے موجود تھی لیکن ان کے بعد تو کسی کے پاس یہ کتابیں کسی کو نہیں پہنچی ہیں حتی تفریشی اور میرزا کے زمانے میں بھی نہیں پہنچیں کیونکہ وہ ان کتابوں سے نقل قول کرنے میں اختلاف کرتے ہیں اور ان کے تمام نسخوں کی عبارتوں میں تحریف شدہ عبارتیں موجود ہیں ... اگر علامہ حلی اور ابن داود نقل قول میں اختلاف کریں تو کس کی عبارت کو مقدم

[۸۸] ۔حوالہ سابقہ ا ص ۴۲-۴۳۔

کریں؟ ظاہرا شیخ کی دو کتابوں سے نقل کرنے میں ابن داود مقدم ہیں جب ان کے پاس شیخ کے خط سے دونوں کتابیں موجود تھیں اور معلوم نہیں کہ وہ اس طرح علامہ حلی کے تھیں بلکہ علامہ کی عبارتوں نے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس رجال شیخ کا نسخہ بہت صحیح حالت میں موجود نہ تھا اور رجال برقی وکتاب ابن عضائری میں تحریفات تو متعارف ہیں۔

تبصرہ: ملاحظہ کریں اس بیان میں کس قدر افراط ہے ! حکم لگایا جارہا ہے کہ رجال شیخ اور شیخ ونجاشی کی فہرستیں سوائے ان تین افراد کے کسی کے پاس صحیح نہیں پہنچیں اور اس کی دلیل یہ دی جارہی ہے کہ ان کے نسخوں میں تحریف شدہ عبارتیں ہیں، معاف رکھنا اگر یہی معیار ہے تو کہیں قرائتوں کے اختلاف اور بعض الفاظ کے رسم الخط میں اختلاف کی وجہ سے قرآن مجید کے نسخے بھی محرّف قرار نہ دینا، اور کتب اربعہ اور نہج البلاغہ وغیرہ کے نسخوں میں نسخہ بدل دیکھ کر نقدنہ کردینا! !

ثانیہ اس محقق کے قول میں تضاد ظاہر ہے کہ ایک طرف تو ابن داود کو فقہاء میں ابن ادریس کی طرح مخلّط قرار دے دیا اور دوسری طرف ان کو علامہ حلی سے مقدّم کردیا بھلا کہاں کا انصاف ہے کہ ایک مخلط کو علامہ حلی ایسی محتاط اور متدین شخصیت سے مقدم کردیا، خدا تعالی ہمیں اور اس محقق سمیت تمام علماء ابرار و محققین کو بخشے اور آئندہ ان جیسی افراطی و تفریطی باتوں سے بچائے۔

ثالثا رجال برقی اور کتاب ابن عضائری کے متعلق بقیہ اکثریت محققین و علماء کا اختلاف اور خصوصا دوسری کتاب پر کم اعتماد واضح ہے اگرچہ دونوں کے مولفین اپنے دور کے بلند پایہ شخصیات اور دانشمند گزرے ہیں مگر ان کے نسخے اصلا معتبر نہیں سندوں سے علامہ وغیرہ تک پہنچنا بھی ثابت نہیں ہیں مگر یہ محقق دعوی کرتے ہیں کہ ان دونوں کتابوں کی تحریفیں متعارف ہیں، یہ بات بہت عجیب ہے !

اسی بحث میں ایک سوال یہ ہو سکتا ہے کہ نجاشی نے کتاب رجال کشی کو علم کا خزانہ قرار دینے کے بعد اس میں کثیر اغلاط کی طرف اشارہ کیا ہے تو اس سے اس کے نسخوں کے متعلق عدم صحت کا حکم لگایا جاسکتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نے اس سے پہلے اس عبارت کے متعلق علماء اور دانشمندوں کے اقوال کو نقل کیا اور ان کی تحلیل کے بعد ثابت کیا کہ صحیح یہ ہے کہ نجاشی کی نظر میں ان اغلاط سے مراد مصنف کے اشتباہات ہیں اور یہ اشتباہات طبقہ بندی کی بعض اغلاط اور عناوین کی ترتیب میں خلط وغیرہ سے متعلق ہیں ورنہ اس کتاب میں خود ابو عمرو کشی نے بہت کم بیانات دیئے ہیں اس میں تو انہوں نے ممکنہ او سند کے ساتھ روایات کو دیانت داری سے راویوں کے نام کے ساتھ ذکر کیا اور انہوں نے اپنی تمام توانائیاں اور احتیاط کے ساتھ کام کیا اور ان کی کتاب کو علماء اور ان کے شاگردوں نے خود ان سے سن کر، پڑھ کر اور دیانت داری سے نقل کیا پھر اس چیز کو نسخہ برداروں کی طرف خلط کرنا صحیح نہیں ہے۔

- مذکور بالا محقق نے اسباب اغلاط کی تعیین میں لکھا کہ ابو عمرو کشی کا خط ردی تھا اس وجہ سے ان کی کتاب کو نقل کرنے والوں نے اشتباہات کا ارتکاب کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ محقق مذکور نے نہ ابو عمرو کشی کے خط کو دیکھا اور نہ ابن داود کے خط کو ملاحظہ کیا ہمارے پاس جو کتاب ابو عمرو کشی کی پہنچی وہ شیخ طوسی کی تلخیص ہے تو ان کے خط کو ردی قرار دینا علمی حوالے سے صحیح نہیں بلکہ یہ محض اندازہ گیری ہے جس کے معتبر قرائن نہیں ہیں۔

ثانیا جب ان کی کتاب کو تلعکبری اور جعفر بن محمد بن قولویہ صاحب کامل الزیارات وغیرہ علماء نے نقل کیا اور اس کی خبریں شیعہ علماء کی جماعتوں کے ذریعے شیخ طوسی و نجاشی کے پاس پہنچیں اس کتاب کو سماع و قرائۃ اور اجازوں میں نقل کیا جاتا رہا تو اس کا خط سے کیا تعلق

ہے؟! ہر شخص اسے اپنے خط سے لکھتا رہا دور قدیم کے نسخہ شناسوں سے اس قسم کی توقع عموما ہمیں بعید نظر آتی ہے۔

یہاں ہم کہتے ہیں کہ ایک شخص کی شخصی رائے کی بجائے نسخہ شناشی کے لیے علمی قواعد و ضوابط کی پیروی کرنی چاہیے اور نسخہ شناس افراد سے مدد لینی چاہیے ہم نے سابقہ عبارتوں میں مختلف دور کے نسخہ شناس دانش مند جیسے بزرگ تہرانی اور محدث نوری وغیرہ کی عبارتوں کو نقل کیا ہے اس کے بعد اس محقق کے بیان کا افراط ظاہر ہو جاتا ہے۔

الغرض کتاب رجال ابو عمرو کشی کا نسخہ محفوظ اور معتبر افراد، علماء اور حوزات علمیہ کے زیر نظر، مختلف طبقات اور زمانوں میں نقل ہوتا ہوا ہم تک پہنچا اور اس کی پہلی طباعت کا افتخار سرزمین برصغیر پاک و ہند کے حوزہ علمیہ کو حاصل ہوا جس کے کثیر نسخے آج بھی علماء عالم کے کتاب خانوں میں موجود ہیں۔

شیخ طوسی و نجاشی کے پاس اصل کتاب پہنچنے کے شواہد

محقق مذکور نے فصل ۱۹ میں اس کے متعلق تفصیل ذکر کی ہے؛ کیا موجودہ کتاب رجال ابو عمرو کشی اصل کتاب ہے یا اس کی وہ تلخیص ہے جو شیخ طوسی نے اختیار کی؟ اس کے بارے میں لکھا: احمد بن طاوس اور علامہ حلی و ابن داود ک تعبیروں سے ظاہر ہے کہ ان کے پاس اصلی کتاب موجود تھی لیکن صحیح یہ ہے کہ ان کے پاس بھی شیخ طوسی کی تلخیص تھی جیسا کہ علی بن طاوس نے اپنی کتاب فرج المہموم میں اس کی تصریح کی ہے اور شیخ طوسی کے خط سے پہنچنے والے اصل کتاب کے نسخے سے نقل کیا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ کتاب رجال کا موضوع بطور مطلق، معصومین کے اصحاب کے طبقات کو بیان کرنا ہے اور موجود رجال ابو عمرو کشی میں اس کا ذکر نہیں ہے اگرچہ اس میں افراد کے عنوان طبقات کی ترتیب سے تھے۔

اسی طرح نجاشی نے فرمایا:

۱)۔جناب کشی نے حسن بن فضال کو صرف اصحاب امام رضاؑ میں شمار کیا ہے اور اسے امام موسی کاظمؑ کے اصحاب میں شمار نہیں کیا[۸۹] حالانکہ موجود رجال کشی میں امام موسی کاظمؑ وامام رضاؑ کے اصحاب میں سے فقہاء کے عنوان میں حسن بن محبوب کے بعد لکھا ہے: اور بعض نے حسن بن محبوب کی جگہ حسن بن علی بن فضال کو ذکر کیا ہے۔

۲)۔اسی طرح نجاشی نے حسین بن اشکیب میں کہا: ابو عمرو کشی نے اسے اپنی کتاب رجال میں ابوالحسن صاحب العسکریؑ کے اصحاب میں شمار کیا۔

اور کشی نے فرمایا: وہ قمی خادم قبر امامؑ تھا۔

اور کشی نے رجال ابو محمد میں فرمایا: حسین بن اشکیب مروزی، سمرقند و کشّ میں مقیم تھا اور عالم و متکلم اور کتابوں کا مولف تھا[۹۰]۔

حالانکہ موجودہ کتاب رجال کشی میں اس کا کوئی اثر نہیں ہے اور نہ اس میں ابواب کا ذکر ہے۔

۳)۔اسی طرح نجاشی نے کتاب ابی عمرو کشی سے نقل کیا کہ انہوں نے حسین بن اسماعیل بن شعیب بن میثم کا عنوان اپنی کتاب میں ذکر کیا[۹۱] حالانکہ موجود کاب میں اس کا کوئی نشان باقی نہیں ہے۔

۴)۔اسی طرح ان سے ابراہیم بن ہاشم کے بارے میں ایک کلام نقل کیا[۹۲] جو موجود کتاب میں نہیں۔

۵)اور کشی سے وشّاء کے بارے میں ایک کلام نقل کیا کہ اس کنیت ابو محمد ہے[۹۳] حالانکہ موجود رجال کشی میں یہ مذکور نہیں ہے۔

---

[۸۹] ۔رجال نجاشی ص۳۴ن۷۲۔

[۹۰] ۔رجال نجاشی، ص۴۴،ن۸۸۔

[۹۱] ۔تنبیہ: یہ عنوان رجال ابو عمرو کشی میں موجود ہے، غور کریں۔

[۹۲] ۔رجال نجاشی ص۱۶ن۱۸۔

[۹۳] ۔حوالہ سابقہ ص۳۹ن۸۰۔

۶) اور ابان بن تغلب میں بھی ایک کلام نقل کیا[۹۴]۔
۷) اور ابن فضال کے بارے میں ان کا بیان نقل کیا۔
حالانکہ یہ دونوں بیان موجودہ رجال ابو عمرو کشی میں نہیں ہیں۔
۸)۔اور شیخ طوسی نے محمد بن مسکان کا عنوان رجال کشی سے نقل کیا[۹۵]۔
۹)۔اسی طرح شیخ نے ہی داود بن ابوزید کا عنوان رجال کشی سے نقل کیا[۹۶]۔
حالانکہ یہ دونوں واضح دلیل ہیں کہ شیخ طوسی و نجاشی اور ان کے معاصرین کے پاس اصلی کتاب رجال ابی عمرو کشی موجود تھی مگر ہم تک شیخ طوسی کی تلخیص کے نسخے پہنچے ہیں۔
جناب قہپائی نے اسی دعوی کے اثبات کے لیے چند دلیلیں قائم کی ہیں جن میں اشکال کی گنجائش ہے، ذرا ان کو ملاحظہ کریں:
۱۔۔ موجودہ رجال کشی میں ابو یحییٰ جرجانی کے عنوان میں ذکر ہے کہ ہم اس کی بعض تصنیفات ذکر کریں گے کہ وہ بہت لطیف اور شرین ہیں جن کو ہم نے کتاب فہرست میں ذکر کیا ہے۔
تو یہ قول کہ ہم نے ان کو کتاب فہرست میں ذکر کیا اس بات کی صراحت کرتا ہے کہ موجودہ کتاب کشی شیخ طوسی کی تلخیص اور اختیار ہے کیونکہ کتاب فہرست شیخ طوسی کی ہے۔
تبصرہ محقق تستری: یہ توہم کہ فہرست فقط شیخ طوسی کی ہے اور اس کو دلیل بنانا صحیح نہیں کیونکہ اکثر قدماء نے فہرست کے عنوان سے کتابیں لکھیں لیکن غالباوہ مختصر تھیں جیسے فہرست رازی اور پہلی مفصل فہرست جو تالیف ہوئی وہ ابن عضائری نے تالیف کی جیسا کہ شیخ طوسی نے کتاب فہرست کے شروع میں کہا: جب میں نے دیکھا کہ ہمارے شیعہ شیوخ کی ایک جماعت اصحاب الحدیث نے ہمارے اصحاب کی کتب و تصنیفات کی فہرستیں تیار کیں اور میں نے کس کو

---

[۹۴] ۔حوالہ سابقہ ص۱۰ان۷۔
[۹۵] ۔رجال شیخ طوسی ص۲۹۶ان۳۲۶۴۔
[۹۶] ۔فہرست شیخ طوسی ص۶۸ان۲۷۳۔

اس کامل و مبسوط فہرست ذکر کرتے نہیں دیکھا بلکہ ان میں اکثر اصول و کتب شیعہ کا ذکر نہیں تھا بلکہ ہر شخص کی غرض یہ تھی کہ جو اس کے کتاب خانے میں موجود ہے اور جن کی وہ روایت کرتا ہے ان کو ذکر کرے مگر ابوالحسن غضائری احمد بن حسین بن عبید اللہ نے کامل کتاب کا قصد کیا تھا؟

تو کیا مانع ہے کہ کشی نے جرجانی کا حال تو اس کتاب رجال میں ذکر کیا ہو اور اس کی کتابوں کی فہرست کو اپنی کتاب فہرست میں ذکر کیا ہو اور اگر قہپائی اس جملے (ہم اس کی کتابوں کو ابھی ذکر کریں گے) سے استدلال کرتے تو زیادہ بہتر ہوتا کیونکہ اس کا ظاہر ہے کہ وہ اس کی بعض تصنیفات کا ذکر اسی کتاب میں کرنا چاہتے ہیں حالانکہ موجودہ کتاب میں کشی کتاب کا ذکر نہیں ہے۔

تجزیہ و تحلیل: محقق ہذا کا قہپائی کی دلیل سے مناقشہ کرنا اگرچہ ایک احتمال کی حد تک درست ہے لیکن قرائن و تحقیق کے خلاف ہے کیونکہ یہ جملہ ظاہرا دلیل بن سکتا ہے کہ موجودہ کتاب شیخ طوسی کی تلخیص ہے کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ جناب ابو عمرو کشی کی کوئی دوسری کتاب نہیں ہے خصوصا جس کا عنوان الفہرست ہو کیونکہ اگر ان کی کوئی ایسی کتاب ہوتی تو ضرور ان کے شاگرد اور معاصرین جن میں ابن قولویہ اور تلعکبری شامل ہیں ان کو نقل کرتے اور اصحاب فہرست خود شیخ طوسی اور نجاشی ان کا ذکر کرتے حالانکہ اس کتاب کو انہوں نے ذکر نہیں کیا حالانکہ ان کتاب رجال کا انہوں نے دقیق ذکر کیا ہے۔

۲.. قہپائی نے فضل بن شاذان کے عنوان میں موجودہ جملے میں استدلال کیا: اور کہا گیا ہے کہ فضل کی ۱۶۰ کتابیں تھیں جن کو ہم نے کتاب فہرست میں ذکر کیا ہے۔

تبصرہ محقق: اس دلیل کی بنیاد پر نقد کیا جا چکا ہے۔

تجزیہ: اس تبصرے کی حقیقت کو بیان کیا چکا ہے بلکہ بعد میں خود محقق تستری بھی اس کا اقرار کرتے ہیں۔

۳.. حسن بن محبوب کے عنوان میں کشی کے قول کو نقل کرنے کے بعد کہا: نصر بن صباح نے کہا: ابن محبوب تو ابن فضال سے روایت نہیں کرتا بلکہ وہ ابن فضال سے مقدم تر ہے اور زیادہ متین ہے اور ہمارے اصحاب ،ابن محبوب کو ابن ابی حمزہ سے روایت کرنے میں متہم کرتے ہیں اور میں نے اپنے اصحاب سنا کہ محبوب حسن کا والد حسن کو ہر اس حدیث کے بدلے میں ایک درہم دیا کرتا تھا جو وہ علی بن رئات سے لکھا کرتا تھا۔ قہپائی نے فرمایا: یہ آخری جملہ " میں نے اپنے اصحاب سے سنا کہ محبوب " تصریح ہے کہ یہ شیخ طوسی کا کلام ہے کیونکہ اس سے پہلے یہ نہیں لکھا کہ ابو عمرو کشی کہتا ہے جیسا کہ شیخ طوسی کی کشی سے نقل قول کے وقت عادت ہے۔

تبصرہ محقق: اگر ہم سابقہ دو موارد میں قہپائی کی بات کو تسلیم کرلیں کہ وہ شیخ طوسی کے جملے ہیں اور اس کی خارجی دلیل موجود ہے لیکن یہاں تو ان کی بات قبول نہیں بلکہ ظاہر ہے کہ یہ کشی کا کلام ہے کہ پہلے انہوں نے نصر بن صباح کی بات نقل کی اور پھر اپنی بات کا اضافہ فرمایا: اپنے کلام سے پہلے اپنا نام لکھنا ضروری نہیں ہے۔

ثانیا یہ کہنا کہ موجودہ کتاب میں جہاں جہاں قال ابو عمرو موجود ہے وہ شیخ طوسی نے لکھا ہے یہ توہّم اور محض خیال ہے بلکہ یہ تو خود کشی کا کلام ہے کیونکہ قدماء جب روایت اور نقل کے بغیر جب اپنی بات کہتے تھے تو اپنا نام و کنیت لکھا کرتے تھے جیسا کہ کافی و فقیہ اور تہذیبین میں بہت سے موارد میں ہے کہ مصنفین نے کئی مقامات پر لکھا ہے : قال فلان۔

۴.. بعض نسخوں میں وقت نماز کے متعلق زرارہ و حمران کے اختلاف پر مبنی روایت کے نقل کرنے کے بعد قہپائی نے لکھا: یہ شیخ کے نزدیک ضعیف ہے تو یہ تصریح ہے کہ یہ شیخ طوسی کا کلام ہے۔

تبصرہ محقق تستری: اس جملے کا شیخ طوسی یا کشی سے ہونا معلوم نہیں کیونکہ موجودہ رجال کشی کے اکثر نسخے اس سے خالی ہیں اور یہ کلام بھی بے معنی ہے کیونکہ ایسی جگہوں پر کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے یا فلاں راوی ضعیف ہے اس کلام میں شیخ سے کیا سمجھا جائے!

اگر شیخ طوسی مراد لیں جیسا کہ ظاہر ہے تو وہ خود اپنے آپ کو شیخ نہیں کہتے بلکہ کہتے ہیں: محمد بن حسن نے کہا، شیخ تو انہیں متاخرین نے قرار دیا اور خود شیخ طوسی نے اپنی کتابوں میں جہاں شیخ کہا تو وہ اپنے استاد شیخ مفید کو مراد لیتے ہیں۔

بظاہر یہ جملہ کسی محشیٰ نے حاشیہ میں لکھا اور پھر متن میں خلط ہو گیا اور اس کی مراد یہ ہے کہ یہ روایت سند کے راوی محمد بن عیسی کی وجہ سے ضعیف ہے جیسے شیخ طوسی اسے ضعیف قرار دیتے ہیں اور کشی اور نجاشی نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔

علامہ حلی کے پاس کتاب تلخیص پہنچی

محقق تستری مزید لکھتے ہیں: رجال ابو عمرو کشی کی اصل کتاب علامہ حلی کے پاس بھی نہیں پہنچی اور ان کے پاس بھی شیخ طوسی کی اختیار پہنچی تھی اور علامہ نے چند موارد میں کشی سے نقل قول کیا ہے وہ ملاحظہ ہو:

او۲۔ محمد بن مسکان کے متعلق فرمایا: اسے کشی نے ذکر کیا اور حسن وشاء کے متعلق لکھا: کشی نے اس کنیت بیان کی، حالانکہ یہ دونوں کلام موجود کتاب کشی میں موجود نہیں ہیں تو بظاہر پہلی عبارت فہرست شیخ کی ہے اور دوسری فہرست نجاشی کی ہے اور ہمیں علم ہے کہ علامہ کبھی ان عین عبارتیں نقل کرتے ہیں اور اگر انہیں کشی کی کتاب ملی ہوتی تو وہ نہ کہتے کشی نے ذکر کیا اور کشی نے کہا بلکہ کشی کی کتاب کی عبارت کو ذکر کرتے۔

۳۔ حسین بن اشکیب کے متعلق علامہ حلی نے شیخ طوسی کے کلام کو نقل کرنے کے بعد فرمایا: اسی طرح کشی اور نجاشی نے فرمایا تو بظاہر اس میں تحریف ہوئی ہے اصل میں ہے: اسی

طرح نجاشی نے کشی سے نقل کیا کیونکہ نجاشی نے اس مورد میں اپنا نظریہ نہیں دیا بلکہ کشی سے نقل کیا ہے۔

۴-اسیطرح علامہ حلی کا یہ کہنا کہ کشی نے فرمایا کہ یہ قمی قبر امام کا خادم ہے تو یہ بھی خود نجاشی کی عبارت ہے۔

۵-اسی طرح لوط بن یحیٰ کے متعلق علامہ نے لکھا: شیخ طوسی و کشی نے فرمایا کہ یہ امام امیر المومنینؑ کے اصحاب میں تھا تو بظاہر یہ صحیح نہیں کیونکہ اس کا باپ یحیٰ آپ کے اصحاب میں سے تھااور علامہ حلی کا یہ کہنا" شاید شیخ و کشی کا قول" تبدیلی کا شکار ہو گیا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ شیخ طوسی نے یہ نظریہ نہیں دیا تھا بلکہ انہوں نے کشی سے نقل کیا اور اسے غلط قرار دیا انہوں نے رجال میں اصحاب امیر المومنین میں فرمایا: اسی طرح کشی نے ذکر کیا ہے اور میرے نزدیک یہ غلط ہے کیونکہ لوط بن یحیٰ نے امام علیؑ سے ملاقات نہیں کی بلکہ اس کے باپ یحیٰ نے امام علیؑ کی زیارت کی اور آپ کی صحبت کا شرف حاصل کیا اور فہرست میں اس کے عنوان کے بعد فرمایا: کشی نے اسے امام علیؑ کا صحابی گمان کیا ہے لیکن صحیح ہے کہ اس کا والد امام علیؑ کے اصحاب میں سے تھا۔

تجزیہ: علامہ حلی کے پاس شیخ طوسی کی تلخیص ہونے کا استفادہ کرنا صحیح ہے لیکن ان کے کلام میں پائے جانے والے اشتباہ کو تحریف قرار دینا صحیح نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے یہ خود علامہ حلی کے کلام میں سبقت قلم ہو اور ایسے موارد علامہ حلی جیسے کثیر التالیف دانشمندوں کے کلام میں موجود ہیں، غور کریں۔

شہید ثانی کے پاس رجال ابو عمرو کا نسخہ

محقق تستری نے مزید لکھا: شہید ثانی نے جو علامہ حلی کی کتاب خلاصۃ الاقوال کا حاشیہ تحریر فرمایا اس کی ایک عبارت سے ظاہر ہے کہ ان کے پاس کتاب رجال ابی عمرو کشی کا اصل نسخہ موجود تھا اور اختیار شیخ بھی موجود تھی کیونکہ انہوں نے پہلے تو خالد بن جریر کے متعلق علامہ

حلی کے قول کو نقل کیا کہ کشی نے جعفر بن احمد بن ایوب از صفوان از منصور از ابوسلمہ جمال روایت کی کہ خالد بجلی امام صادق کے پاس حاضر ہوا جبکہ میں بھی وہیں تھا اور پھر اس ایمان کا بیان نقل کیا پھر شہید نے فرمایا: یہ حدیث اولا تو توثیق اور مدح پر دلالت نہیں کرتی کہ وہ شخص حسن و ممدوح ہو جائے۔

ثانیا اس کی سند مجہول اور مضطرب ہے کیونکہ شیخ نے اسے اختیار میں اسی طرح نقل کیا جس طرح علامہ حلی نے ذکر کیا اور کتاب کشی میں ہے کشی از جعفر بن احمد از جعفر بن بشیر از ابو سلمہ اور اس طرح کا اضطراب اور جہالت کوئی فائدہ نہیں دیتی۔

تبصرہ محقق تستری: شہید ثانی کی اس عبارت سے یہ سمجھنا کہ اس کے پاس رجال کشی کی اصل کتاب اور شیخ طوسی کی تلخیص دونوں موجود تھے یہ ایک وہم اور خیال ہے کیونکہ شہید ثانی نے خود شیخ طوسی کی تلخیص کے نسخے دیکھے تو بعض کو رجال کشی کی اصل کتاب قرار دیا اور بعض نسخوں کو شیخ طوسی کی تلخیص قرار دیا کیونکہ شیخ کی تلخیص کے نسخے مختلف ہیں جیسا کہ محمد بن اسحٰق اور باقی بتریہ، عامی اور ابوبصیر یحییٰ بن ابوالقاسم اور یحییٰ حداد میں ابن طاووس ،علامہ حلی اور ابن داود کے نسخوں کا قہپائی کے نسخے میں اختلاف موجود ہے اور انہی اختلاف کے موارد میں سے ایک مورد یہ بھی ہے کہ علامہ نے شیخ کی تلخیص کا جو نسخہ دیکھا اس سے نقل کیا اور شہید ثانی نے ایک دوسرے نسخے میں جو دیکھا نقل کیا اور اسے گمان کیا کہ یہ کتاب کشی ہے اور ممکن ہے کہ انہوں نے گمان کیا ہے کہ جس نسخے سے علامہ حلی نقل کرتے ہیں وہ شیخ کی تلخیص ہے اور جو ان کے پاس نسخہ ہے وہ رجال کشی کا اصل نسخہ ہے کیونکہ جو انہوں نے اصل کشّی کی طرف نسبت دی ہے اسے قہپائی نے شیخ کی تلخیص سے نقل کیا ہے تو ان کا یہ کلام دلیل نہیں کہ ان کے پاس دونوں کتابیں موجود تھیں مگر انہوں نے یقین کر لیا ہو کہ موجود نسخہ اصل کتاب کشی کا ہے تو وہ وہم ہے[۹۷]۔

---

[۹۷] ۔ قاموس الرجال تستری ص۳۳-۳۷ ترتیب کے اختلاف کے ساتھ۔

تجزیہ و تحلیل

انصاف یہ ہے کہ علامہ حلی اور شہید ثانی کے پاس رجال کشی کے اصلی نسخے کے پہنچنے کے قوی اور کثیر شواہد موجود نہیں ہیں جیسا کہ محقق ہذا نے ذکر کیا لیکن اصلا اس کی نفی کرنا بھی ثابت نہیں ہے بلکہ اس کا بدستور امکان اور احتمال موجود ہے[۹۸] کیونکہ اگرچہ شیخ طوسی کے اختیار کے بعد وہی مشہور ہو گئی مگر بظاہر اصلی کتاب کے معدود چند نسخے ہو سکتا ہے کسی کے پاس موجود ہوں اور شہید ثانی تک پہنچے ہوں تو اگر وہ اسے رجال کشی کا اصل نسخہ قرار دیں تو بعید نہیں اور اسے بالکل وہم و خیال قرار نہیں دیا جا سکتا لیکن چونکہ اس نظریئے کے لیے محکم اور کثیر ادلہ موجود نہیں اس لیے انصاف کی نگاہ میں اسی مشہور اور تحقیق نظریئے کی تائید کرنا پڑتی ہے کہ متاخرین کے پاس رجال ابو عمرو کشی کی تلخیص پہنچی ہے جو شیخ طوسی نے املاء کرائی تھی۔

شیخ طوسی کی تلخیص میں تبدیلی واقع ہونے کا نقد

محدث نوری فرماتے ہیں کہ ہمارے لیے بعض قرائن ظاہر ہوئے کہ رجال ابو عمرو کشی کی تلخیص میں بھی بعض علماء یا نسخہ برداروں کی طرف سے کچھ تصرفات اور تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں اور اس میں کچھ مندرجات ساقط اور حذف ہوگئے ہیں اور اس زمانے میں شیخ طوسی کی تلخیص کے نسخے میں بھی وہ تمام موادّ موجود نہیں جو شیخ طوسی نے اختیار کیا تھا اگرچہ اس کی طرف کسی نے توجہ نہیں دلائی اور قرائن مل جانے کے بعد اس کا دعوی کرنے میں کوئی وحشت نہیں ہے:

۱۔ سید رضی الدین علی بن طاووس کی کتاب فرج المھموم میں ہے: ہم اس چیز کو ذکر کرتے ہیں جو ان (شیخ طوسی) سے ان کی رجال کشی کی تلخیص کے شروع میں ان کے خط سے مروی

---

[۹۸] ۔علامہ حلی کی کتاب خلاصۃ الاقوال سے خاتمہ میں فائدہ۱۰سے ظاہر ہے کہ ان کے پاس جناب کشی کی اصل کتاب موجود تھی کیونکہ انہوں نے شیخ طوسی کی طرف اپنے تین طریق اور سندیں ذکر کرنے کے بعد فرمایا: شیخ طوسی کی سند سے بواسطہ ابو محمد ہارون بن موسی تلعکبری کے ابو عمرو کشی کی کتاب کو نقل کیا یعنی خود کتاب رجال کشی ان کے پاس پہنچی لیکن قرائن اور متعلقہ اقوال سے ظاہر ہے کہ ان کے پاس شیخ کی تلخیص تھی چونکہ انہوں نے اپنی کتاب میں کچھ بھی زائد معلومات ان کتاب سے نقل نہیں کیں ،غور کریں۔

ہے، یہ لفظ ہم نے پائے ہیں: یہ ہمیں شیخ جلیل موفق ابو جعفر محمد بن حسن بن علی طوسی نے املاء کرایا اور انکی املاء کی ابتداء منگل ۲۶صفر ۴۵۶ھ نجف اشرف میں ہوئی بتحقیق یہ وہ اخبار ہیں جنہیں میں نے کتاب رجال ابو عمرو محمد بن عمر بن عبدالعزیز کشی سے اختصار اور انتخاب کیا ہے[۹۹]۔

حالانکہ ہم نے جن نسخوں کو دیکھا جن کے شروع میں راویوں کے تراجم سے پہلے سات راویات درج ہیں اور ان میں یہ عبارت موجود نہیں ہے۔

۲۔ مناقب ابن شہر آشوب میں شیخ طوسی کی تلخیص سے امام صادقؑ کے واسطے سے سلمان فارسی سے منقول ہے: جب امیر المومنین علیؑ کو گھر سے نکالا گیا تو حضرت فاطمہ زہراءؑ نکل کر نبی اکرم ﷺ کی قبر مطہر پر پہنچیں اور فرمایا: میرے چچازاد کو چھوڑ دو، اس ذات کی قسم جس نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اگر تم نے ان کو نہیں چھوڑا تو میں اپنے بل کھول دوں گی اور نبی اکرم ﷺ کی قمیض کو اپنے سر پر رکھ کر خدا کے حضور دعا کروں گی، صالح نبی کی اوٹنی خدا کے حضور میری اولاد سے زیادہ کریم اور بافضیلت نہیں ہے۔

حضرت سلمان کا بیان ہے: خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ مسجد نبوی کی دیوار زمین سے اس قدر بلند ہوئی کہ آدمی اس کے نیچے سے گزر سکتا تھا تو میں حضرت زہراءؑ کے قریب پہنچا اور عرض کی: اے میرے سیدہ اور سردار! بتحقیق خدائے ذوالجلال نے آپ کے والد گرامی ﷺ کو رحمت بنا کر بھیجا تھا تو آپ ان کے لیے عذاب کی دعا نہ کریں تو دیواریں اس زور سے زمین پر گریں کہ ان کے نیچے سے گرد و غبار اتنا اٹھا اور چھا گیا کہ ہمارا دم گھٹنے لگا[۱۰۰]۔

حالانکہ یہ روایت رجال کشی کی تلخیص کے موجودہ نسخوں میں موجد نہیں ہے۔

---

[۹۹] ۔فرج المهموم علی بن طاووس، ص۱۳۰ ط نجف۔
[۱۰۰] ۔مناقب ابن شہر آشوب، ج۳ص۳۳۹۔

۳۔عالم محقق میرزا محمد کی تلخیص المقال کے حاشیہ میں ہے: ابو جعفر طوسی نے اختیار الرجال میں ذکر کیا کہ ہشام بن سالم از امام صادق و از ابوالبحتری کہ ہمیں عبداللہ بن حسن بن حسن نے حدیث بیان کی کہ حضرت بلال نے ابو بکر کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا تو عمر نے ان گریبان کو کھینچا اور کہا: اے بلال! یہ تیری طرف سے ابو بکر کو اس چیز کی جزاء ہے جو اس نے تجھے آزاد کیا تو اس بیعت کرنے کے لیے نہیں آیا۔

تو بلال نے جواب دیا: اگر ابو بکر نے مجھے خدا کے لیے آزاد کیا تھا تو وہ مجھے خدا کے لیے چھوڑ دے اور اگر کسی دوسرے غرض کے لیے آزاد کیا تھا تو میں غلامی کے لیے حاضر ہوں، رہا اس کی بیعت کا مسئلہ تو میں ہر گز ایسے شخص کی بیعت نہیں کر سکتا جسے نبی اکرم ﷺ نے اپنا خلیفہ نہیں بنایا اور جسے نبی اکرم ﷺ نے اپنا خلیفہ بنایا اس کی بیعت قیامت تک ہماری گردنوں میں رہے گی۔

عمر نے کہا: اے بے پدر! ہمارے ساتھ یہاں مدینہ میں نہ ٹھہر، شام کی طرف نکل جا۔

تو حضرت بلال غربت وجلاوطی کی حالت میں دمشق میں وفات پاگئے اور باب صغیر کے پاس دفن ہوئے اور انہوں ننے اس مطلب میں اشعار بھی کہے[101]۔

اسی طرح شہید ثانی کی طرف بھی منسوب ہے۔

حالانکہ اس کو میں نے موجودہ اختیار شیخ طوسی میں نہیں پایا۔

۴۔رجال ابن داود میں حمدان بن احمد کے تعارف میں کشی سے منقول ہے: **حمدان بن أحمد- كش-هو من خاصة الخاصة، أجمعت العصابة على تصحيح ما يصح عنه، والاقرار له بالفقه في آخرين**[102]۔

---

[101] ۔منہج المقال ص۷۲۔

[102] ۔رجال ابن داود ص۸۴ن ۵۲۴۔

یہ خاص الخاص افراد میں سے تھے اور گروہ شیعہ نے اس کی طرف سے صحیح سند روایات کی تصحیح اور اس کی فقہ اور دین فہمی میں اجتہاد کے اعتراف پر اتفاق کیا ہے۔

حالنکہ یہ مذکورہ کتاب اختیار میں مذکور نہیں ہے[۱۰۳]۔

اور اسے ابن داود کے اوہام اور اشتباہات میں شمار کرنا اسی طرح بعید ہے جیسے اس عبارت کو کشی کی اصل کتاب رجال کی عبارت قرار دینا بعید ہے۔

محقق داماد نے رواشح سماویہ میں حمدان کے شرح احوال اور ابن داود کے اجماع کو نقل کرنے کے بعد لکھا: کشی کتاب سادہ روش میں لکھی گئی اور اس میں دعوی اجماع سے خاموشی اختیار کی گئی مگر یہ کہا جائے کہ ان کی سیرت و روش یہ تھی کہ وہ کسی کو فقیہ، ثقہ، عالم اور خاص الخاص قرار نہیں دیتے مگر جس کی طرف صحیح السند منسوب روایات کو صحیح قرار دینے کا حکم لگاتے ہیں اور اس پر اجماع و اتفاق نقل کرتے ہیں اس لیے حسن بن داود نے یہ دعوی ان کی طرف منسوب کیا اور پھر دوسرا احتمال ذکر کیا[۱۰۴] اور یہ وجہ جو انہوں نے ایجاد کی وہ بہت بعید ہے[۱۰۵]۔

تجزیہ و تحلیل

محدث نوری نے ان عبارتوں کو دیکھ بڑی شد و مدّ سے دعوی کر دیا کہ شیخ طوسی کی تلخیص میں تصرف اور تبدیلیاں ہو چکی ہیں اور اس بڑے کی سنگینی کو محسوس کرتے ہوئے کہنے لگے کہ جب قرائن موجود ہیں تو ایسے دعوی میں وحشت نہیں ہے لیکن انصاف یہ ہے کہ ان میں سے کوئی ایک مورد بھی ایسی بات کو ثابت نہیں کر سکتی بلکہ یہ دعوی ابھی بھی محض افسانے سے زیادہ نہیں، رجال کشی کی تلخیص اور دیگر کتب رجالی ہمارے علماء و فقہاء کے ہاں ہمیشہ مرکز توجہ رہی ہیں اور ان کو قرائت اور سماع کے ذریعے ان کو نقل کیا جاتا رہا ہے یہ کوئی بازاری

---

[۱۰۳] ۔دیکھئے رجال کشی ۲ص۸۳۰ن۱۰۶۴۔

[۱۰۴] ۔الرواشح السماویۃ میر داماد، ص۷۰۔

[۱۰۵] ۔خاتمۃ مستدرک الوسائل ۲۱/۳ص ۲۸۷-۲۹۰۔

کتابیں نہیں جن کو عوامی نسخہ برداروں سے حاصل کر کے علماء نے اپنی تحقیقات میں ماخذ اور منبع کے طور پر اخذ کر لیا ہو، تعجب ہے کہ محدث اس بات کو بہتر سمجھتے ہیں کہ ہمارے علماء اور فقہاء کی روش کیا رہی لیکن وہ ایسی بے ربط چیزوں سے گھبرا کر اتنا بڑا دعوی کر دیتے ہیں، ذیل میں ان چار موارد کے غیر مربوط ہونے کو ذکر کیا جاتا ہے:

ان میں سے پہلی اور چوتھی عبارت تو اصلا استدلال کی قابلیت نہیں رکھتی چونکہ چوتھی میں احتمال ہے کہ انہوں نے جناب کشی کی اصل کتاب سے نقل کی ہو اور یہ احتمال بدستور موجود ہے محدث اسے بعید سمجھیں تو دلیل دیں کہ اصلا ان کے پاس رجال کشی کا اصل نسخہ موجود نہیں تھا اور ایسا دعوی کرنا علم غیب کے دعوے کے سوا ممکن نہیں ہے اور پہلی عبارت بھی کتاب کے نسخے کے مقدمے کی مانند ہے جو انہوں نے ذکر کی جب مشخص ہے کہ یہ شیخ طوسی کی تلخیص اور اختیار ہے تو اسے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

رہی دوسری اور تیسری عبارتیں تو یہ مطالب ان کے شخصی نسخوں میں اضافہ ہونا ممکن ہے ورنہ یہ عبارتیں نہ ان سے پہلے کسی عالم نے نقل کیں اور نہ ان کے بعد کسی عالم نے رجال کشی کے عنوان سے بیان کیں تو ایسی عبارتوں سے کیسے یہ کلی حکم لگا دیا کہ اس کتاب میں تصرف اور تبدیلی ہو چکی ہے ورنہ تو اختیار شیخ طوسی کے بقیہ کثیر نسخوں میں یہ عبارتیں موجود ہوتیں، یہ بہت بعید ہے کہ اس کتاب کے تمام نسخوں میں یہ عبارتیں موجود ہوں پھر لوگ ان کو حذف کر دیں اور ان کی طرف اشارہ بھی نہ کریں اور کسی دوسرے عالم و فقیہ کو ان عبارتوں کا علم تک نہ ہو اور وہ اس حذف اور اضافے پر خاموش رہیں اور اس کتاب کو نقل کیا جاتا رہے اس سے اجتہاد اور استنباط احکام شریعت کی بنیادیں بنائی جاتی رہیں، یہ بہت بعید ہے۔

ثانیا قوی احتمال ہے کہ یہ عبارت شیخ طوسی کی اختیار کے حاشیہ میں لکھی ہو گی اور متن و حاشیے کے خلط ہونے کی وجہ سے ابن داود نے سمجھا کہ یہ متن کا حصہ ہے جیسا کہ قہپائی نے ترتیب رجال کشی میں ایسے اشتباہات کئے اور وہ روایت جو محدث نوری نے حاشیہ تلخیص المقال سے

نقل کی تو وہ بھی قرینہ نہیں بن سکتی کہ میرزا استرآبادی کے پاس اختیار معرفۃ الرجال کا کامل نسخہ موجود تھا چونکہ محمد تقی مجلسی اول جو کہ استرآبادی کے شاگردوں کے طبقہ میں تھے، نے اس روایت کو اس طرح نقل کیا ہے: رائت فی بعض کتب الاصحاب عن ہشام بن سالم...[۱۰۶]؛ میں نے اس مطلب کو شیعہ علماء کی بعض کتابوں میں ابن سالم سے منقول دیکھا۔

انہوں نے اس روایت کو خود اختیار معرفۃ الرجال میں دیکھا ہوتا تو اس کا نام لیتے اور انہیں اطمینان ہوتا تو اسے اختیار رجال کی طرف نسبت دیتے اس طرح وحید بہبہانی نے بھی حاشیہ منہج المقال میں اس روایت کو مجلسی کی تعبیر سے نقل کیا اور ہرگز اشارہ تک نہیں کیا کہ یہ رجال کشی کی تلخیص میں موجود ہے۔

تو بظاہر استرآبادی کے پاس نسخہ اختیار رجال، حاشیے کے ساتھ تھا اور انہوں نے اسے متن میں شمار کرلیا اور پھر اس کو محدث نوری نے تحریف کے لیے دلیل بنالیا اور یہی حال مناقب ابن شہرآشوب کی روایت کا ہے ورنہ دوسرے علماء بھی اس کو اختیار رجال کی طرف نسبت دیتے۔

اور اختیار رجال کا ابتدائی خطبہ جو ابن طاووس نے بیان کیا یہ شیخ کے شاگردوں میں سے ایک کے نسخے میں ہوگا اور وہی نسخہ ابن طاووس کے پاس پہنچا ہوگا اور شیخ طوسی نے یہ املاء اپنی عمر کے آخری دور میں کرائی اور اس میں کثیر لکھنے والوں نے اسے لکھا تو انہوں نے اس خطبے کو اصل میں جزء قرار نہیں دیا اس لیے محدث کے نظریہ تحریف کو کلی طور پر ردّ کردیا گیا، نہ ان کی تحریف کا نظریہ وہاں کسی مسلمان نے قبول کیا بلکہ تمام علماء شیعہ نے اس کو ردّ کیا ہے اور نہ ایسی منفرد، ممتاز اور علم رجال کی اساسی اور بنیادی کتابوں کے نسخوں کے بارے میں ان کے نظریہ تحریف کو کسی نے قبول کیا بلکہ اس کو محکم ادلہ کی روشنی میں باطل کردیا گیا۔

[۱۰۶] ۔روضۃ المتقین شرح فقیہ شیخ صدوق، از محمد تقی مجلسی، ج۱۴ص۲۹۔

برصغیر میں علم رجال کی تحقیقات وخدمات[107]

الحمد للہ،اب جبکہ شیعہ کے علم رجال کی اساسی اور منفرد قدیم کتاب تحقیق کے ساتھ اردو زبان میں پیش کی جارہی ہے تو مختصر طور پر اس دیار کی اس فنّ میں خدمات کا ذکر بھی کیا جاتا ہے ،سو معلوم ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں قدیم الایام سے اسلام و قرآن اور ائمہ معصومینؑ کی ولاء موجود رہی ہے اور تاریخی شواہد کے پیش نظر یہ بات وثوق کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ امیر المومنینؑ کے زمانے میں اس سرزمین کے باشندوں کے روابط مرکز اسلام سے موجود تھے اور دوسرے طرف وہ سرزمین قدیم تہذیبوں اور علمی ثقافتوں کا گہوارہ ہے اس حقیقت کا اعتراف دنیا کا ہر منصف مزاج محقق کرتا ہے اور اس کا ظاہری نتیجہ یہ ہے کہ وہاں اسلامی تعلیمات اور تہذیب و ثقافت کے قدیم آثار بھی ملتے ہیں اب ان تمام آثار کا مطالعہ کرنا تو مستقل اور مفصل تحقیق کا خواہان ہے اس کے لیے دیگر مآخذ کی طرف رجوع کرنا چاہیے لیکن علم رجال کے متعلق یہاں اتنا عرض ہے کہ چاہے مکتب اہل بیت طہارت کی احادیث

[107] ۔ہندوستان میں تاریخ تشیع اور ان کے علماء و علمی مراکز و آثار کی تفصیل کے ملاحظہ ہو؛ تشیع در ہند ؛نورمن جان ہالیستر ترجمہ فارسی :آزر میدخت فیرونی ،ط مرکز نشر دانشگاہی ١٣٧٣ش، تاریخ حدیث شیعہ ،علی تقی خدایاری و الیاس پور اکبر دار الحدیث قم ١٣٨٥اص٢٩٤و بعد، مطلع الانوار احوال دانشوران شیعہ پاک و ہند سید مرتضی حسین صدر الافاضل م١٤٠٧، ترجمہ دکتر محمد ہاشم ط آستان رضوی مشہد ١٣٧٤،فہرست آثار چاپکی شیعہ در شبہ قارہ حسین عارف نقوی اسلام آباد ط مرکز تحقیقات فارسی ایران اسلام آباد ١٩٩١ء،تاریخ العلماء محمد عنایۃ احمد خان کشمیری م١٢٣٥ھ، نجوم السماء فی تراجم العلماء مولوی محمد علی بن صادق بن مہدی کشمیری۔

سے متعلق رجال کی کتابیں ہوں یا نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کے توسط سے احادیث لینے والوں کے مکتب کے علم رجال کی کتب اور مآخذ ہوں.برصغیر پاک و ہند کے علمی قدیم مراکز اور کتب خانوں میں اس کے قدیم نسخے محفوظ ہیں اور علمی محافل میں اس کی بحثیں موجود رہی ہیں ہاں جو بات برصغیر کے مسلمانوں کو میسر آئی وہ یہ ہے کہ جس زمانے میں کتابوں کے خطی نسخوں کی طباعت کا آغاز ہورہا تھا اس وقت انہوں نے پہل کی اور علم رجال کی اساسی اور بنیادی کتابوں اور اہم اور قدیم مصادر کو بہترین طریقے سے طبع کرایا اور اپنے اخلاص اور دلچسپی اور تقدم و علم دوستی کا ثبوت دیا، ہم ذیل میں صرف مکتب اہل بیت کے پیروکاروں کے متعلق رجال کتابوں کی ایک مختصر فہرست پیش کرتے ہیں :

۱۔ **معرفۃ اخبار الرجال، ابو عمرو کشی**،سب سے پہلے اسی رجال ابو عمرو کشی کو دیکھیں جس میں راویوں کے بارے میں ائمہ معصومینؑ کے اقوال اور فرامین کو تفصیل سے ذکر کیا گیا تھا اور اس لحاظ سے یہ کتاب دیگر تمام رجالی کتابوں سے برتر تھی ،یہ کتاب شیعہ کتب اربعہ کی قدیم کتاب کافی کے معاصر زمانے میں محمد بن عمر کشی نے تالیف کی ،یہ کتاب جو قدیم ایام سے محققین کی توجہات کا مرکز تھی اور علماء و فقہاء اپنی تحقیقات میں اس کی طرف رجوع کرتے چلے آرہے تھے ،دنیا میں سب سے پہلے یہ کتاب علی محلّاتی حائری کے اہتمام و کوشش سے بمبئی ۱۳۱۷ھ میں "معرفۃ اخبار الرجال " کے عنوان سے ۳۹۲ صفحات میں طبع ہوئی اس کے کثیر نفیس نسخے دنیا کے متعدد کتب خانوں میں قدیم علمی خزانوں کے طور پر محفوظ ہیں۔

۲۔ **رجال نجاشی**، ابوالعباس احمد بن علی م ۴۵۰ھ ؛ یہ کتاب قوم شیعہ کی محکم ترین اور قدیم بنیادی کتب رجال میں شمار ہوتی ہے اور اپنے بہت سے امتیازات کے سبب سے ہمیشہ محققین کی توجہات کا مرکز رہی ہے ،دنیا میں میں سب سے پہلے ابو طالب بن علی اکبر جہرمی کے خط سے بمبئی ۱۳۱۷ھ میں شائع ہوئی اور اس طرح اس کتاب کی اشاعت کا امتیاز بھی برصغیر کے مسلمانوں کو پہنچا۔

۳۔ **فہرست شیخ طوسی**، محمد بن حسن م۴۶۰ھ؛ شیخ طوسی مکتب شیعہ اثنا عشریہ کے عظیم فقیہ، اصولی، متکلم، محدث اور رجالی ہیں ان کی علم حدیث میں دو کتابیں تہذیب الاحکام اور استبصار شیعہ کی کتب اربعہ میں شامل ہیں ان کی دوسری کتابوں بشمول عدّۃ الاصول کے ان کی" فہرست "جو شیعہ علم رجال کی نہایت اہم اور اساسی کتاب ہے پہلی بار ۱۲۷۱ھ = ۱۸۵۲ء میں اسپرنگر الویس ایترولی، مولوی عبدالحق اور مولوی غلام قادر کے توسط سے ہند میں شائع ہوئی اس میں اسپرنگر نے انگریزی زبان میں چند صفحوں کا مقدمہ بھی لکھا اگرچہ غیروں کے ہاتھوں سہی لیکن برصغیر کے علمی مرکز کو یہ امتیاز حاصل ہوگیا کہ شیخ طوسی کی فہرست جیسی علمی اور تحقیقی کتاب پہلی بار دنیا میں نشر عام ہوگئی اور مکتب شیعہ کے علمی آثار اور کتابوں سے دنیا آشنا ہوئی۔

۴۔ **نضد الرجال**، ترتیب ایضاح الاشتباہ فی اسماء الرواۃ؛ علامہ حلی کی یہ کتاب بھی پہلی بار برصغیر کی سرزمین میں شائع ہوئی اور یہ فہرست شیخ طوسی کے ساتھ اس کے حاشیے میں طبع ہوئی اس کے لکھنے والے محدث اعظم محسن فیض کاشانی کے فرزند محمد علم الہدی م۱۱۱۵ھ ہیں اس طرح علامہ حلی کی رجالی کتاب کی ترتیب پہلی بار برصغیر میں شائع ہوئی۔

۵۔ **فہرست ابن ندیم**، محمد بن اسحاق م۳۸۰ھ، یہ کتاب عظیم مسلم نسخہ شناس کی قدیم ترین معلومات تصنیف ہے جس میں ہر علم و فنّ کی کتب اور رجال کا مختصر تذکرہ ہے، دنیا کے کتب خانوں اور علمی مراکز میں اپنا امتیاز رکھتی ہے، ی کتاب عربی زبان میں ہے اور اس کا اردو ترجمہ عرصہ دراز سے لاہور سے شائع ہوچکا ہے، یاد رہے اس کتاب سے شیعہ متقدمین مثل شیخ طوسی اور نجاشی نے اپنی کتابوں میں استفادہ کیا ہے اور اس میں شیعہ قدیم علمی آثار کا ذکر کیا گیا ہے۔

۶۔ **مجالس المومنین**؛ یہ دو جلدی کتاب شہید ثالث علامہ قاضی نوراللہ شوشتری کی تالیف ہے جن کا نسب کئی واسطوں سے امام سجادؑ پر منتہی ہوتا ہے، ان عظیم شیعہ عالم نے مذہب شیعہ کی

تبلغ وترویج کے لیے ۹۹۳ھ میں لاہور کا انتخاب کیا ان کے علم و فضل کی شہرت جب مغل اعظم اکبر بادشاہ کو پہنچی تو انہیں منصب قضا پر راضی کر لیا اس سے اکبر بادشاہ کا دین و مذہب بھی علم ہو جاتا ہے [۱۰۸]،آپ نے شرط رکھی کہ مذاہب اربعہ سے کسی مخصوص فقہ کے تحت فتوی نہیں دیں گے اور ان چار مذاہب سے باہر بھی نہ ہو گا،اکبر بادشاہ کے دور میں حاسدین نے ان کے قتل کی ناکام سازشیں کی لیکن اکبر کی وفات کے بعد اس کا بیٹا جہانگیر متعصب مخالفین کی باتوں میں آگیا جب قاضی نور اللہ کا ایک جاسوس شاگرد ان کی کتاب احقاق الحق کا ایک نسخہ دربار میں لے گیا،اسے دربار میں پڑھا گیا چونکہ اس میں مذہب جعفری کی حقانیت کا اثبات تھا، متعصب و حاسدین ملاوں نے ان کے قتل کا فتوی دیا ایک خار دار درخت کی ٹہنی آپ کے بدن پر مارتے رہے ،آپ کا گوشت ہڈیوں سے جدا ہو گیا پھر ان حکم دیا کہ تانبے کے برتن کو آگ سے پر کر دیا اور قاضی کے سر پر رکھیں اس طرح ان کے سر کا مغز جوش میں آیا اور ایک گھنٹے بعد جان خدا کے سپرد کر دی،اس مظلوم شہید راہ ولایت کا مزار شہر اکبر آباد آگرہ میں مومنین کی زیارت گاہ ہے ،سید مظلوم کی شہادت کی دردناک کا واقعہ جہانگیر کی بیوی ملکہ نور جہاں نے سنا تو تمام حاسد اور متعصب ملاوں کو محل میں دعوت دی اور انہیں قتل کر دیا اس طرح سید مظلوم کے خون کا فتوی دینے والے ظالم کیفر کردار کو پہنچ گئے [۱۰۹]۔

قاضی شہید نے تاریخ بر صغیر میں مذہب حقہ اور مکتب اہل بیت کے لیے نہ صرف خون دیکر اس شجر پاک کی آبیاری کی بلکہ انہوں نے اس زرخیز ارض پہ اپنی علمی اور تحقیقی کتب اور خطابات کے ذریعے اس مکتب کی اساس کو ایسا محکم کر دیا کہ بر صغیر پاک و ہند ایک حوزہ علمیہ کے طور پر پہچانا گیا،سید شہید نے دو سو سے زائد کتابیں لکھیں جن میں احقاق الحق میں قرآن و

---

[۱۰۸] ۔ملاحظہ ہو اعیان الشیعہ ،امین عاملی۔

[۱۰۹] ۱۰۱ ۔مجالس المومنین ترجمہ اردو محمد حسن جعفری، ۲۵-۲۷، مطبوعہ رحمت اللہ بک ایجنسی کراچی۔

نبی اکرم کے متواتر و معتبر فرامین سے مکتب اہل بیت کی حقانیت کے دلائل کے نرالے انداز پیش کیئے اور وہ کتاب آج تک علمی مراکز اور کتاب خانوں کی زینت بنی ہوئی ہے۔

سید نے مجالس المومنین کے عنوان سے دو جلدوں میں کتاب لکھی جس میں مذہب جعفری کے مراکز، اقوام، شخصیات (اصحاب، تابعین، علماء، شعراء، صوفیاء، سلاطین اور وزراء) کا ذکر کیا اور اعیان الشیعہ کی مثل دنیا میں شیعہ شخصیات کا تعارف کرایا۔

دیگر کتب رجال کا تذکرہ

۷۔بشر محمد م ۱۹۵۲ء نے انگریزی زبان میں علم رجال کے متعلق علمی و تحقیقی کتاب شائع کی:

The authority authenticity of HADITH;as a sourse of Islamic Law.

یہ کتاب نیو دہلی، کتاب بھوان سے ۱۹۸۰=۱۳۶۱ھ میں ۱۳۱ صفحات میں شائع ہوئی۔

۸۔اذانیہ علی محمد بن محمد نقوی لکھنوی، م ۱۳۱۲ء، علم رجال کی عمدہ تحقیق ہے[10]۔

۹۔اصابۃ سید ابو القاسم بن حسین رضوی لاہوری[11]۔

۱۰۔اعلام الاعلام، مرتضی بن مہدی رضوی کشمیری۔

۱۱۔ایضاح المقال، مولوی سید علی اطہری کھجوی ہندی۔

۱۲۔(منتخب) تلخیص المقال محمد ہندی نجفی، م ۱۳۲۳ھ۔

۱۳۔"بحوث فی علم الرجال"، یہ تالیف محقق آصف محسنی قندہاری کی تحقیقات سے آراستہ ہے انہوں نے اپنی دوسری کتابوں کی طرح اس کتاب میں علم رجال کے علمی مبانی پر بحث کی ہے۔ان کی یہ تحقیق اسلام آباد میں تیسری بار ۱۳۷۵ میں شائع ہوئی۔

---

[10] ۔الذریعۃ الی تصانیف الشیعۃ ۱ص۴۰۶۔

[11] ۔سابقہ حوالہ ۲ص۱۱۲۔

۱۴- "علم رجال " یہ کتاب اردو زبان میں علامہ ذیشان حیدر جوادی کی کلیات علم رجال محقق جعفر سبحانی کی تلخیص ہے اور کراچی سے شائع ہوئی ہے۔

امام صادقؑ کے اصحاب

رجال ابو عمرو کشی جزء ۴

ہشام بن سالم[۲۳]

۵۰۱۔ مَوْلَی بِشْرِ بْنِ مَرْوَانَ وَ كَانَ مِنْ سُبِيِّ الْجَوْزَجَانِ كُوفِيٌّ وَ يُقَالُ لَهُ الْجَوَالِيقِيُّ ثُمَّ صَارَ عَلَّافاً. مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْبَرَّانِيُّ وَ عُثْمَانُ بْنُ حَامِدِ الْكَشْيَانُ قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزْدَادَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنِ الْحَجَّالِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ: كَلَّمْتُ رَجُلًا بِالْمَدِينَةِ مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ فِي الْإِمَامَةِ، قَالَ، فَقَالَ فَمَنِ الْإِمَامُ الْيَوْمَ قَالَ، قُلْتُ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَ، فَقَالَ وَ اللَّهِ لَأَقُولَنَّهَا لَهُ! قَالَ، فَغَمَّنِي بِذَلِكَ غَمّاً شَدِيداً خَوْفاً أَنْ يَلْعَنَنِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ أَوْ يَتَبَرَّأَ مِنِّي، قَالَ، فَأَتَاهُ الْمَخْزُومِيُّ فَدَخَلَ عَلَيْهِ، فَجَرَى الْحَدِيثُ، قَالَ، فَقَالَ لَهُ مَقَالَةَ هِشَامٍ، قَالَ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَ فَلَا نَظَرْتَ فِي قَوْلِهِ فَنَحْنُ لِذَلِكَ أَهْلٌ، قَالَ،

---

[۲۳]۔ رجال البرقی ۳۴، ۴۸، رجال الکشی، ص ۲۶۸ ح ۴۸۵، ۴۹۴، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۹۰۷، الرسالۃ العددیۃ للمفید ۴۵، رجال النجاشی ۲ ص ۳۹۹، فہرست الطوسی ۲۰۳ ن ۷۸۱، رجال الطوسی ۳۲۹ ن ۱۷ و ۳۶۳ ن ۳، معالم العلماء ۱۲۹، التحریر الطاووسی ۳۰۲ ن ۴۴۷، رجال ابن داود ۳۸۴، ۳۶۸ ن ۱۶۴۵، رجال العلامۃ الحلی ۱۷۹، نقد الرجال ۳۶۹، مجمع الرجال ۶ ص ۲۳۴، ضیافۃ الاخوان وہدیۃ الخلان ۱۷۹، جامع الرواۃ ۲ ص ۳۱۴، بہجۃ الآمال ۷ ص ۲۰۰، تنقیح المقال ۳ ص ۳۰۱، إعیان الشیعۃ ۱۰ ص ۲۶۶، تأسیس الشیعۃ ۳۶۰، الذریعۃ ۴ ص ۲۷۰، معجم رجال الحدیث ۱۹ ص ۲۹۷ ن ۱۳۳۳۲، قاموس الرجال ۹ ص ۳۵۷، ہدیۃ الأحباب (فارسی) ۱۲۱. ریحانۃ الأدب (فارسی) ۷: ۶۷. سفینۃ البحار ۲: ۷۲۰. ہدایۃ المحدثین ۱۶۰. فہرست الندیم ۲۷۵. تنقیح المقال ۳: قسم ہاء: ۳۰۱. المقالات والفرق ۸۸ و ۲۲۵. فرق الشیعۃ ۷۸. توضیح الاشتباہ ۲۹۸. الکنی والألقاب ۲: ۱۴۳. معجم الثقات ۱۲۸. الاختصاص (دیکھئے فہرست). منتہی المقال ۳۲۳. الخصال (دیکھئے فہرست). منہج المقال ۳۶۶. جامع المقال ۹۳. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۳۶۲. اتقان المقال ۱۴۴. الوجیزۃ ۵۳. شرح مشیخۃ الفقیہ ۸. رجال الأنصاری ۲۰۰. التوحید للصدوق (دیکھئے فہرست). مقالات الاسلامیین ۱: ۱۰۵. الفرق بین الفرق ۶۸. خطط المقریزی ۲: ۳۶۸.

فَبَقِیَ الرَّجُلُ لَا یَدْرِی أَیْشٍ یَقُولُ! وَ قُطِعَ بِهِ، قَالَ، فَبَلَغَ هِشَاماً قَوْلُ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَفَرِحَ بِذَلِکَ وَ انْجَلَتْ غَمَّتُهُ.

ہشام بن سالم بشر بن مروان کے آزاد کردہ غلام تھے اور صوبہ جوزجان سے قیدی بن کر آئے تھے ،کوفہ میں رہائش پذیر تھے ،انہیں جوالیقی کہا جاتا پھر چائے کا کاروبار کرنے (علّاف) لگے تھے۔

ہشام بن سالم کا بیان ہے کہ میں نے مدینہ میں ایک مخزومی سے امامت کے موضوع پر بحث کی تو آخر مخزومی نے ادلہ کی بازی ہار کر کہا: بھلا آج کے زمانے میں امام کون ہے ؟

میں نے کہا: اس زمانے میں امام صادقؑ امام ہیں۔

اس نے کہا: خدا کی قسم ! میں یہ بات خود امام صادق سے پوچھوں گا۔

ہشام کا کہنا ہے یہ سن کر میں شدید غمگیں ہوا کیونکہ مجھے خوف تھا کہ کہیں امام صادقؑ مجھ پر لعنت نہ کریں یا مجھ سے براءت کا اظہار نہ کریں ، راوی کہتا ہے ، پس مخزومی امام کے پاس حاضر ہوا اور باتیں شروع ہوئیں تو مخزومی نے امام کو ہشام کا نظریہ بیان کیا تو امام نے فرمایا: کیا تو نے اس کے قول میں غور و فکر نہیں کی؟ ہم یقینا اس عہدہ امام کے لیے سزاوار ہیں تو مخزومی یہ سن کر گنگ ہو کر رہ گیا اور کچھ کہہ نہ سکا اور آخر اس نے ہشام کے قول کو باور کر لیا جب ہشام کو امام کا ارشاد معلوم ہوا تو اسے وہ سن کر خوشی ہوئی اور اس کے غم کے بادل چھٹ گئے۔

[ہشام کی حقیقت کی جستجو]

۵۰۲ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ النُّعْمَانِ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو یَحْیَى، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ کُنَّا بِالْمَدِینَةِ بَعْدَ وَفَاةِ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَنَا وَ مُؤْمِنُ الطَّاقِ أَبُو جَعْفَرٍ قَالَ وَ النَّاسُ مُجْتَمِعُونَ عَلَى أَنَّ عَبْدَ

اللَّه صَاحِبُ الْأَمْرِ بَعْدَ أَبِيه فَدَخَلْنَا عَلَيْه أَنَا وَ صَاحِبُ الطَّاقِ وَ النَّاسُ مُجْتَمِعُونَ عِنْدَ عَبْدِ اللَّه وَ ذَلِکَ أَنَّهُمْ رَوَوْا، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّه (ع) أَنَّ الْأَمْرَ فِی الْکَبِیرِ مَا لَمْ یَکُنْ بِه عَاهَةٌ فَدَخَلْنَا نَسْأَلُهُ عَمَّا کُنَّا نَسْأَلُ عَنْهُ أَبَاهُ فَسَأَلْنَاهُ، عَنِ الزَّکَاةِ فِی کَمْ تَجِبُ قَالَ: فِی مِائَتَیْنِ خَمْسَةٌ قُلْنَا فَفِی مِائَةٍ قَالَ: دِرْهَمَانِ وَ نِصْفُ دِرْهَمٍ، قَالَ قُلْنَا لَهُ وَ اللَّه مَا تَقُولُ الْمُرْجِئَةُ هَذَا فَرَفَعَ یَدَیْه إِلَی السَّمَاءِ، فَقَالَ: لَا وَ اللَّه مَا أَدْرِی مَا تَقُولُ الْمُرْجِئَةُ، قَالَ فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِه ضُلَّالًا لَا نَدْرِی إِلَی أَیْنَ نَتَوَجَّهُ أَنَا وَ أَبُو جَعْفَرٍ الْأَحْوَلُ فَقَعَدْنَا فِی بَعْضِ أَزِقَّةِ الْمَدِینَةِ بَاکِینَ حَیَارَی لَا نَدْرِی إِلَی مَنْ نَقْصِدُ وَ إِلَی مَنْ نَتَوَجَّهُ! نَقُولُ إِلَی الْمُرْجِئَةِ إِلَی الْقَدَرِیَّةِ إِلَی الزَّیْدِیَّةِ إِلَی الْمُعْتَزِلَةِ إِلَی الْخَوَارِجِ! قَالَ فَنَحْنُ کَذَلِکَ إِذْ رَأَیْتُ رَجُلًا شَیْخاً لَا أَعْرِفُهُ یُومِی إِلَیَّ بِیَدِه فَخِفْتُ أَنْ یَکُونَ عَیْناً مِنْ عُیُونِ أَبِی جَعْفَرٍ وَ ذَاکَ أَنَّهُ کَانَ لَهُ بِالْمَدِینَةِ جَوَاسِیسُ یَنْظُرُونَ عَلَی مَنِ اتَّفَقَ بِشِیعَةِ جَعْفَرٍ فَیَضْرِبُونَ عُنُقَهُ فَخِفْتُ أَنْ یَکُونَ مِنْهُمْ فَقُلْتُ لِأَبِی جَعْفَرٍ تَنَحَّ فَإِنِّی خَائِفٌ عَلَی نَفْسِی وَ عَلَیْکَ وَ إِنَّمَا یُرِیدُنِی لَیْسَ یُرِیدُکَ فَتَنَحَّ عَنِّی لَا تَهْلِکْ وَ تُعِینَ عَلَی نَفْسِکَ فَتَنَحَّی غَیْرَ بَعِیدٍ وَ تَبِعْتُ الشَّیْخَ وَ ذَاکَ أَنِّی ظَنَنْتُ أَنِّی لَا أَقْدِرُ عَلَی التَّخَلُّصِ مِنْهُ فَمَا زِلْتُ أَتْبَعُهُ حَتَّی وَرَدَ بِی عَلَی بَابِ أَبِی الْحَسَنِ مُوسَی (ع) ثُمَّ خَلَّانِی وَ مَضَی فَإِذَا خَادِمٌ بِالْبَابِ، فَقَالَ لِیَ ادْخُلْ رَحِمَکَ اللَّهُ!

ہشام بن سالم کا بیان ہے کہ امام صادقؑ کی وفات کے بعد میں اور ابو جعفر مومن طاق مدینہ منورہ میں تھے اور لوگوں کا گمان تھا کہ امام صادقؑ کے بعد ان کے بڑے بیٹے عبداللہ امام ہیں ، پس میں اور مومن طاق ان کی آزمائش کے لیے ان کے پاس گئے تو ان کے گرد کافی افراد جمع تھے اور انہوں نے امامت کے لیے اپنے والد کی اس حدیث کو بطور سند پیش کیا کہ میرے والد کا فرمان ہے :امر امامت بڑے بیٹے کا حق ہے جب تک اس میں کوئی عیب نہ ہو ، ہم نے امتحان کی غرض سے اس سے وہ سوال پوچھا جو اس سے قبل اس کے والد سے پوچھ چکے تھے۔

ہم نے پوچھا: زکات کی مقدار کیا ہے ؟

اس نے کہا: دوسو درہم میں سے پانچ درہم۔

ہم نے پوچھا: ایک سو درہم میں کتنی زکات واجب ہے ؟

اس نے کہا: اڑھائی درہم زکات دیں۔

یہ جواب سن کر ہم مایوس ہوگئے اور کہا: خدا کی قسم ! مرجئہ بھی یہ فتوی نہیں دیتے۔

اس نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور کہا خدا کی قسم ! مجھے معلوم نہیں کہ مرجئہ کیا کہتے ہیں ؟

ہم ناامید ہو کر اس کے گھر سے نکل آئے اور ہمیں یقین ہوگیا کہ یہ امام نہیں ہے کیونکہ اسے شرعی مسائل سے کامل آگاہی نہیں ہے پھر ہم دونوں ایک خالی دکان میں بیٹھ کر رونے لگے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے : آخر ہم اب کہاں جائیں کیا ہم مرجئہ کے پاس جائیں یا قدریہ یا زیدیہ یا معتزلہ یا خوارج کے پاس ؟آخر کس کے پاس جائیں ؟ ابھی ہم یہ باتیں کر رہے تھے کہ ایک نورانی شکل والا بوڑھا دور سے ہمیں آتا ہوا دکھائی دیا اور اس نے مجھے انگلی کے اشارے سے اپنی طرف بلایا۔

میں نے مومن طاق سے کہا: آپ مجھ سے دور ہو جائیں سامنے ایک بوڑھا مجھے انگلی کے اشارے سے بلا رہا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ کہیں منصور دوانقی کا جاسوس نہ ہو کیونکہ اس نے آ

ج کل مدینہ میں جاسوس پھیلا دیئے ہیں، میں اس کے پاس جاتا ہوں اگر خطرہ پیش آیا تو تم محفوظ ہو۔

مومن طاق یہ سن کر مجھ سے کچھ فاصلے پر چلے گئے اور میں اس بوڑھے کے پیچھے چل پڑا، چلتے چلتے بوڑھا مجھے ایک دروازے پر لے آیا، دروازہ پر ایک غلام کھڑا تھا جس نے مجھے دیکھتے ہی دروازہ کھول دیا اور کہا: خدا آپ پر رحم فرمائے، اندر چلے جائیں۔

قالَ[۱۱۳] فَدَخَلْتُ فَإِذَا أَبُو الْحَسَنِ (ع) فَقَالَ لِیَ ابْتِدَاءً: لَا إِلَی الْمُرْجِئَةِ وَ لَا إِلَی الْقَدَرِیَّةِ وَ لَا إِلَی الزَّیْدِیَّةِ وَ لَا إِلَی الْمُعْتَزِلَةِ وَ لَا إِلَی الْخَوَارِجِ إِلَیَّ إِلَیَّ إِلَیَّ، قَالَ فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاکَ مَضَی أَبُوکَ قَالَ نَعَمْ، قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ مَضَی فِی مَوْتٍ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ فَمَنْ لَنَا بَعْدَهُ فَقَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ یَهْدِکَ هُدَاکَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ یَزْعُمُ أَنَّهُ مِنْ بَعْدِ أَبِیهِ، فَقَالَ یُرِیدُ عَبْدُ اللَّهِ أَنْ لَا یُعْبَدَ اللَّهُ، قَالَ قُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاکَ فَمَنْ لَنَا مِنْ بَعْدِهِ فَقَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ یَهْدِیَکَ هُدَاکَ أَیْضاً قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ أَنْتَ هُوَ قَالَ مَا أَقُولُ ذَلِکَ قُلْتُ فِی نَفْسِی لَمْ أُصِبْ طَرِیقَ الْمَسْأَلَةِ، قَالَ، قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ عَلَیْکَ إِمَامٌ قَالَ لَا فَدَخَلَنِی شَیْءٌ لَا یَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ إِعْظَاماً لَهُ وَ هَیْبَةً أَکْثَرَ مَا کَانَ یَحُلُّ بِی مِنْ أَبِیهِ إِذَا دَخَلْتُ عَلَیْهِ، قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ أَسْأَلُکَ عَمَّا کَانَ یُسْأَلُ أَبُوکَ قَالَ سَلْ تُخْبَرْ وَ لَا تُذِعْ فَإِنْ أَذَعْتَ فَهُوَ الذَّبْحُ، قَالَ، فَسَأَلْتُهُ فَإِذَا هُوَ بَحْرٌ، قَالَ، قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ شِیعَتُکَ وَ شِیعَةُ أَبِیکَ ضُلَّالٌ فَأُلْقِی إِلَیْهِمْ وَ

[۱۱۳] ۔ رجال الکشی، ص: ۲۸۳۔

أَدْعُوهُمْ إِلَيْکَ فَقَدْ أَخَذْتَ عَلَيَّ بِالْكِتْمَانِ قَالَ مَنْ آنَسْتَ مِنْهُمْ رُشْداً فَأَلْقِ إِلَيْهِمْ وَ خُذْ عَلَيْهِمْ بِالْكِتْمَانِ فَإِنْ أَذَاعُوا فَهُوَ الذَّبْحُ وَ أَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى حَلْقِهِ، قَالَ، فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ فَلَقِيتُ أَبَا جَعْفَرٍ، فَقَالَ لِي مَا وَرَاکَ قَالَ، قُلْتُ الْهُدَى، قَالَ، فَحَدَّثْتُهُ بِالْقِصَّةِ، قَالَ، ثُمَّ لَقِيتُ الْمُفَضَّلَ بْنَ عُمَرَ وَ أَبَا بَصِيرٍ، قَالَ، فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَسَمِعُوا كَلَامَهُ وَ سَأَلُوهُ، قَالَ، ثُمَّ قَطَعُوا عَلَيْهِ (عَلَيْهِ السَّلَامُ)، ثُمَّ قَالَ، ثُمَّ لَقِيتُ النَّاسَ أَفْوَاجاً، قَالَ، فَكَانَ كُلُّ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِ قَطَعَ عَلَيْهِ إِلَّا طَائِفَةٌ مِثْلُ عَمَّارٍ وَ أَصْحَابِهِ، فَبَقِيَ عَبْدُ اللَّهِ لَا يَدْخُلُ عَلَيْهِ أَحَدٌ إِلَّا قَلِيلٌ مِنَ النَّاسِ، قَالَ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِکَ وَ سَأَلَ عَنْ حَالِ النَّاسِ، قَالَ، فَأُخْبِرَ أَنَّ هِشَامَ بْنَ سَالِمٍ صَدَّ عَنْهُ النَّاسَ، قَالَ، فَقَالَ هِشَامٌ فَأَقْعَدَ لِي بِالْمَدِينَةِ غَيْرَ وَاحِدٍ لِيَضْرِبُونِي.

جب میں اندر داخل ہوا تو میں نے دیکھا امام موسی کاظمؑ بیٹھے ہوئے تھے اور جب ان کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا ؛ تمہیں مرجئہ یا قدریہ یا زیدیہ یا معتزلہ یا خوارج کے پاس جانے کی ضرورت نہیں، تم میری طرف آو، تم میری طرف آو، تم میری طرف آو۔

میں نے عرض کی : میں آپ پر قربان جاوں ، کیا آپ کے والد اس جہاں سے رخصت ہو گئے ؟

آپ نے فرمایا: ہاں ،وہ فوت ہو چکے۔

پھر میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاوں ، کیا آپ کے والد اس جہاں سے رخصت ہو گئے ؟

آپ نے فرمایا: ہاں ،وہ فوت ہو چکے۔

میں نے عرض کی: ان کے بعد ہماراامام ورہنما کون ہے؟

فرمایا: اگر خدا کو منظور ہوا تو وہ تمہیں ہدایت کرے گا۔

میں نے عرض کی: مگر آپ کے بھائی عبداللہ کا یہ گمان ہے کہ وہ امام صادقؑ کا جانشین ہے۔

آپ نے فرمایا: عبداللہ چاہتا ہے کہ خدا کی عبادت نہ ہو۔

میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاوں، آپ کے والد کے بعد ہمارا ہادی کون ہے؟

فرمایا: اگر خدا کو منظور ہوا تو وہ تمہیں ہدایت کرے گا۔

تو میں نے کہا: آپ ہمارے امام ہیں؟

فرمایا: میں نے تجھ سے یہ نہیں کہا۔

تو میں نے سوچا: اس طرح مسئلہ حل نہ ہو گا، تو میں نے اپنے سوال کو تبدیل کر کے عرض کی؛ کیاآپ پر کوئی امام ہے؟

فرمایا: نہیں، مجھ پر کوئی امام نہیں ہے، اور جیسے ہی امام نے یہ الفاظ فرمائے میرے دل میں ان کا بے حد رعب پیدا ہوا جیسا کہ آپ کے والد کا رعب پیدا ہوتا تھا، میں نے عرض کی؛ مولا میں آپ سے چند ایسے مسائل پوچھنا چاہتا ہوں جو آپ کے والد سے پوچھے تھے؟

فرمایا: ضرور پوچھو، تمہیں ان کا جواب دیا جائے گا، لیکن انہیں فاش نہ کرنا کیونکہ ہمارے لیے اس وقت چاروں طرف سے خطرات ہیں اور اس کا کم ترین خطرہ قتل ہے، جب میں نے آپ سے مسائل پوچھے تو آپ کو بحر بیکراں پایا جس سے مجھے آپ کی امامت کا یقین ہو گیا۔

میں نے عرض کی: آپ اور آپ کے والد گرامی کے شیعہ حیران اور سر گردان ہیں اگر آپ اجازت ہو تو میں انہیں اغیار کی نظروں سے چھپا کر آپ کے پاس لے آوں؟

آپ نے فرمایا: جس میں تمہیں ہدایت کے آثار نظر آئیں اس سے پہلے وعدہ لینا کہ وہ ان ملاقاتوں کو مخفی رکھے اور جو یہ وعدہ پورا کرے اسے ہمارے پاس لے آو اور یاد رکھو اس وقت

حالات ایسے ہیں جو اس امر کو ظاہر کرے گا قتل کر دیا جائے گا اور اپنی گردن کی طرف اشارہ فرمایا۔

پھر میں وہاں سے باہر آیا اور ابو جعفر مومن طاق سے ملاقات کی۔

مومن طاق نے مجھ سے پوچھا: کیا دیکھ آئے ہو؟

میں نے کہا: میں ہدایت لے کر آیا ہوں، پھر میں نے اسے اپنی اور امام کی جملہ گفتگو سے مطلع کیا اور اسے امام کی خدمت میں لے آیا وہ بھی آپ کی امامت تر ایمان لے آیا، پھر میں مفضل بن عمر اور ابو بصیر کو بھی امام کے پاس لایا اور وہ بھی مطمئن ہو کر واپس ہوئے اور آخر کار شیعوں کی اکثریت امام موسی کاظمؑ کی امامت پر ایمان لے آئی اور عبداللہ بن جعفر کے پاس گنتی کے چند افراد باقی رہ گئے، میں عبداللہ کو معلوم ہوا کہ ہشام بن سالم لوگوں کو امام موسی کاظمؑ کی خدمت میں لے جاتا ہے تو اس نے اپنے آدمیوں کے ذریعہ اذیت پہنچائی۔

۵۰۳ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الْبَرْقِیُّ، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَی بْنِ عِیسَی مِنْ أَهْلِ هَمْدَانَ، قَالَ حَدَّثَنِی إِشْکِیبُ بْنُ عَبْدَکٍ الْکِسَائِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی عَبْدُ الْمَلِکِ بْنُ هِشَامٍ الْحَنَّاطِ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِی الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) أَسْأَلُکَ جَعَلَنِیَ اللَّهُ فِدَاکَ قَالَ سَلْ یَا جَبَلِیُّ عَمَّا ذَا تَسْأَلُنِی فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ زَعَمَ هِشَامُ بْنُ سَالِمٍ أَنَّ لِلَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ صُورَةً، وَ أَنَّ آدَمَ خُلِقَ عَلَی مِثَالِ الرَّبِّ وَ یَصِفُ هَذَا وَ یَصِفُ هَذَا وَ أَوْمَیْتُ إِلَی جَانِبِی وَ شَعْرِ رَأْسِی، وَ زَعَمَ یُونُسُ مَوْلَی آلِ یَقْطِینٍ وَ هِشَامُ بْنُ الْحَکَمِ: أَنَّ اللَّهَ شَیْءٌ لَا کَالْأَشْیَاءِ وَ أَنَّ الْأَشْیَاءَ بَائِنَةٌ مِنْهُ وَ هُوَ بَائِنٌ مِنَ الْأَشْیَاءِ، وَ زَعَمَا أَنَّ إِثْبَاتَ الشَّیْءِ أَنْ

يُقَالَ جِسْمٌ فَهُوَ جِسْمٌ لَا كَالْأَجْسَامِ شَىءٌ لَا كَالْأَشْيَاءِ ثَابِتٌ مَوْجُودٌ غَيْرُ مَفْقُودٍ وَ لَا مَعْدُومٍ خَارِجٌ مِنَ الْحَدَّيْنِ حَدِّ الْإِبْطَالِ وَ حَدِّ التَّشْبِيهِ، فَبِأَىِّ الْقَوْلَيْنِ أَقُولُ قَالَ، فَقَالَ (ع)[۱۱۴]:أَرَادَ هَذَا الْإِثْبَاتَ وَ هَذَا شَبَّهَ رَبَّهُ تَعَالَى بِمَخْلُوقٍ، تَعَالَى اللَّهُ الَّذِى لَيْسَ لَهُ شَبِيهٌ وَ لَا عَدْلٌ وَ لَا مِثْلٌ وَ لَا نَظِيرٌ وَ لَا هُوَ فِى صِفَةِ الْمَخْلُوقِينَ، لَا تَقُلْ بِمِثْلِ مَا قَالَ هِشَامُ بْنُ سَالِمٍ وَ قُلْ بِمَا قَالَ مَوْلَى آلِ يَقْطِينٍ وَ صَاحِبُهُ، قَالَ، قُلْتُ فَنُعْطِى الزَّكَاةَ مَنْ خَالَفَ هِشَاماً فِى التَّوْحِيدِ فَقَالَ بِرَأْسِهِ لَا.

عبدالملک بن ہشام حنّاط نے بیان کیا کہ میں نے امام رضاؑ سے عرض کی کہ خدا مجھے آپ پر قربان کرے، میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں۔

فرمایا: اے ہمارے جبلی دوستدار! پوچھو جو پوچھنا چاہتے ہو۔

میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاوں، ہشام بن سالم گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالی کی ایک صورت ہے اور حضرت آدم کو اللہ تعالی کا اپنا ہم شکل پیدا کیا گیا، اور میں نے اپنے پہلو اور سر کے بالوں کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ وہ اس طرح اللہ تعالی کی اس طرح صفت بیان کرتا ہے جبکہ یونس مولی آل یقطین اور ہشام بن حکم کہتے ہیں کہ اللہ تعالی ایک ایسا موجود ہے جو دوسری اشاء کی مانند نہیں ہے اور اشیاء اس سے جدا ہیں اور خدا ان سے جدا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اگر کسی چیز کے اثبات کے لیے کہا جائے کہ وہ جسم (موجود) ہے تو وہ ایسا جسم و موجود ہے جو دیگر اجسام کی مانند نہیں اور ایسی شی ہے جو دیگر اشیاء کی مانند نہیں ہے وہ ثابت اور

[۱۱۴]۔ رجال الکشی، ص: ۲۸۵، ایسی حدیث کافی ج۱ص۱۰۰ میں بھی موجود ہے لیکن اس کی حقیقت اس کے مخالف ہے۔

موجود ہے ،وہ مفقود و معدوم نہیں ہے ،وہ دونوں حدّوں (حد ابطال و حد تشبیہ) سے خارج ہے ،توآپ فرمائیں : میں ان دو اقوال میں سے کس قول پر اعتقاد رکھوں ؟

فرمایا: اس نے اثبات خدا کا ارادہ کیا مگر اپنے رب کو اس کی مخلوقات سے تشبیہ دینے لگا خدا اس سے کہیں بلند و برتر ہے اس کا کوئی شبیہ ،برابری کرنے والا، مثل و نظیر نہیں اور نہ ہی وہ مخلوقات کی صفت میں ہے ، تو ہشام بن سالم کا نظریہ ہر گز نہ اپنانا ،بلکہ یونس اور اس کے ساتھی کے قول کا اعتقاد رکھنا۔

میں نے عرض کی؛ کیا ہم اس شخص کو زکات دیں جو توحید میں ہشام کا مخالف ہو؟

سر سے اشارہ فرمایا: ہر گز نہیں۔

۵۰۴ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِیسَی، رَفَعَ الْحَدِیثَ قَالَ: کَانَ أَصْحَابُنَا یَرْوُونَ وَ یَتَحَدَّثُونَ أَنَّهُ کَانَ یَکْسِرُ خَمْسِینَ أَلْفَ دِرْهَمٍ. حماد بن عیسی نے مرفوعہ روایت بیان کی کہ ہمارے اصحاب روایت کرتے ہیں کہ ہشام بن سالم ۵۰ہزار درہم کو کم شمار کرتے تھے۔

سید بن محمد حمیری[۱۱۵]

۵۰۵۔حَدَّثَنِی نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ إِسْمَاعِیلَ، قَالَ أَخْبَرَنِی فُضَیْلٌ الرَّسَّانُ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) بَعْدَ مَا قُتِلَ زَیْدُ بْنُ عَلِیٍّ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَیْهِ، فَأُدْخِلْتُ بَیْتاً جَوْفَ بَیْتٍ فَقَالَ لِی یَا فُضَیْلُ قُتِلَ عَمِّی زَیْدٌ قُلْتُ نَعَمْ جُعِلْتُ فِدَاکَ، قَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ أَمَا إِنَّهُ کَانَ مُؤْمِناً وَ کَانَ عَارِفاً وَ کَانَ عَالِماً وَ کَانَ صَدُوقاً، أَمَا إِنَّهُ لَوْ ظَفِرَ

---

[۱۱۵]۔رجال الطوسی ۱۴۸. تنقیح المقال ۱: ۱۴۲. رجال ابن داود ۵۱. معجم الثقات ۱۹. معجم رجال الحدیث ۳: ۱۷۷-۱۸۱. معالم العلماء ۱۴۶. جامع الرواۃ ۱: ۱۰۲. رجال الحلی ۱۰. نقد الرجال ۴۷. ہدیۃ الأحباب (فارسی) ۱۵۴. مجمع الرجال ۱: ۲۲۳. تتمۃ المنتھی (فارسی) ۲۳۵. تأسیس الشیعۃ ۱۹۱. الموسوعۃ الاسلامیہ ۵: ۲۵۱. .اِعیان الشیعۃ ۳: ۴۰۵. الأغانی ۷: ۲. ریحانۃ الأدب (فارسی) ۳: ۱۱۷. فرق الشیعۃ ۲۹. منہج المقال ۶۰. منتھی المقال ۵۸. سفینہ بحار ۱: ۳۳۶. مجالس المؤمنین (فارسی) ۲۲۰. الکنی والألقاب ۲: ۳۰۱. روضات الجنات ۱: ۱۰۳. الذریعۃ ۹: ۱: ۲۶۷. رجال الکشی ۲۸۵. توضیح الاشتباہ ۶۱. الغدیر ۲: ۲۱۳. بہجۃ الامال ۲: ۳۱۰. کشف الغمۃ ۲: ۳۹۰ و ۳۹۱. المناقب ۴: ۲۴۵. الفصول المختارۃ ۹۳. المقالات والفرق ۳۶ و ۱۷۷. فہرست الطوسی ۸۲. البحار ۴۷: ۳۱۱. اِمالی الطوسی ۳۱. العندبیل ۴۷. التحریر الطاووسی ۳۸. بشارۃ المصطفیٰ ۹۲. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۱۴۱. اتقان المقال ۲۷. الوجیزۃ للمجلسی ۲۸. لسان المیزان ۱: ۴۳۶. ہدیۃ العارفین ۱: ۲۰۶. الفرق بین الفرق ۴۳. فوات الوفیات ۱: ۱۹. تاریخ آداب اللغۃ ۱: ۳۶۶. النجوم الزاہرۃ ۲: ۶۸. تاریخ ابن الوردی ۱: ۲۰۵. الموسوعۃ العربیۃ المیسرۃ ۱۰۴۷. تاریخ اِبی الفداء ۲: ۱۵. الملل والنحل ۱: ۱۵۰. البدایۃ والنہایۃ ۱۰: ۱۷۳. الاعلام ۱: ۳۲۲. دائرۃ المعارف الاسلامیۃ ۱۲: ۴۳۳. وفیات الأعیان ۶: ۳۴۳ فی ترجمۃ یزید بن مفرغ. معجم المؤلفین ۲: ۲۹۴. الاکمال ۴: ۴۱۸.

لَوفَی، أَمَا إِنَّهُ لَوْ مَلَکَ لَعَرفَ کَیْفَ یَضَعُهَا، قُلْتُ یَا سَیِّدِی أَ لَا أُنْشدُکَ شعْراً! قَالَ أَمْهِلْ، ثُمَّ أَمَرَ بِسُتُورٍ فَسُدِلَتْ وَ بِأَبْوَابٍ فَفُتِحَتْ، ثُمَّ قَالَ أَنْشِدْ! فَأَنْشَدْتُهُ:

۱.لِأُمِّ عَمْرٍو بِاللَّوَی مَرْبَعٌ طَامِسَةٌ أَعْلَامُهُ بَلْقَعٌ

۲.لَمَّا وَقَفْتُ الْعِیسَ فِی رَسْمِهِ وَ الْعَیْنُ مِنْ عِرْفَانِهِ تَدْمَعُ

۳. ذَکَرْتُ مَنْ قَدْ کُنْتُ أَهْوَی بِهِ فَبِتُّ وَ الْقَلْبُ شَجٍ مُوجَعٌ

۴. عَجِبْتُ مِنْ قَوْمٍ أَتَوْا أَحْمَدَا بِخَطَّهِ لَیْسَ لَهَا مَدْفَعٌ

۵. قَالُوا لَهُ لَوْ شِئْتَ أَخْبَرْتَنَا لِی مَنِ الْغَایَةُ وَ الْمَفْزَعُ

۶. إِذَا تَوَلَّیْتَ وَ فَارَقْتَنَا وَمِنْهُمْ فِی الْمُلْکِ مَنْ یَطْمَعُ

۷. فَقَالَ لَوْ أَخْبَرْتُکُمْ مَفْزَعاً مَا ذَا عَسَیْتُمْ فِیهِ أَنْ تَصْنَعُوا

۸. صَنِیعُ أَهْلِ الْعِجْلِ إِذْ فَارَقُوا هَارُونَ فَالتَّرْکُ لَهُ أَوْدَعُ

۹. فَالنَّاسُ یَوْمَ الْبَعْثِ رَایَاتُهُمْ خَمْسٌ فَمِنْهَا هَالِکٌ أَرْبَعٌ

۱۰. قَائِدُهَا الْعِجْلُ وَ فِرْعَوْنُهَا وَ سَامِرِیُّ الْأُمَّةِ الْمُفْظَعُ

۱۱. وَ مُخْدَعٌ مِنْ دِینِهِ مَارِقٌ أَخْدَعُ عَبْدٌ لُکَعٌ أَوْکَعُ

۱۲. وَ رَایَةٌ قَائِدُهَا وَجْهُهُ کَأَنَّهُ الشَّمْسُ إِذَا تَطْلُعُ

قَالَ فَسَمِعْتُ نَحِیباً مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ، فَقَالَ مَنْ قَالَ هَذَا الشِّعْرَ قُلْتُ السَّیِّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحِمْیَرِیُّ، فَقَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ، قُلْتُ إِنِّی رَأَیْتُهُ یَشْرَبُ النَّبِیذَ! فَقَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ، قُلْتُ إِنِّی رَأَیْتُهُ یَشْرَبُ نَبِیذَ الرُّسْتَاقِ، قَالَ تَعْنِی الْخَمْرَ قُلْتُ نَعَمْ، قَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ وَ مَا ذَلِکَ [عَزِیزٌ عَلَی اللَّهِ أَنْ یَغْفِرَ لِمُحِبِّ عَلِیٍّ.

فضیل بن رسان کا بیان ہے ک میں نے زید بن علی کی شہادت کے بعد امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو مجھے گھروں کے درمیا میں لایا گیا، آپ نے فرمایا؛اے فضیل میرا چچا زید قتل ہو گیا میں نے عرض کی میں آپ پر قربان جاوں ہاں، فرمایا خدا ان پر رحم کرے جان لو میرا چچا مومن اور حق کی معرفت رکھنے والا تھا اور عالم اور سچا شخص تھا اگر انہیں موقع مل جاتا تو ضرور عہد و پیان کو پورا کرتا اور اگر انہیں حکومت مل جاتی تو ضرور اسے حقدار تک پہنچا دیتا، میں نے عرض کی میرے مولا کیا میں شعر سناوں فرمایا ٹھہرو، اور پردے لٹکانے کا حکم فرمایا اور دروازے کھول دیئے گئے پھر فرمایا اب شعر پڑھو، تو میں نے پڑھا؛

۱۔ام عمرو کی قیام گاہ لوی میں ویرانی ہے اس جگہ کی نشانیاں بھی ملیامیٹ ہو چکی ہیں۔

۲۔جب مجھے بھیانک رات میں وہاں ٹھہرنے کا اتفاق ہوا تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

۳۔اور اس کی دلیری اور مہربانی کے وہ انداز یاد آ گئے کہ پوری رات روتے ہوئے گزر گئی۔

۴۔مجھے حیرت ہے اس گروہ پر جو بے مقام سر زمین پر احمد مجتبیٰ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

۵۔اور رسول اکرم ﷺ سے کہنے لگے اگر مناسب سمجھیں تو ہمیں بتا دیں ہم کس کو انتہائے آرزو اور فریاد رس سمجھیں۔

۶۔جب آپ وفات پا جائیں اور ہم سے جدا ہو جائیں، ان کے درمیان ایسے افراد بھی تھے جنہیں اقتدار کی طمع تھی

۷۔آپ نے فرمایا اگر میں اس فریاد رس کی نشاندہی کر دوں تو بھی ممکن ہے کہ تم وہی کرو۔

۸۔جو گوسالہ والوں نے کیا انہوں نے ہارون کو چھوڑ دیا تو اس کا نہ بتانا ہی مناسب ہے۔

۹۔اور قیامت کے دن لوگ پانچ جھنڈوں تلے ہوں گے؛ جن میں سے چار ہلاک ہوں گے۔

۱۰۔ان کا قائد گوسالہ اور فرعون ان کا سامری امت ہو گا جو شدید ہے۔

۱۱۔اور دین سے تیر کی طرح نکلنے والا لئیم اور تیرہ و تار چہرے والے غلام ہونگے۔

۱۲۔اور ایک جھنڈا وہ ہوگا کہ اس کے قائد کا چہرہ ابھرتے سورج کی طرح ہوگا۔
راوی کہتا ہے میں نے پس پردہ اہل حرم کے رونے اور آہ بکاء کرنے کی آواز سنی اور امام نے فرمایا یہ شعر کس کے ہیں ؟ میں نے عرض کی ؛سید بن محمد حمیری نے ،فرمایا ؛خدا اس پر رحم کرے میں نے عرض کی ؛اسے استاق کی نبیذ پیتے ہوئے دیکھا ہے ؟آپ نے فرمایا تیری مراد شراب ہے ،میں نے عرض کی ان مولا ،فرمایا ؛خدا اس پر رحم فرمائے یہ خدا پر گراں نہیں کہ اس کے توبہ کرنے سے ایک محبّ علی کو بخش دے۔

۵۰۶-حَدَّثَنی أَبُو سَعید مُحَمَّدُ بْنُ رُشَيْد الْهَرَوِیُّ، قَالَ حَدَّثَنی السَّيِّدُ وَ سَمَّاهُ، وَ ذَكَرَ أَنَّهُ خَيْرٌ، قَالَ سَأَلْتُهُ عَنِ الْخَبَرِ الَّذی يَرْوِی أَنَّ السَّيِّدَ اسْوَدَّ وَجْهُهُ عِنْدَ مَوْتِه فَقَالَ ذَلِکَ الشِّعْرَ الَّذی يَرْوِی لَهُ فی ذَلِکَ: مَا حَدَّثَنی أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ أَبی أَيُّوبَ الْمَرْوَزِیُّ قَالَ: رُوِیَ أَنَّ السَّيِّدَ بْنَ مُحَمَّدٍ الشَّاعِرَ اسْوَدَّ وَجْهُهُ عِنْدَ الْمَوْت، فَقَالَ هَكَذَا يُفْعَلُ بِأَوْلِيَائِكُمْ يَا أَميرَ الْمُؤْمِنينَ! قَالَ فَابْيَضَّ وَجْهُهُ كَأَنَّهُ الْقَمَرُ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، فَأَنْشَأَ يَقُولُ:

أَحَبَّ الَّذی مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِ وُدِّه ... تَلَقَّاهُ بِالْبُشْرَی لَدَی الْمَوْتِ يَضْحَکُ

وَ مَنْ مَاتَ يَهْوَی غَيْرَهُ مِنْ عَدُوِّه ... فَلَيْسَ لَهُ إِلَّا إِلَی النَّارِ مَسْلَکٌ

أَبَا حَسَنٍ تُفْدِيکَ نَفْسِی وَ أُسْرَتِی ... وَ مَالِی وَ مَا أَصْبَحْتُ فِی الْأَرْضِ أَمْلَکُ

أَبَا حَسَنٍ إِنِّی بِفَضْلِکَ عَارِفٌ ... وَ إِنِّی بِحَبْلٍ مِنْ هَوَاکَ لَمُمْسِکٌ

وَ أَنْتَ وَصِیُّ الْمُصْطَفَی وَ ابْنُ عَمِّه ... فَإِنَّا نُعَادِی مُبْغِضِيکَ وَ نَتْرُکُ

مَوَالِيکَ نَاجٍ مُؤْمِنٌ بَيِّنُ الْهُدَی ... وَ قَالِيکَ مَعْرُوفُ الضَّلَالَةِ مُشْرِکٌ

وَ لَاحَ لَحَانِی فِی عَلِیٍّ وَ حِزْبِهِ فَقُلْتُ لَحَاکَ اللّٰهُ إِنَّکَ أَعْفَکُ .

ابو سعید محمد بن رشید ہروی کا بیان ہے کہ مجھے سید نے حدیث بیان کی اور راوی نے سید کا نام بھی لیا اور کہا؛ وہ بہترین انسان تھے، میں نے ان سے پوچھا کہ وہ روایت جو نقل کی جاتی ہے کہ موت کے وقت سید کا چہرہ سیاہ ہوگیا اس کے متعلق بتایئے؟ اس نے کہا؛ ان کے شعر اسی واقعہ کے متعلق ہیں جو مجھے ابو الحسین بن ابی ایوب مروزی نے بیان کیے، اس نے کہا منقول ہے کہ سید بن محمد شاعر کا موت کے وقت چہرہ سیاہ ہوگیا تو سید نے کہا؛ اے امیر المومنین آپ کے دوستداروں کے ساتھ اسی طرح سلوک کیا جاتا ہے ؟ تو اسی وقت ان کا چہرہ چودھویں کے چاند کی مانند روشن اور سفید ہوگیا تو انہوں نے یہ شعر کہے:

۱۔ میں اسے دوست رکھتا ہوں جو وقت مرگ بشارت دے کر اپنے دوست کو ہنسا دیتا ہے، ۲۔ جب ان کا دشمن مرتا ہے تو جہنم کی راہ دکھا دیتا ہے، ۳۔ اے ابو الحسنؑ! میرے جان و مال و عیال تم پر قربان، ۴۔ اے ابو الحسن! میں آپ کی فضیلت کی معرفت رکھتا ہوں اور میں آپ کی محبت کی رسی سے متمسک ہوں، ۵۔ تم وصی مصطفیؐ، اور ان کے چچیرے بھائی ہو، میں تمہارے دشمن سے دشمنی رکھتا ہوں اور اسے چھوڑتا ہوں، ۶۔ تمہارا دوست کامران، مومن اور ہدایت کی واضح راہوں پہ ہے اور تمہارا دشمن واضح گمراہی میں بھٹک رہا ہے اور مشرک ہے، ۷۔ مجھے ملامت کرنے والے نے علی اور آپ کے شیعہ ہونے کی وجہ سے ملامت کی تو میں نے کہا؛ سخت نادان ہو خدا تیرا دشمن ہے۔

۵۰۷ وَ حَدَّثَنِی نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِی نَجْرَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُکَیْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَی السَّیِّدِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ هُوَ لِمَا بِهِ قَدِ اسْوَدَّ وَجْهُهُ وَ ازْرَقَّتْ عَیْنَاهُ وَ عَطِشَ کَبِدُهُ، وَ هُوَ یَوْمَئِذٍ یَقُولُ بِمُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِیَّةِ وَ هُوَ مِنْ حَشَمِهِ، وَ کَانَ

مِمَّنْ يَشْرَبُ الْمُسْكِرَ، فَجِئْتُ وَ كَانَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَدِمَ الْكُوفَةَ، لِأَنَّهُ كَانَ انْصَرَفَ مِنْ عِنْدِ أَبِي جَعْفَرٍ الْمَنْصُورِ، فَدَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَقُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنِّي فَارَقْتُ السَّيِّدَ بْنَ مُحَمَّدٍ الْحِمْيَرِيَّ لِمَا بِهِ قَدِ اسْوَدَّ وَجْهُهُ وَ ازْرَقَّتْ عَيْنَاهُ وَ عَطِشَ كَبِدُهُ وَ سُلِبَ الْكَلَامَ وَ أَنَّهُ كَانَ يَشْرَبُ الْمُسْكِرَ! فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَسْرِجُوا حِمَارِي، فَأُسْرِجَ لَهُ وَ رَكِبَ وَ مَضَى، وَ مَضَيْتُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى السَّيِّدِ، وَ أَنَّ جَمَاعَةً مُحْدِقُونَ بِهِ، فَقَعَدَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) عِنْدَ رَأْسِهِ، وَ قَالَ يَا سَيِّدُ! فَفَتَحَ عَيْنَيْهِ يَنْظُرُ إِلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ لَا يُمْكِنُهُ الْكَلَامُ وَ قَدِ اسْوَدَّ وَجْهُهُ، فَجَعَلَ يَبْكِي وَ عَيْنُهُ إِلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ لَا يُمْكِنُهُ الْكَلَامُ، وَ إِنَّا لَنَتَبَيَّنُ فِيهِ أَنَّهُ يُرِيدُ الْكَلَامَ وَ لَا يُمْكِنُهُ، فَرَأَيْنَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) حَرَّكَ شَفَتَيْهِ، فَنَطَقَ السَّيِّدُ فَقَالَ جَعَلَنِيَ اللَّهُ فِدَاكَ أَ بِأَوْلِيَائِكَ يُفْعَلُ هَذَا! فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَا سَيِّدُ قُلْ بِالْحَقِّ يَكْشِفُ اللَّهُ مَا بِكَ وَ يَرْحَمُكَ وَ يُدْخِلُكَ جَنَّتَهُ الَّتِي وَعَدَ أَوْلِيَاءَهُ، فَقَالَ فِي ذَلِكَ:ـ تَجَعْفَرْتُ بِسْمِ اللَّهِ وَ اللَّهُ أَكْبَرُ.

فَلَمْ يَبْرَحْ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) حَتَّى قَعَدَ السَّيِّدُ عَلَى اسْتِهِ.

محمد بن نعمان کا بیان ہے کہ میں سید اسماعیل بن محمد حمیری کے پاس اس وقت پہنچا جب ان کا چہرہ سیاہ ہو چکا تھا اور ان کی آنکھوں کی سفیدی ظاہر ہو چکی تھی اور ان کو سخت پیاس کا سامنا تھا اور اس وقت وہ محمد بن حنفیہؓ کی امامت کے قائل تھے اور وہ ان کے لیے غصہ کھاتے تھے اور نشہ آور چیزوں کا استعمال کرتے تھے ،اس وقت امام صادقؑ کوفہ تشریف لائے تھے کیونکہ آپ اس وقت ابو جعفر منصو دوانیقی کے پاس سے لوٹے تھے ،میں امام کے پاس حاضر ہوا اور عرض

کی ، مولا، میں آپ پر قربان جاوں میں نے سید اسماعیل بن محمد حمیری کو اس حالت میں چھوڑا کہ اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا ہے اور اس کی آنکھوں کی سفیدی ظاہر ہو چکی ہے اور انہیں سخت پیاس کا سامنا ہے اور وہ بول بھی نہیں سکتا، اور وہ نشہ آور چیزیں بھی استعمال کیا کرتا تھا۔

امام صادقؑ نے فرمایا: میری سواری تیار کرو، آپ سید کے طرف چل دیئے میں بھی آپ کے ساتھ تھا یہاں تک کہ ہم سید کے پاس پہنچے ایک گروہ سید کے ہاں موجود تھا امام سید ھے سید کے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا؛ اے سید! تو اس نے اپنی دونوں آنکھیں کھول دیں، اور وہ امام کی زیارت کرنے لگا مگر بات نہیں کر سکتا تھا، ہم نے جان لیا کہ وہ بولنا چاہتا ہے مگر طاقت نہیں ہے، ت ہم نے دیکھا کہ امام نے پنے لب مبارک کو حرکت دی تو سید بولنے لگا اور عرضکی؛ میں آپ پر قربان جاوں، کیا آپ کے دوستداروں کے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا ہے؟

امام نے فرمایا؛ اے سید! تو حق کا اقرار کرلے تو خدا تیری مصیبتیں ختم کردے گا اور تجھ پر رحم کرے گا اور تجھے جنت میں داخل کرے گا جس کا اس نے اپنے اولیاء سے وعدہ کرر کھا ہے۔

تو سید نے کہا؛ میں اللہ تعالی کے عظیم و مبارک نام سے حضرت امام صادقؑ کا عقیدہ اپناتا ہوں، ابھی امام صادقؑ وہیں تشریف فرماتے کہ سید خود بخود اٹھ بیٹھے۔

وَ رُوِیَ أَنَّ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) لَقِیَ السَّیِّدَ بْنَ مُحَمَّدٍ الْحِمْیَرِیَّ، فَقَالَ سَمَّتْکَ أُمُّکَ سَیِّداً وَ وُفِّقْتَ فِی ذَلِکَ وَ أَنْتَ سَیِّدُ الشُّعَرَاءِ، ثُمَّ أَنْشَدَ السَّیِّدُ فِی ذَلِکَ:

وَ لَقَدْ عَجِبْتُ لِقَائِلٍ لِی مَرَّةً ... عَلَامَةٌ فَهْمٌ مِنَ الْفُقَهَاءِ

سَمَّاکَ قَوْمُکَ سَیِّداً صَدَقُوا بِهِ ... أَنْتَ الْمُوَفَّقُ سَیِّدُ الشُّعَرَاءِ

مَا أَنْتَ حِینَ تَخُصُّ آلَ مُحَمَّدٍ ... بِالْمَدْحِ مِنْکَ وَ شَاعِرٌ بِسَوَاءٍ

مَدَحَ الْمُلُوکُ ذَوِی الْغِنَا لِعَطَائِهِمْ ... وَ الْمَدْحُ مِنْکَ لَهُمْ لِغَیْرِ عَطَاءٍ

فَأَبْشِرْ فَإِنَّکَ فَائِزٌ فِی حُبِّهِمْ　　لَوْ قَدْ وَرَدْتَ عَلَیْهِمْ بِجَزَاءٍ

مَا تَعْدِلُ الدُّنْیَا جَمِیعاً کُلُّهَا　　مِنْ حَوْضِ أَحْمَدَ شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ

اور ایک روایت ہے کہ امام نے سید اسماعیل بن محمد حمیری سے ملاقات کی تو فرمایا؛ تیری ماں نے تیرا نام سید رکھا اور وہ اس میں توفیق خدا سے نوازی گئی تو شعراء کا سید و سردار ہے تو سید نے یہ اشعار کہے ؛

ا۔ مجھے فخر ہے کہ اس امام نے مجھ سے ایک بار فرمایا جو تمام فقہاء سے بڑے عالم ہیں ، ۲۔ تیرا خاندانی نام سید صحیح ہے ، تو کامران ہے اور سید الشعراء ہے ، ۳۔ اگر تو خاندان اہل بیت کی مدح کرے تو دنیاوی شعراء میں کوئی تیرا مقابلہ نہیں کر سکتا ، ۴۔ کیونکہ وہ دولت مندوں کی ستائش کرتے ہیں اور وہ ان سے عطیات کی امید رکھتے ہیں لیکن تیری مدح اہل بیت مخلصانہ ہے ، ۵۔ پس تجھے مبارک ہو کہ تو ان کی محبت سے فائز ہے جب تو یوم قیامت ان کے پاس آئے گا ، ۶۔ پوری دنیا اس جزاء کا مقابلہ نہیں کر سکتی جو تو حوض کوثر پر رسول خدا سے اس کا صلہ پائے گا۔

جعفر بن عفّان طائی[116]

۵۰۸-حَدَّثَنِی نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی، عَنْ یَحْیَی بْنِ عِمْرَانَ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، عَنْ زَیْدِ الشَّحَّامِ، قَالَ کُنَّا عِنْدَ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ نَحْنُ جَمَاعَةٌ مِنَ الْکُوفِیِّینَ، فَدَخَلَ جَعْفَرُ بْنُ عَفَّانَ عَلَی أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَقَرَّبَهُ وَ أَدْنَاهُ، ثُمَّ قَالَ یَا جَعْفَرُ! قَالَ لَبَّیْکَ جَعَلَنِیَ اللَّهُ فِدَاکَ، قَالَ: بَلَغَنِی أَنَّکَ تَقُولُ الشِّعْرَ فِی الْحُسَیْنِ (ع) وَ تُجِیدُ! فَقَالَ لَهُ نَعَمْ جَعَلَنِیَ اللَّهُ فِدَاکَ، فَقَالَ قُلْ فَأَنْشَدَهُ (ع) وَ مَنْ حَوْلَهُ حَتَّی صَارَتْ لَهُ الدُّمُوعُ عَلَی وَجْهِهِ وَ لِحْیَتِهِ، ثُمَّ قَالَ یَا جَعْفَرُ وَ اللَّهِ لَقَدْ شَهِدَکَ مَلَائِکَةُ اللَّهِ الْمُقَرَّبُونَ هَاهُنَا یَسْمَعُونَ قَوْلَکَ فِی الْحُسَیْنِ (ع) وَ لَقَدْ بَکَوْا کَمَا بَکَیْنَا أَوْ أَکْثَرَ، وَ لَقَدْ أَوْجَبَ اللَّهُ تَعَالَی لَکَ یَا جَعْفَرُ فِی سَاعَتِهِ الْجَنَّةَ بِأَسْرِهَا وَ غَفَرَ اللَّهُ لَکَ،

---

[116] ۔فہرست ابن ندیم،ص۱۸۸، رجال کشی، ص۲۸۹ح ۵۰۸، امالی شیخ طوسی، ص۲۰۱، بشارۃ المصطفیٰ، ص۵۳، اغانی اصفہانی ، ج۷ص۸، ج۹ص۴۸، رجال علامہ حلی، ص۲۳،التحریر الطاووسی، ص۱۰۶ نمبر۲۷،ط مکتبہ مرعشی، رجال ابن داوود، ص۸۶، نمبر۳۱۰، حاوی الاقوال، ج۳ص۳۴۶، نمبر۱۹۷، اتقان المقال ج۳ص۲۰۷نمبر۱۰۶۲، منتہی المقال ،ج۲ص۲۵۴نمبر۵۶۱، مجمع الرجال،ج۲ص۳۱، رجال مجلسی،ص۱۷۶،نمبر۳۶۳، تنقیح المقال ج۱۵ ص۲۱۰ط محققہ، معجم رجال الحدیث،ج۵ص۴۹، نمبر۲۲۰۰،اعیان الشیعہ ج۴ص۱۲۸۔

فَقَالَ يَا جَعْفَرُ أَ لَا أَزِيدُکَ! قَالَ نَعَمْ يَا سَيِّدِی، قَالَ: مَا مِنْ أَحَدٍ قَالَ فِی الْحُسَيْنِ (ع) شِعْراً فَبَکَی وَ أَبْکَی بِهِ إِلَّا أَوْجَبَ اللَّهُ لَهُ الْجَنَّةَ وَ غَفَرَ لَهُ.

زید شحام کا بیان ہے کہ ہم امام صادقؑ کے پاس موجود تھے اور کوفیوں کی ایک جماعت بھی حاضر تھی کہ جعفر بن عفّان طائی داخل ہوا تو امام نے اسے اپنے قریب جگہ دی پھر امام نے جعفر بن عفّان سے فرمایا؛ میں نے سنا کہ تو امام حسین کے متعلق بہتری اشعار کہتا ہے ؟اس نے عرض کی ؛ہاں مولا، میں آپ پر قربان جاوں ،آپ نے فرمایا؛ہمیں بھی اپنے اشعار سناو، جب اس نے اپنے اشعار سنائے تو امام اور آپ کی محفل میں موجود افراد نے اتنا گریہ کیا کہ امام کا چہرہ اور ریش مبارک آنسووں سے تر ہوگئے پھر آپ نے فرمایا؛اے جعفر،خدا کی قسم !اللہ کے مقرب فرشتے بھی یہاں حاضر ہوئے اور انہوں نے امام حسین کے متعلق تیرے اشعار کو سنا اور وہ بھی ہماری طرح امام حسین کی مصیبت پہ روئے بلکہ ہم سے بھی زیادہ روئے اور اللہ نے تیرے لیے اس وقت حنت واجب کردی اور اے جعفر! خدا نے تجھے بخش دیا اور فرمایا اے جعفر، مزید سن لے جو کوئی بھی امام حسین کے متعلق شعر کہے اور روئے اور ان کے ذریعے مومنین کو رلائے تو اللہ اس کے لیے جنت واجب کردیتا ہے اور اسے بخش دیتا ہے۔

محمد بن مقلاص بن خطاب[۱۱۷]

مَا رُوِیَ فِی مُحَمَّدِ بْنِ أَبِی زَیْنَبَ، اسْمُهُ مِقْلَاصُ ابْنُ الْخَطَّابِ الْبَرَّادُ الْأَجْدَعُ الْأَسَدِیُّ وَ یُکَنَّی أَبَاإِسْمَاعِیلَ وَ یُکَنَّی أَیْضاً أَبَا الْخَطَّابِ-

محمد بن ابی زینب مقلاص بن خطاب جو بردو چادروں کا کاروبار کرتا تھااور اس کا ناک کٹا ہوا تھا (اجدع)، اسدی، جس کی کنیت ابو اسماعیل اور ابو الخطاب ہے۔

---

[۱۱۷] ۔رجال برقی، ص۲۰،رجال الشیخ: ۲۹۶ / ۳۴۶. مجمع الرجال ۵: ۱۱۵ رجال الکشی: ۲۹۰ / ۵۰۹- ۵۲۵، عدة الأصول :۱/ ۳۸۱ ("عملت الطائفة بما رواه إبو الخطاب محمد بن إبی زینب فی حال استقامته ، وترکوا ما رواه فی حال تخلیطه ") . ، رجال علامه حلی، ص ۲۵۰ قسم دوم ، التحریر الطاووسی، ص۵۳۵ نمبر ۳۹۸،ط مکتبہ مرعشی، رجال ابن داوود، ص۲۷۶، نمبر ۴۸۲ قسم دوم ، تنقیح المقال ، معجم رجال الحدیث، ج۱۵ص ۲۵۶-۲۷۳، نمبر ۱۰۰۱۲(روایات مذمت خصوصی اور عمومی کو ذکر کرنے کی بعد فرمایا؛اس کی مذمت میں متواتر اجمالی روایات ہیں)، کمال الدین، ج ۲ باب ۴۹، توقیعات امام زمان ، ح۲۶، معانی الاخبار، باب ۴۳۰ جس کا عنوان نوادر ہے ،ح۲۶، مناقب ابن شہر آشوب، ج ۴ باب امام کاظمؑ ،آپکی اخبار غیب، فقیہ صدوق، ج۱ح ۶۶۰، باب مواقیت نماز، تہذیب الاحکام، ج ۲ باب او قات نماز ح۹۹، ۱۰۲، الکافی ،ج۵، باب فضل تجارة ۵۳، حدیث ۱۳؛(عن محمد بن یحیٰی، عن إحمد بن محمد بن عیسی، عن علی بن الحکم، عن علی بن عقبه، قال: کان إبو الخطاب قبل إن یفسد ، وهو یحمل المسائل لاصحابنا، ویجیئ بجوابا تها، روی عن إبی عبدالله علیه السلام، قال: اشتروا، وإن کان غالیا،فإن الرزق ینزل مع الشراء؛ ابوالخطاب فاسد ہونے سے پہلے ہمارے ساتھیوں کے مسائل کو امام کے پاس لے جاتا تھا اور ان کے جواب لے آتا اس نے امام صادقؑ سے روایت کی ؛خرید وفروخت کروا گرچہ مہنگی ہو کیونکہ رزق خرید وفروش کے ساتھ نازل ہوتا ہے + روضة الکافی ح۱۷۴؛ عن علی ابن إبراهیم، عن إبیه، عن ابن إبی عمیر، عن عمر بن إذینه، عن زرارة قال: حدثنی إبو الخطاب فی إحسن ما یکون حالا، قال: سائت إبا عبدالله علیه السلام؛ زرارہ نے بیان کیا کہ ابو الخطاب نے اپنے بہترین حال میں مجھے بیان کیا (الحدیث).

۵۰۹ حَمْدَوَیْهِ وَ إِبْرَاهِیمُ ابْنَا نُصَیْرٍ، قَالا حَدَّثَنَا الْحُسَیْنُ بْنُ مُوسَی، عَنْ إِبْرَاهِیمَ بْنِ عَبْدِ الْحَمِیدِ، عَنْ عِیسَی بْنِ أَبِی مَنْصُورٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ ذَکَرَ أَبَا الْخَطَّابِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ الْعَنْ أَبَا الْخَطَّابِ فَإِنَّهُ خَوَّفَنِی قَائِماً وَ قَاعِداً وَ عَلَی فِرَاشِی اللَّهُمَّ أَذِقْهُ حَرَّ الْحَدِیدِ.

عیسی بن ابی منصور نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ امام نے ابوالخطاب کو یاد کیا تو فرمایا؛خدایا ابوالخطاب پر لعنت فرما کیونکہ اس نے مجھے قیام و قعود اور میرے بستر پہ سوتے ہوئے ڈرایا ہے ،خدایا اسے لوہے اور تلوار کا ذائقہ چکھا۔

۵۱۰ وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ إِبْرَاهِیمَ عَنْ أَبِی أُسَامَةَ، قَالَ، قَالَ رَجُلٌ لِأَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) أُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتَّی تَسْتَبِینَ النُّجُومُ قَالَ، فَقَالَ خَطَّابِیَّةٌ، إِنَّ جَبْرِیلَ أَنْزَلَهَا عَلَی رَسُولِ اللَّهِ (ص) حِینَ سَقَطَ الْقُرْصُ.

ابو اسامہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے امام صادقؑ سے عرض کی میں نماز مغرب کو اتنا موخر کرتا ہوں کہ ستارے ظاہر ہو جائیں ،تو امام نے فرمایا؛ یہ خطابی گروہ کا نظریہ ہے وہ کہتے ہیں کہ جبریل نے اسے نبی اکرم ﷺ پر اس وقت نازل کیا جب سورج کی ٹکیہ مکمل گم ہو گئی۔

۵۱۱ أَبُو عَلِیٍّ خَلَفُ بْنُ حَامِدٍ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ، عَنْ یُونُسَ بْنِ یَعْقُوبَ، عَنْ بُرَیْدٍ الْعِجْلِیِّ، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ أَنْزَلَ اللَّهُ فِی الْقُرْآنِ سَبْعَةً بِأَسْمَائِهِمْ فَمَحَتْ قُرَیْشٌ سِتَّةً وَ تَرَکُوا أَبَا لَهَبٍ، وَ سَأَلْتُ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ هَلْ أُنَبِّئُکُمْ عَلی مَنْ تَنَزَّلُ الشَّیاطِینُ تَنَزَّلُ عَلی کُلِّ أَفَّاکٍ أَثِیمٍ (شعراء ۲۲۱،۲۲۲)

قَالَ: هُمْ سَبْعَةٌ الْمُغِيرَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَ بَيَانٌ وَ صَائِدٌ وَالْحَارِثُ الشَّامِيُّ وَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ وَ حَمْزَةُ بْنُ عُمَارَةَ الْبَرْبَرِيُّ وَ أَبُو الْخَطَّابِ.

برید عجلی نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ امام نے فرمایا؛ اللہ نے قرآن میں سات افراد کے نام گنوائے تھے لیکن قریش نے ان میں چھ نام مٹا دیئے اور ابو لہب کا نام رہنے دیا، راوی کہتا ہے میں نے آپ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا؛ کیا میں تمہیں اس شخص کی خبر دوں جس پر شیاطین نازل ہوتے، وہ ہر جھوٹے اور گناہ گار پر نازل ہوتے ہیں، فرمایا؛ وہ سات فرد ہیں ؛مغیرہ بن سعید، بیان، صائد، حارث شامی، عبداللہ بن حارث، حمزہ بن عمارہ بربری، اور ابو الخطاب۔

۵۱۲ حَمْدَوَيْهِ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ بَشِيرٍ الدَّهَّانِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ كَتَبَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِلَى أَبِي الْخَطَّابِ: بَلَغَنِي أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ الزِّنَا رَجُلٌ وَ أَنَّ الْخَمْرَ رَجُلٌ وَ أَنَّ الصَّلَاةَ رَجُلٌ وَ أَنَّ الصِّيَامَ رَجُلٌ وَ أَنَّ الْفَوَاحِشَ رَجُلٌ، وَ لَيْسَ هُوَ كَمَا تَقُولُ أَنَا أَصْلُ الْحَقِّ وَ فُرُوعُ الْحَقِّ طَاعَةُ اللَّهِ، وَ عَدُوُّنَا أَصْلُ الشَّرِّ وَ فُرُوعُهُمُ الْفَوَاحِشُ، وَ كَيْفَ يُطَاعُ مَنْ لَا يُعْرَفُ وَ كَيْفَ يُعْرَفُ مَنْ لَا يُطَاعُ.

بشیر دہان نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ امام نے ابو الخطاب کی طرف خط لکھا؛ مجھے خبر ملی ہے کہ تو گمان کرتا ہے کہ زنا، شراب اور نماز و روزہ اور فواحش و بے حیائی سب مرد ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے جیسا تو کہتا ہے میں حق کی اصل و اساس ہوں اور حق کی فرعیں اور شاخیں خدا کی اطاعت ہے اور ہمارے دشمن شرّ و برائی کی اصل و اساس ہیں اور اس کی فرعیں اور شاخیں برائی اور بے حیائی ہے تو جس کی معرفت نہ ہو اس کی اطاعت کیسے کی جائے اور جس اطاعت نہ ہو اس کو کیسے پہچانا جائے۔

۵۱۳ طَاهِرُ بْنُ عِيسَى، قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنِي الشُّجَاعِيُّ، عَنِ الْحَمَّادِيِّ، رَفَعَهُ إِلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: رُوِيَ عَنْكُمْ أَنَّ الْخَمْرَ وَ الْمَيْسِرَ وَ الْأَنْصَابَ وَ الْأَزْلَامَ رِجَالٌ فَقَالَ مَا كَانَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ لِيُخَاطِبَ خَلْقَهُ بِمَا لَا يَعْلَمُونَ. حمادی نے امام صادقؑ سے مرفوعا روایت کی کہ امام سے کہا گیا کہ آپ حضرات سے روایت کی گئی ہے کہ شراب، جوا، بت اور پانسے سب مرد ہیں تو امام نے فرمایا؛اللہ تعالی اپنی مخلوق سے ایسی چیزوں سے خطاب نہیں کرتا جنہیں وہ نہیں جانتے۔

۵۱۴ طَاهِرٌ، قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرٌ، قَالَ حَدَّثَنَا الشُّجَاعِيُّ، عَنِ الْحَمَّادِيِّ، رَفَعَهُ إِلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ سَأَلَ عَنِ التَّنَاسُخِ قَالَ فَمَنْ نَسَخَ الْأَوَّلَ.

حمادی نے امام صادقؑ سے مرفوعا روایت کی کہ میں نے امام سے تناسخ کے بارے میں سوال کیا ؟ تو آپ نے فرمایا؛ کس نے پہلے کو نسخ اور باطل کیا (ابو الخطاب اعمال کو مرد قرار دیکر نسخ کا قائل تھا اس لیے ان کو رد کیا)۔

۵۱۵ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْقُمِّيُّ السَّلُولِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ صَفْوَانَ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ مُصْعَبٍ، قَالَ، قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَيُّ شَيْءٍ سَمِعْتَ مِنْ أَبِي الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ إِنَّكَ وَضَعْتَ يَدَكَ عَلَى صَدْرِهِ وَ قُلْتَ لَهُ عِهْ وَ لَا تَنْسَ! وَ إِنَّكَ تَعْلَمُ الْغَيْبَ، وَ إِنَّكَ قُلْتَ لَهُ هُوَ عَيْبَةُ عِلْمِنَا وَ مَوْضِعُ[۱۱۸] سِرِّنَا أَمِينٌ عَلَى أَحْيَائِنَا وَ أَمْوَاتِنَا، قَالَ: لَا وَ اللَّهِ مَا مَسَّ شَيْءٌ مِنْ جَسَدِي جَسَدَهُ إِلَّا يَدَهُ، وَ أَمَّا قَوْلُهُ إِنِّي قُلْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ: فَوَ اللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ

[۱۱۸]۔ رجال الکشی، ص: ۲۹۲

إِلَّا هُوَ مَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ، وَ لَا آجرَنِی اللَّهُ فِی أَمْوَاتِی وَ لَا بَارَکَ لِی فِی أَحْيَائِی إِنْ كُنْتُ قُلْتُ لَهُ، قَالَ، وَ قُدَّامَهُ جُوَيْرِيَةٌ سَوْدَاءُ تَدْرُجُ، قَالَ: لَقَدْ كَانَ مِنِّی إِلَی أُمِّ هَذِهِ أَوْ إِلَی هَذِهِ كَخَطِّ الْقَلَمِ فَأَتَتْنِی هَذِهِ، فَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ مَا كَانَتْ تَأْتِينِی، وَ لَقَدْ قَاسَمْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَسَنِ حَائِطاً بَيْنِی وَ بَيْنَهُ، فَأَصَابَهُ السَّهْلُ وَ الشِّرْبُ وَ أَصَابَنِی الْجَبَلُ فَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَأَصَابَنِی السَّهْلُ وَ الشِّرْبُ وَ أَصَابَهُ الْجَبَلُ، وَ أَمَّا قَوْلُهُ إِنِّی قُلْتُ لَهُ هُوَ عَيْبَةُ عِلْمِنَا وَ مَوْضِعُ سِرِّنَا أَمِينٌ عَلَی أَحْيَائِنَا وَ أَمْوَاتِنَا: فَلَا آجرَنِیَ اللَّهُ فِی أَمْوَاتِی وَ لَا بَارَکَ لِی فِی أَحْيَائِی إِنْ كُنْتُ قُلْتُ لَهُ شَيْئاً مِنْ هَذَا، قَطُّ.

مصعب نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ امام نے مجھ سے پوچھا کہ ابو الخطاب سے تو نے کیا سنا ہے ؟ میں نے عرض کی کہ میں نے اس سے سنا ہے کہ آپ نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھا اور آپ نے اس سے فرمایا؛ یاد رکھ اور نہ بھول، اور آپ علم غیب رکھتے ہیں، اور آپ نے اس سے کہا کہ وہ ہمارے علم کا خزانہ ، راز داں ، ہمارے زندہ اور گذشتگان کا امین ہے ، آپ نے فرمایا؛ نہ خدا کی قسم ! میرے جسم کے کسی حصے نے اس کے جسم کے حصے کو نہیں چھوا سوائے اس کا ہاتھ ، اور اس کا یہ کہنا کہ میں علم غیب رکھتا ہوں ، خدا کی قسم ! ایسا ہر گز نہیں ہے ، میں ہر گز علم غیب نہیں رکھتا ، اگر میں نے اس کو یہ کہا ہو تو خدا مجھے میرے مرنے کے بعد کچھ بھی اجر نہ دے اور میری زندگی میں برکت نہ دے ، آپ کے سامنے سیاہ کنیز آرہی تھی ، آپ نے فرمایا؛ میں نے اس کی ماں یا اس کو خط قلم لکھ دیا تھا تو وہ اسے میرے پاس لائی اگر میں عالم غیب ہوتا تو وہ ہر گز میرے پاس نہ آتی اور میں نے عبداللہ بن حسن کے ساتھ اس باغ کا قرعہ کیا جو میرے اور اس کے درمیان مشترک تھا تو اس کے حصے میں ہموار میدان اور فراوانی آب والے حصے آئے اور مجھے پتھریلے حصے ملے ، اگر میں عالم غیب ہوتا تو مجھے زرخیز میدان اور

چشموں والے حصے ملتے اور اسے پہاڑی حصے ملتے، اور اس کا یہ کہنا کہ میں نے اسے اپنے علم کا خزانہ دار، راز دار اور اپنے زندہ و گذشتہ کا امین قرار دیا ہے تو خدا میری زندگی و موت میں مجھے برکت نہ دے اگر میں نے ایسا کچھ بھی کیا ہے۔

۵۱۶ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ یَزِید، قَالَ حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی، عَنِ ابْنِ أَبِی نَصْرٍ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ أَبِیه، قَالَ دَخَلْتُ عَلَی أَبِی عَبْدِ اللَّه (ع) قَالَ فَسَلَّمْتُ وَ جَلَسْتُ، فَقَالَ لِی: کَانَ فِی مَجْلِسِکَ هَذَا أَبُو الْخَطَّاب، وَ مَعَهُ سَبْعُونَ رَجُلًا کُلُّهُمْ إِلَیْه یَتَأَلَّمُ مِنْهُمْشَیْءٌ رَحِمْتُهُمْ، فَقُلْتُ لَهُمْ أَ لَا أُخْبِرُکُمْ بِفَضَائِلِ الْمُسْلِمِ فَلَا أَحْسَبُ أَصْغَرَهُمْ إِلَّا قَالَ بَلَی جُعِلْتُ فِدَاکَ، قُلْتُ مِنْ فَضَائِلِ الْمُسْلِمِ أَنْ یُقَالَ: فُلَانٌ قَارِئٌ لِکِتَابِ اللَّه عَزَّ وَ جَلَّ، وَ فُلَانٌ ذُو حَظٍّ مِنْ وَرَعٍ، وَ فُلَانٌ یَجْتَهِدُ فِی عِبَادَتِه لِرَبِّه، فَهَذِه فَضَائِلُ الْمُسْلِمِ، مَا لَکُمْ وَ لِلرِّئَاسَات! إِنَّمَا الْمُسْلِمُونَ رَأْسٌ وَاحِدٌ، إِیَّاکُمْ وَ الرِّجَالُ فَإِنَّ الرِّجَالَ لِلرِّجَالِ مَهْلَکَةٌ، فَإِنِّی سَمِعْتُ أَبِی یَقُولُ: إِنَّ شَیْطَاناً یُقَالُ لَهُ الْمُذْهِبُ یَأْتِی فِی کُلِّ صُورَةٍ، إِلَّا أَنَّهُ لَا یَأْتِی فِی صُورَةِ نَبِیٍّ وَ لَا وَصِیِّ نَبِیٍّ، وَ لَا أَحْسَبُهُ إِلَّا وَ قَدْ تَرَاءَی لِصَاحِبِکُمْ فَاحْذَرُوهُ! فَبَلَّغَنِی أَنَّهُمْ قَتَلُوا مَعَهُ فَأَبْعَدَهُمُ اللَّهُ وَ أَسْحَقَهُمْ أَنَّهُ لَا یَهْلِکُ عَلَی اللَّه إِلَّا هَالِکٌ.

عقبہ کا بیان ہے کہ میں امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو سلام کر کے بیٹھ گیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا؛ تیری اس مجلس میں ابوالخطاب ہوتا تھا اور اس کے ساتھ ۷۰ ایسے افراد ہوتے تھے کہ جن سے وہ مصیبت زدہ تھا تو میں نے ان سے فرمایا؛ کیا میں تمہیں ایک مسلمان کے فضائل نہ بتاوں؟ تو ان میں سے چھوٹے نے کہا؛ ہاں، میں آپ پر قربان جاوں، میں نے

فضائل مسلمان میں سے یہ گنوایا کہ اسے کہا جائے؛ فلاں اللہ کی کتاب کا قاری ہے، فلاں بہت متقی اور پرہیزگار ہے، فلاں اپنے پروردگار کی عبادت میں کوشاں ہے، یہ مسلمان کے فضائل ہیں، تمہیں ریاستوں اور سرداریوں سے کیا سروکار ہے! بے شک مسلمان ایک جسم و جان کی مانند ہیں، تم لوگوں سے بچو کہ لوگ لوگوں کے باعث ہلاکت ہیں میں نے اپنے والد گرامی سے سنا فرمایا؛ ایک شیطان جسے مذہب کہا جاتا ہے وہ ہر صورت میں آتا ہے مگر وہ نبی اور نبی کے وصی کی شکل میں نہیں آسکتا اور میرا خیال ہے کہ وہ تمہارے دوست کے پاس آچکا ہے تو تم اس سے ڈرو، تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ اس کے ساتھ قتل ہوگئے، خدا انہیں عذاب دے، خدا کے دربار میں ہلاک ہونے والے ہلاک ہوتے ہیں۔

۵۱۷ حَمْدَوَيْه وَ مُحَمَّدٌ، قَالا حَدَّثَنَا الْحَمِيدِيُّ وَ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْعَطَّارِ الْكُوفِيُّ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ، عَنْ عَبْدِ اللَّه بْنِ بُكَيْرٍ الرَّجَّانِيِّ، قَالَ ذَكَرْتُ أَبَا الْخَطَّابِ وَ مَقْتَلَهُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللَّه (ع)، قَالَ، فَرَقَقْتُ عِنْدَ ذَلِكَ فَبَكَيْتُ، فَقَالَ أَ تَأْسَى عَلَيْهِمْ فَقُلْتُ لَا وَ قَدْ سَمِعْتُكَ تَذْكُرُ أَنَّ عَلِيّاً (ع) قَتَلَ أَصْحَابَ النَّهَرِ فَأَصْبَحَ أَصْحَابُ عَلِيٍّ (ع) يَبْكُونَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ عَلِيٌّ (ع) لَهُمْ أَ تَأْسَوْنَ عَلَيْهِمْ قَالُوا لَا إِلَّا أَنَا ذَكَرْنَا الْأُلْفَةَ الَّتِي كُنَّا عَلَيْهَا وَ الْبَلِيَّةَ الَّتِي أَوْقَعَتْهُمْ، فَلِذَلِكَ رَقَقْنَا عَلَيْهِمْ، قَالَ لَا بَأْسَ.

عبداللہ بن بکیر رجانی کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ کے پاس ابوالخطاب اور اس کے قتل کا واقعہ نقل کیا تو میرا دل نرم ہوا اور میں رونے لگا تو امام نے فرمایا؛ کیا تو پر غم وافسوس کررہا ہے؟ میں نے عرض کی؛ نہیں، مگر میں نے آپ سے سنا تھا کہ امام علیؑ نے جب نہروانیوں (خارجیوں) کو قتل کیا تو آپ کے اصحاب نے ان پر رونا شروع کردیا تو امام نے ان سے فرمایا؛ کیا تم ان پر غم وافسوس کررہے ہو؟ تو انہوں نے عرض کی؛ نہیں، لیکن ہم اس الفت اور محبت

کو یاد کر رہے ہیں جو ہم میں پائی جاتی تھی اور اس مصیبت کو یاد کر رہے ہیں جس نے انہیں اس طرح مار گرایا، تم ہم ان پر نرم دل ہوئے، تو آپ نے فرمایا؛اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۵۱۸ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ مُعَمَّرِ بْنِ خَلَّاد،[۱۱۹]قَالَ، قَالَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) إِنَّ أَبَا الْخَطَّابِ أَفْسَدَ أَهْلَ الْكُوفَة فصَارُوا لَا يُصَلُّونَ الْمَغْرِبَ حَتَّى يَغِيبَ الشَّفَقُ وَ لَمْ يَكُنْ ذَلِکَ إِنَّمَا ذَاکَ لِلْمُسَافِرِ وَ صَاحِبِ الْعِلَّةِ، وَ قَالَ، إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ أَبَا الْحَسَنِ (ع) فَقَالَ كَيْفَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) فِی أَبِی الْخَطَّابِ مَا قَالَ ثُمَّ جَاءَتِ الْبَرَاءَةُ مِنْهُ فَقَالَ لَهُ: أَ كَانَ لِأَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَنْ يَسْتَعْمِلَ وَ لَيْسَ لَهُ أَنْ يَعْزِلَ.

معمر بن خلاد نے امام ابو الحسن کاظمؑ سے نقل کیا، فرمایا؛ابو الخطاب نے اہل کوفہ کو اس قدر فاسد کر دیا ہے کہ وہ نماز مغرب نہیں پڑھتے یہاں تک کہ شفق ڈوب جائے حالانکہ ایسا حکم نہیں ہے یہ تو فقط مسافر اور بیمار کے لیے ہے ،اور ایک شخص نے امام سے سوال کیا، کس طرح امام صادقؑ سے ابو الخطاب کی مدح میں احادیث بیان ہوئیں پھر اس سے براءت کا اظہار کیا؟ تو امام نے جواب دیا؛ کیا امام صادقؑ کے لیے صرف یہی حق تھا کہ کسی کو اپنا نمائندہ قرار دیں اور انہیں معزول کرنے کا حق نہیں تھا۔

۵۱۹ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی حَمْدَانُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنِی مُعَاوِيَةُ بْنُ حُكَيْمٍ. وَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْبَرَّانِیُّ وَ عُثْمَانُ بْنُ حَامِد، قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزْدَادَ، قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ حُكَيْمٍ، عَنْ أَبِيه، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ بَلَغَنِی عَنْ أَبِی الْخَطَّابِ أَشْيَاءَ، فَدَخَلْتُ عَلَى أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع)

[۱۱۹]۔ رجال الکشی، ص: ۲۹۴

فَدخَلَ أَبُو الْخَطَّابِ وَ أَنَا عِنْدَهُ أَوْ دَخَلْتُ وَ هُوَ عِنْدَهُ، فَلَمَّا أَنْ بَقِيتُ أَنَا وَ هُوَ فِی الْمَجْلِسِ: قُلْتُ لِأَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِنَّ أَبَا الْخَطَّابِ رَوَی عَنْکَ کَذَا وَ کَذَا! قَالَ کَذَبَ، قَالَ، فَأَقْبَلْتُ أَرْوِی مَا رَوَی شَیْئاً شَیْئاً مِمَّا سَمِعْنَاهُ وَ أَنْکَرْنَاهُ إِلَّا سَأَلْتُ عَنْهُ، فَجَعَلَ یَقُولُ کَذَبَ، وَ زَحَفَ أَبُو الْخَطَّابِ حَتَّی ضَرَبَ بِیَدِهِ إِلَی لِحْیَةِ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ، فَضَرَبْتُ یَدَهُ وَ قُلْتُ خُذْ یَدَکَ عَنْ لِحْیَتِه! فَقَالَ أَبُو الْخَطَّابِ یَا أَبَا الْقَاسِمِ لَا تَقُومُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) لَهُ حَاجَةٌ، حَتَّی قَالَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ کُلَّ ذَلِکَ یَقُولُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) لَهُ حَاجَةٌ، فَخَرَجَ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِنَّمَا أَرَادَ أَنْ یَقُولَ لَکَ یُخْبِرُنِی وَ یَکْتُمُکَ، فَأَبْلِغْ أَصْحَابِی کَذَا وَ أَبْلِغْهُمْ کَذَا وَ کَذَا، قَالَ، قُلْتُ إِنِّی لَا أَحْفَظُ هَذَا فَأَقُولُ مَا حَفِظْتُ وَ مَا لَمْ أَحْفَظْ قُلْتُ أُحْسِنُ مَا یَحْضُرُنِی، قَالَ: نَعَمْ فَإِنَّ الْمُصْلِحَ لَیْسَ بِکَذَّابٍ.

قَالَ أَبُو عَمْرٍو الْکَشِّیُّ: هَذَا غَلَطٌ وَ وَهَمٌ فِی الْحَدِیثِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، لَقَدْ أَتَی مُعَاوِیَةُ بِشَیْءٍ مُنْکَرٍ لَا تَقْبَلُهُ الْعُقُولُ، وَ ذَلِکَ أَنَّ مِثْلَ أَبِی الْخَطَّابِ لَا یُحَدِّثُ نَفْسَهُ بِضَرْبِ یَدِهِ إِلَی لِحْیَةِ أَقَلِّ عَبْدٍ لِأَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَکَیْفَ هُوَ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ.

معاویہ بن حکیم نے اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا سے نقل کیا کہ مجھے ابو الخطاب کی طرف سے کچھ چیزوں کی خبر پہنچی تو میں امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا میں ابھی وہیں تھا کہ ابو الخطاب بھی آ پہنچا یا ابو الخطاب وہیں تھا کہ میں حاضر ہوا، کافی دیر میں اس محفل میں انتظار کرتا رہا مگر وہ بھی وہیں بیٹھا رہا، بالآخر میں نے امام صادقؑ سے عرض کی، مولا، ابو الخطاب نے آپ کی طرف یہ یہ باتیں منسوب کی ہیں! آپ نے فرمایا؛ اس نے جھوٹ بولا ہے، راوی کہتا ہے

کہ میں نے ایک ایک کر کے وہ سب باتیں امام سے پوچھیں جو ہم نے اس سے سنی تھیں اور وہ ہمیں بری محسوس ہوتی تھی تو امام مسلسل کہتے رہے اس نے جھوٹ کہا ہے ، تو ابو الخطاب آہستہ سے آگے بڑھا اور امام کی ریش مبارک کو ہاتھ لگایا تو میں نے فوراً اس کے ہاتھ کو پکڑ لیا اور کہا (ارے بدبخت) اپنا منحوس ہاتھ امام کی ریش مبارک سے ہٹالے ، تو ابو الخطاب نے کہا؛ اے ابو القاسم تم نہ اٹھو، امام نے فرمایا؛ اس کی ایک حاجت ہے اس طرح ابو الخطاب نے تین مرتبہ کہا اور امام نے بھی وہی فرمایا، اس کی ایک حاجت ہے ، اس کے بعد وہ نکل گیا تو امام نے فرمایا؛ وہ تجھے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ امام مجھے خبر دیتے ہیں اور تجھ سے چھپا لیتے ہیں اور میں یہ باتیں آپ کے اصحاب کو تبلیغ کرتا ہوں ، راوی نے عرض کی مولا ، میرا حافظہ قوی نہیں ہے (مجھے زیادہ احادیث یاد نہیں رہتیں) تو مجھے جو حدیثیں یاد ہوتی ہیں وہ بیان کرتا ہوں اور جو یاد نہیں ہوتی ہیں تو ان کے متعلق کہتا ہوں مجھے جو یاد ہے (کیا اس طرح کہنا صحیح ہے ؟) امام نے فرمایا؛ ہاں صلح کی کوشش کرنے والا جھوٹا شمار نہیں ہوتا۔

ابو عمرو کشی کا بیان ہے ؛ یہ غلط اور وہمی حدیث ہے ، معاویہ نے بہت بری چیز نقل کی ہے جسے عقلیں قبول نہیں کرتیں ، کیونکہ ابو الخطاب جیسے بزدل و بے دین افراد کے گمان میں بھی نہیں آسکتا کہ وہ شیر خدا کے فرزند امام صادقؑ سے کمتر افراد کی داڑھی کو ہاتھ لگا سکے تو وہ کس طرح امام صادقؑ کی ریش مبارک کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکتا ہے ؟!

۵۲۰ حَمْدَوَيْه، قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ الْعَبَّاسِ الْقَصَبَانِيِّ بْنِ عَامِرٍ الْكُوفِيِّ، عَنِ الْمُفَضَّلِ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: اتَّقِ السَّفِلَةَ وَ احْذَرِ السَّفِلَةَ، فَإِنِّي نَهَيْتُ أَبَا الْخَطَّابِ فَلَمْ يَقْبَلْ مِنِّي.

مفضل بن عمر نے امام صادقؑ سے روایت کی، فرمایا؛ گھٹیا اور پست لوگوں سے بچو اور ان سے ڈرو، میں نے ابو الخطاب کو منع کیا تو اس نے میری بات نہیں مانی۔

۵۲۱ حَمْدَوَيْه، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَی، عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ يَحْيَی الْحَلَبِیِّ، عَنْ أَبِيهِ عِمْرَانَ بْنِ عَلِیٍّ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ: لَعَنَ اللَّهُ أَبَا الْخَطَّابِ وَ لَعَنَ مَنْ قُتِلَ مَعَهُ وَ لَعَنَ مَنْ بَقِیَ مِنْهُمْ وَ لَعَنَ اللَّهُ مَنْ دَخَلَ قَلْبَهُ رَحْمَةٌ لَهُمْ.

عمران بن علی حلبی نے امام صادقؑ سے روایت کی، فرمایا؛خداابو الخطاب پر لعنت کرے اور ان پر بھی جو اس کے ساتھ قتل ہوئے اور ان پر بھی جو ان میں سے باقی ہیں اور ان لوگوں پر بھی خدالعنت کرے جن کے دل میں ان کے لیے نرمی پیدا ہو۔

۵۲۲ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی جِبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَی بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ حَدَّثَنِی يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ رَجُلٍ، قَالَ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) كَانَ أَبُو الْخَطَّابِ أَحْمَقَ فَكُنْتُ أُحَدِّثُهُ فَكَانَ لَا يَحْفَظُ، وَ كَانَ يَزِيدُ مِنْ عِنْدِهِ.

یونس بن عبدالرحمٰن نے ایک شخص کے واسطے سے امام صادقؑ سے روایت کی، فرمایا ؛ابو الخطاب ایک احمق اور بے رقوف شخص تھا میں اسے حدیث بیان کرتا، وہ اسے یاد نہیں کرپاتا تھاتو اس میں اپنی طرف سے اضافہ کردیا کرتا تھا۔

۵۲۳ حَمْدَوَيْه، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَی، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ، عَنْ عِيسَی شَلَقَانَ، قَالَ قُلْتُ لِأَبِی الْحَسَنِ (ع) وَ هُوَ يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ قَبْلَ أَوَانِ بُلُوغِهِ: جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا هَذَا الَّذِی يُسْمَعُ مِنْ أَبِيكَ أَنَّهُ أَمَرَنَا بِوَلَايَةِ أَبِی الْخَطَّابِ ثُمَّ أَمَرَنَا بِالْبَرَاءَةِ مِنْهُ قَالَ، فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهِ: إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْأَنْبِيَاءَ عَلَی النُّبُوَّةِ فَلَا يَكُونُونَ إِلَّا أَنْبِيَاءَ وَ

خَلَقَ الْمُؤْمنِينَ عَلَى الْإِيمَانِ فَلَا يَكُونُونَ إِلَّا مُؤْمنِينَ وَ اسْتَوْدَعَ قَوْماً إِيمَاناً فَإِنْ شَاءَ أَتَمَّهُ لَهُمْ وَ إِنْ شَاءَ سَلَبَهُمْ إِيَّاه، وَ إِنَّ أَبَا الْخَطَّابِ كَانَ مِمَّنْ أَعَارَهُ اللَّهُ الْإِيمَانَ: فَلَمَّا كَذَبَ عَلَى أَبِي سَلَبَهُ اللَّهُ الْإِيمَانَ، قَالَ، فَعَرَضْتُ هَذَا الْكَلَامَ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع)، قَالَ، قَالَ لَوْ سَأَلْتَنَا عَنْ ذَلِكَ مَا كَانَ لِيَكُونَ عِنْدَنَا غَيْرُ مَا قَالَ.

عیسی شلقان کا بیان ہے کہ میں نے امام موسی کاظمؑ سے عرض کی جبکہ آپ اس وقت بلوغ کو نہیں پہنچے تھے ،میں نے عرض کی ؛ مولا میں آپ پر قربان جاوں ،یہ کیا معاملہ ہے کہ آپ کے والد گرامی سے سنا گیا کہ پہلے آپ نے ابو الخطاب سے دوستی کا حکم دیا پھر ہمیں اس سے براءت کا حکم فرماتے ہیں ؟توامام کاظمؑ نے فی البدیہہ جواب دیا ؛اللہ تعالی نے انبیاء کو نبوت دیکر خلق کیا تو وہ صرف انبیاء ہیں اور مومنین کو ایمان کی فطرت پر خلق فرمایا و وہ صرف مومن ہی رہیں گے اور کچھ لوگوں کو ایمان ادھار دیا پس اگر چاہے تو ان کے لیے ایمان کو کامل کردے اور اگر چاہے تو ان سے ایمان کو سلب کرلے اور ابو الخطاب ان لوگوں میں سے ہے جن کو خدا نے ایمان ادھار دیا اور جب اس نے میرے والد گرامی پر جھوٹ بولا تو اس سے خدا نے ایمان کی نعمت چھین لی[۱۲۰]، راوی کا بیان ہے میں نے یہ جواب امام صادقؑ کے حضور

[۱۲۰] ۔ دیگر قرائن سے بھی ثابت ہے کہ ابو الخطاب پہلے امام صادقؑ کے پر اعتماد اور سچے اصحاب میں شمار ہوتا تھا وہ امام کے فرامین کو آپکے شیعوں کے پاس پہنچایا کرتا تھا لیکن اس نے اس عظمت کو اپنی بد طینتی کی وجہ سے ضائع کر دیا اور اس قدر اپنے آپ کو گرا دیا کہ ائمہ کرام نے اس پر لعنت کی اس کی مثال قرآن میں ہے کہ جس شخص کو خدا نے علم اور عظمت عطا کی لیکن اس نے جب اپنے آپ کو گرا دیا تو خدا نے اس پر لعنت کی ؛آیت ملاحظہ ہو ؛ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ، وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِن تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَث ذَّٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (اعراف، ۱۷۶،۱۷۵)؛اور انہیں اس شخص کا حال سنا دیجیے جسے ہم نے اپنی آیات دیں مگر وہ انہیں چھوڑ نکلا پھر شیطان نے اس کا پیچھا کیا تو وہ گمراہوں میں سے ہو گیا، اور اگر ہم چاہتے تو ان(آیات) کے طفیل اس کا رتبہ بلند کرتے لیکن اس نے تو اپنے آپ کو زمین بوس کر دیا اور اپنی نفسانی خواہش کا تابعدار بن

پیش کیا تو آپ نے فرمایا؛ اگر تو ہم سے سوال کرتا تو ہم بھی یہی جواب دیتے جو انہوں نے دیا ہے۔

۵۲۴ حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنَا أَیُّوبُ بْنُ نُوحٍ، عَنْ حَنَانِ بْنِ سَدِیرٍ، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ کُنْتُ جَالِساً عِنْدَ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ مُیَسِّرٌ عِنْدَهُ، وَ نَحْنُ فِی سَنَةِ ثَمَانٍ وَ ثَلَاثِینَ وَ مِائَةٍ، فَقَالَ مُیَسِّرٌ بَیَّاعُ الزُّطِّیِّ: جُعِلْتُ فِدَاکَ عَجِبْتُ لِقَوْمٍ کَانُوا یَأْتُونَ مَعَنَا إِلَی هَذَا الْمَوْضِعِ فَانْقَطَعَتْ آثَارُهُمْ وَ فَنِیَتْ آجَالُهُمْ! قَالَ وَ مَنْ هُمْ قُلْتُ أَبُو الْخَطَّابِ وَ أَصْحَابُهُ، وَ کَانَ مُتَّکِئاً فَجَلَسَ فَرَفَعَ إِصْبَعَهُ إِلَی السَّمَاءِ ثُمَّ قَالَ: عَلَی أَبِی الْخَطَّابِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَ الْمَلَائِکَةِ وَ النَّاسِ أَجْمَعِینَ، فَأَشْهَدُ بِاللَّهِ أَنَّهُ کَافِرٌ فَاسِقٌ مُشْرِکٌ، وَ أَنَّهُ یُحْشَرُ مَعَ فِرْعَوْنَ فِی أَشَدِّ الْعَذَابِ غُدُوًّا وَ عَشِیًّا، ثُمَّ قَالَ: أَمَا وَ اللَّهِ إِنِّی لَأَنْفَسُ عَلَی أَجْسَادٍ أَصِیبَت [أُصْلِیَتْ] مَعَهُ النَّارَ[۱۲۱].

حنان بن سدیر کا بیان ہے کہ میں امام صادقؑ کے پاس تھا اور میسر بھی حاضر تھا اور یہ ۱۳۸ھ کی بات ہے تو میسر جو ہندی کپڑے کا کاروبار کرتے تھے؛ اس نے عرض کی مولا میں آپ پر قربان جاوں مجھے ان لوگوں پر تعجب ہے جو اس مقام پر ہمارے ساتھ آیا کرتے تھے، اب ان کے آثار مٹ گئے اور ان کی اموات نے انہیں فنا کر دیا، تو امام نے فرمایا؛ وہ کون ہیں؟ میں نے عرض کی؛ ابو الخطاب اور اس کے ساتھی، امام تکیہ لگائے ہوئے تشریف فرما تھے تو اٹھ کر بیٹھ

گیا تھا، لہذا اس کی مثال اس کتے کی سی ہو گئی کہ اگر تم اس پر حملہ کرو تو بھی زبان لٹکائے رہے اور چھوڑ دو تو بھی زبان لٹکائے رکھے، یہ ان لوگوں کی مثال ہے جو ہماری آیات کی تکذیب کرتے ہیں، پس آپ انہیں یہ حکایتیں سنا دیجیے کہ شاید وہ فکر کریں.

[۱۲۱] ۔ رجال الکشی، ص: ۲۹۷

گئے اور اپنی انگشت مبارک کو آسمان کی طرف بلند کیا اور فرمایا ابو الخطاب پر خدا ملائکہ اور سب لوگوں کی لعنت ہو میں خدا کی گواہی دیتا ہوں کہ ابو الخطاب کافر، فاسق اور مشرک شخص تھا اور وہ صبح شام فرعون کے ساتھ شدید تری عذاب میں ڈالا جاتا ہے پھر فرمایا ؛خدا کی قسم ! میں ان لوگوں پر دل تنگ ہوتا ہوں جو اس کے ساتھ جہنم کی آگ میں چلے گئے۔

۵۲۵ حَمْدَوَيْهِ وَ إِبْرَاهِيمُ، قَالا حَدَّثَنَا الْعُبَيْدِيُّ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ مَزْيَدٍ، قَالَ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ ذَكَرَ أَصْحَابَ أَبِي الْخَطَّابِ وَ الْغُلَاةَ، فَقَالَ لِي: يَا مُفَضَّلُ لَا تُقَاعِدُوهُمْ وَ لَا تُؤَاكِلُوهُمْ وَ لَا تُشَارِبُوهُمْ وَ لَا تُصَافِحُوهُمْ وَ لَا تُوَارِثُوهُمْ.

مفضل بن مزید نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ آپ کے پاس ابو الخطاب اور غالیوں کا ذکر ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا؛ تم ان کے ساتھ اٹھا بیٹھا نہ کرو اور نہ ان کے ساتھ کھایا پیا کرو، اور نہ ان سے مصافحہ کرو اور نہ ان سے میراث لیا دیا کرو۔

غالیوں کے متعلق[۱۲۲]

[۱۲۲] ۔ غلو کا معنی ہے حد معین سے تجاوز کرنا اور تجاوز کرنے والوں سے خالق عالم نفرت کرتا ہے، غلو اور غالیوں کی مذمت میں قرآن کریم اور معصومین کے متواتر فرامین[۱۲۲] میں بہت کچھ تاکید موجود ہے جیسے فرمایا: **تِلْکَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَئِکَ هُمُ الظَّالِمُونَ**، یہ خدا کی حدود ہیں ان سے تجاوز نہ کرو، اور جس نے حدود خدا سے تجاوز کیا تو وہی ظالم ہیں[۱۲۲]، اور دوسری جگہ فرمایا: **قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيراً وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ**[۱۲۲]، کہہ دیجئے، اے اہل کتاب ! اپنے دین میں ناحق غلو اور حد سے تجاوز نہ کرو، اور ان لوگوں کی پیروی نہ کرو جو پہلے گمراہ ہوئے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا اور وہ سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔اسی طرح روایات متواترہ میں ان کی مذمت موجود ہے جیسا کہ خود رجال کشی میں بہت سی روایات غالیوں کی مذمت میں نقل ہوئی ہیں اس لیے ان کو یہاں ذکر کر کے تکرار کرنا ضروری نہیں، اسی طرح شیعہ علماء و متکلمین اور فقہاء و مجتہدین نے غالیوں کو نجس قرار دیا اور ان کو فرق شیعہ سے خارج کر کے کافروں اور مشرکوں کی صف میں شمار کیا ہے۔ لیکن بعض متاخرین نے علم رجال میں بعض راویوں کے بارے میں غلوّ کے القاب کی تاویل کی ہے اور ان کے بارے میں متقدمین کی اس نسبت کو شک کی نگاہ سے دیکھا ہے اور کہنے لگے ہیں کہ چونکہ علماء متقدمین ائمہ معصومینؑ کے متعلق عظمت اور جلالت کی ایک خاص حد کے قائل تھے اور اپنی رائے کے مطابق عصمت و کمال کا ایک خاص مرتبہ ان ذوات کے لیے مانتے تھے اس لیے اس سے تجاوز کرنے والوں کو غالی قرار دیتے تھے، اور ائمہؑ کی طرف ہر قسم کی تفویض یا ان کے معجزات اور ان کے خارق العادۃ امور کو نقل کرنے میں مبالغہ کرنے کو یا ان کو ہر قسم کے نقائص سے منزہ قرار دینے کو اور ان کی قدرت کو اظہار کرنے اور آسمان و زمین کی مخلوقات کے عالم ہونے ہونے کو غلو اور مورد تہمت قرار دیا ہے خصوصا جب غالی بھی شیعوں میں چھپے ہوئے تھے اور تدلیس کرنے کے لیے کمین گاہیں سنبھالے ہوئے تھے، بہرحال ظاہرا قدماء اصول دین کے مسائل میں اختلاف کا شکار تھے بعض کے نزدیک ایک چیز کفر یا غلو یا تفویض یا جبر و تشبیہ ہوتی تھی جبکہ دوسرا اس کے اعتقاد کو واجب سمجھتا تھا ۔۔۔ پھر جان لو کہ احمد بن محمد بن عیسی و غضائری راوی کی طرف کذب و وضع کی نسبت دینے سے پہلے اس کی طرف غلو کی نسبت دیتے تھے گویا وہ اس روایت کو دیکھ کر ایسا کرتے تھے[۱۲۲]۔

یہ عجیب مرحلہ فکر ہے کہ غالی راویوں کے دفاع میں اخباریوں اور بعض رجالیوں نے اپنے علماء اور فقہاء کے بارے میں ایسے بیانات دیئے ہیں، بھلا ایسا تصور شیخ طوسی، نجاشی اور شیخ مفید و سید مرتضی جیسے ماہرین علم کلام اور فقہ کے بارے میں کیسے ہو سکتا ہے اگر اس دور کے کسی ایک دانش مند سے کوئی شاذ و نادر قول نقل ہو گیا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ سب مقصر تھے اور ان کی ائمہ معصومینؑ کے بارے میں معرفت کا پیمانہ تقصیر کی حدود کو چھو رہا تھا یا وہ بغیر کسی دلیل کے جھوٹے راویوں کو جھوٹا اور بد عقیدہ افراد کو غالی کہا کرتے

تھے ،معلوم نہیں ائمہ معصومینؑ سے متواتر روایات کے بارے میں یہ کیا کہیں گے جن میں غالیوں کی مذمت شدیدہ وارد ہوئی ہے آیا ان ذوات کو بھی لوگوں سے خواہ مخواہ الجھنے اور ان کی مذمت کرنے کا شوق تھا یا ان کو بد عقیدہ اور غالی کہہ دیا کرتے تھے یا ان لوگوں میں کوئی ایسی واضح خرابی ہوتی تھی جس کو معیار قرار دیا گیا تھا اور اسی کے تحت اس دور کے عظیم اور جلیل القدر علماء اور فقہاء اور ماہرین رجال نے بھی راویوں کے بارے میں ان کے عقیدے کی خرابی کی خبر دی اور یہ کہنا کہ ان علماء کو ائمہ معصومینؑ کے معجزات کی روایات اور ان کے علم غیب کی اخبار سے غلو کی تہمت لگانے کا شوق تھا تو یہ بات صحیح نہیں کیونکہ معصومینؑ کے معجزات اور ان کی فضیلتوں کی معتبر روایات انہی کی لکھی ہوئی کتب اور دفاتر کے ذریعے ہم تک پہنچی ہیں اور انہوں نے نہ صرف ان کو نقل کیا ہے بلکہ ان پر اپنے عقیدے کا اظہار بھی فرمایا ہے جیسا کہ ان کی کلامی کتب سے ظاہر ہے۔

ہاں تو وہ کونسا معیار تھا جس کے سبب بد عقیدہ راویوں کی پہچان ہوتی تھی اور ان کے جھوٹ کو آشکار کیا جاتا تھا اور ان کے بارے میں غلو کا حکم لگایا جاتا تھا تو ظاہر ہے کہ اس دور کے حالات کا مطالعہ کرنے سے اس چیز کو بھی درک کیا جاسکتا ہے ،اس کے لیے معصومینؑ کی متواتر روایات میں غور کرنے کی ضرورت ہے ،اس بحث کو محقق تقی تستری نے اسی جہت سے مطالعہ کرتے ہوئے نئی افق بخشی ہے وہ فرماتے ہیں:

بعض متاخرین ،قدماء کے کسی راوی کو غالی قرار دینے کو بہت زیادہ ردّ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہوں نے راوی کو معجزات کی روایات نقل کرنے کی وجہ سے غالی قرار دیا حالانکہ اس طرح قدیم علماء کو ردّ کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ ائمہ معصومینؑ کے معجزات اور کرامات دکھانا مذہب شیعہ کی ضروریات اور بدیہی مسائل میں سے ہے کیا ائمہ معصومینؑ کے معجزات کو سابقہ علماء کے علاوہ کسی نے آکر ہماری طرف نقل کیا ہے ،ہاں قدیم علماء رجال کی نظر میں غلو سے مراد عبادت کو ترک کرنا تھا پس جب ائمہؑ کی ولایت پر اعتماد کرتے ہوئے کوئی شخص عبادت کو چھوڑ دیتا اور اس طرح اپنے بد عقیدے کا اظہار کرتا تو وہ اسے غالی شمار کرتے تھے جیسا کہ اس کے بہت سے قرائن اور شواہد موجود ہیں:

۱۔احمد بن حسین غضائری نے حسن بن محمد بن بندار قمی سے روایت کی کہ میں نے اپنے مشائخ سے سنا کہ محمد بن اورمہ پر جب غلو کی تہمت لگائی گئی تو قم کے اشعریوں نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے اسے کئی راتیں پوری رات نماز شب پڑھتے ہوئے پایا تو اس کے متعلق اپنے نظریئے کو بدل دیا۔

۲۔فلاح السائل میں علی بن طاوس سے حسین بن احمد مالکی سے نقل کیا کہ میں نے احمد بن ملیک (ظاہرا سیاق و سباق کے قرائن سے احمد بن ہلال کرخی عبرتائی مراد ہے) کرخی سے پوچھا کہ محمد بن سنان کے متعلق کہے جانے والے غلو کی کیا حقیقت ہے ؟اس نے کہا: معاذاللہ ،خدا کی قسم !اس نے مجھے طہارت کے مسائل سکھائے ہیں۔

۳۔کشی نے ایک جماعت کا عنوان ذکر کیا ان میں علی بن عبداللہ بن مروان بھی ہے اور فرمایا: میں نے عیاشی سے اس کے متعلق سوال کیا تو اس نے جواب دیا: اور علی بن عبداللہ بن مروان تو یاد رکھو کہ غالیوں کو نماز کے اوقات میں آزمایا جاتا ہے اور میں نے اسے نماز میں کبھی نہیں دیکھا۔

۴۔کشی نے امام ہادیؑ کے زمانے کے غالیوں کی عنوان کے تحت احمد بن محمد بن عیسی سے نقل کیا کہ اس نے امام کی طرف ایک گروہ کے متعلق خط لکھا جو ایسی احادیث پڑھتے اور ان کو آپؑ اور آپکے آباءؑ کی طرف نسبت دیتے ہیں...اور وہ کہتے ہیں کہ خدا کے فرمان کہ نماز برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے کا معنی ایک شخص ہے نہ رکوع و سجود پر مشتمل کوئی عمل ،اور اسی طرح وہ زکات کا معنی بھی ایک مرد سے کرتے ہیں نہ درہم اور دینار کا فقراء کو دینا اس طرح وہ فرائض اور مستحبات اور گناہوں کی تاویل افراد سے کرتے ہیں"[۲۲]۔

۵۔ کشی نے یحییٰ بن عبدالحمید حمّانی کی ان کتابوں سے غالیوں سے نقل کیا جو اس نے امام علیؑ کی ولایت کے اثبات میں لکھی ہیں، وہ کہتے ہیں: امام کی معرفت نماز اور روزہ سے کفایت کرتی ہے۔

۶۔ کشی نے ذکر کیا کہ بعض اصحاب نے امام ابوالحسن عسکریؑ کی طرف یہ لکھ بھیجا کہ علی بن حسکہ دعوی کرتا ہے کہ وہ آپکے اولیاء میں سے ہے اور آپ اول اور قدیم ہیں اور وہ آپ کا باب اور نبی ہے اور آپ نے اسے اس نظریئے کی طرف بلانے کا حکم دیا ہے اور وہ گمان کرتا ہے کہ نماز و روزہ اور حج و زکات سب کچھ آپ کی معرفت ہے۔

۷۔ کشی نے عثمان بن عیسی سے نقل کیا ہے کہ محمد بن بشیر اپنے زمانے میں غالیوں کا ایک رئیس تھا اور اس کے پیرو بعض فرائض کے قائل تھے اور بعض کا انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ خدا نے ان پر صرف نماز، خمس اور روزہ واجب کیا ہے اور زکات و حج اور باقی تمام فرائض کے منکر تھے۔

۸۔ امالی طوسی میں امام صادقؑ سے منقول ہے: اپنے نوجوانون پہ غالیوں کے غلبے سے ڈرو کہیں یہ ان کو تباہ نہ کردیں کیونکہ غالی بدترین مخلوق ہیں... غالی ہماری طرف لوٹے بھی تو ہم اس کو قبول نہیں کرتے اور مقصر اگر ہمارے ساتھ ملحق ہو تو ہم اس کو قبول کر لیتے ہیں، پوچھا گیا: اے فرزند رسولؐ! یہ کیسے ہے؟ فرمایا: غالی نماز، روزے اور حج و زکات کو کرنے کی عادت کر چکا ہے تو وہ اپنی عادت چھوڑنے اور خدا کی بندگی و اطاعت کی طرف پلٹنے کی طاقت نہیں رکھتا جبکہ مقصر جب جان لیتا ہے تو عمل اور اطاعت کرتا ہے؛ بحار الانوار ج۲۵ص۲۶۶ح۶ از امالی طوسی ص۵۴، عبارت: *الحسین بن عبید الله عن احمد بن محمد بن العطار عن ابیہ عن احمد بن محمد البرقی عن العباس بن معروف عن عبد الرحمان بن مسلم عن فضیل بن یسار* قال: **قال الصادق عليه السلام: احذروا على شبابكم الغلاة لا يفسدوهم فان الغلاة شر خلق الله، يصغرون عظمة الله ويدعون الربوبية لعباد الله، والله إن الغلاة لشر من اليهود والنصارى والمجوس والذين أشركوا، ثم قال عليه السلام: إلينا يرجع الغالى فلا نقبله، وبنايلحق المقصر فنقبله، فقيل له: كيف ذلک يا ابن رسول الله ؟ قال: الغالى قد اعتاد ترک الصلاة والزكاة والصيام والحج فلا يقدر على ترک عادته وعلى الرجوع إلى طاعة الله عزوجل أبدا، وإن المقصر إذا عرف عمل وأطاع -**

ان قرائن کی موجودگی میں یہ کہنا صحیح ہے کہ غالی اور تجاوز گر افراد میں ایسی واضح بے دینی کی علامات موجود ہوتی تھیں جن کی وجہ سے ان کی اس قدر شدید مذمت وارد ہوئی اور وہ معصومینؑ کی ولایت اور امامت کا بہانہ کر کے خدا کی اطاعت اور اس کی شریعت کے واجبات اور محرمات کی پاسداری اور قرآن و سنت کی روشنی میں پہنچنے والی سیرت کے نمونوں کو روندنا چاہتے تھے اور یہ مزاج غالی صفت لوگوں کا نہیں بدلا اور جہاں تک سابقہ دور کے علماء کی بات ہے تو وہ ہمیشہ فضائل اور معجزات کے باب میں بھی ثقہ اور معتبر راویوں کے ذریعے نقل کرنے کے قائل تھے اگر ایک راوی کی وثاقت ہی ثابت نہ ہو اور وہ کوئی فضیلت کی روایت کو نقل کرے تو کیا حجیت روایت کے معیار کو نہیں دیکھنا؟ غالیوں کا دفاع ہر گز صحیح نہیں کیونکہ وہ تو ائمہ معصومین کی متواتر روایات میں مذموم ٹھہرے ہیں، پس جن راویوں کے بارے میں معتبر علماء اور سابقہ دور کے فقہاء اور رجالیوں سے غلو اور بے دینی کی شہادت دی گئی ہے ان کی روایات کو صحیح کرنے کے لیے کوئی دلیل نہیں ہے۔

۵۲۶ وَ قَالا، حَدَّثَنَا الْعُبَيْدِيُّ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ ذَكَرَ الْغُلَاةَ، فَقَالَ: إِنَّ فِيهِمْ مَنْ يَكْذِبُ حَتَّى أَنَّ الشَّيْطَانَ لَيَحْتَاجُ إِلَى كَذِبِهِ؛ ہشام بن سالم نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ آپ نے غالیوں کا ذکر کیا تو فرمایا؛ ان میں بعض تو اتنے جھوٹے ہیں کہ شیطان بھی ان کے جھوٹ کا محتاج نظر آتا ہے۔

۵۲۷ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ مُرَازِمٍ، قَالَ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) قال [قُلْ لِلْغَالِيَةِ تُوبُوا إِلَى اللَّهِ فَإِنَّكُمْ فُسَّاقٌ كُفَّارٌ مُشْرِكُونَ؛

مرازم نے امام صادقؑ سے روایت کی، فرمایا؛ غالیوں سے کہہ دو، تم خدا کے دربار میں توبہ کرو کیونکہ تم فاسق، کافر اور مشرک ہو۔

۵۲۸ حَمْدَوَيْهِ، قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ الْكَرْخِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ: إِنَّ مِمَّنْ يَنْتَحِلُ هَذَا الْأَمْرَ لَمَنْ هُوَ شَرٌّ مِنَ الْيَهُودِ وَ النَّصَارَى وَ الْمَجُوسِ وَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا ؛

ابراہیم کرخی نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا؛ اس امر کو ماننے والے بعض ایسے ہیں جو یہودیوں، عیسائیوں، مجوسیوں اور مشرکوں سے بھی بدتر ہیں۔

۵۲۹ حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنَا یَعْقُوبُ بْنُ یَزِیدَ، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، عَنْ[۱۲۳] جَعْفَرِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِی بَصِیرٍ، قَالَ، قَالَ لِی أَبُو عَبْدِ اللَّه (ع) یَا أَبَا مُحَمَّد ابْرَأْ مِمَّنْ یَزْعَمُ أَنَّا أَرْبَابٌ قُلْتُ بَرِئَ اللَّهُ مِنْه، فَقَالَ ابْرَأْ مِمَّنْ یَزْعَمُ أَنَّا أَنْبِیَاءُ قُلْتُ بَرِئَ اللَّهُ مِنْهُ ؛

ابو بصیر نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ آپ نے مجھ سے فرمایا؛ اے ابو محمد! میں ان افراد سے براءت کرتا ہوں جو گمان کریں کہ ہم ربّ اور پروردگار ہیں، میں نے عرض کی؛ خدا بھی ان سے بری ہے، امام نے فرمایا؛ میں ان سے بری ہوں جو گمان کرتے ہیں کہ ہم انبیاء ہیں، میں نے عرض کی؛ خدا بھی ان سے بری ہے۔

۵۳۰ حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنَا یَعْقُوبُ بْنُ یَزِیدَ، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، عَنِ ابْنِ الْمُغِیرَة، قَالَ، کُنْتُ عِنْدَ أَبِی الْحَسَنِ (ع) أَنَا وَ یَحْیَی بْنُ عَبْدِ اللَّه بْنِ الْحَسَنِ (ع) فَقَالَ یَحْیَی جُعِلْتُ فِدَاکَ إِنَّهُمْ یَزْعُمُونَ أَنَّکَ تَعْلَمُ الْغَیْبَ فَقَالَ: سُبْحَانَ اللَّه سُبْحَانَ اللَّه ضَعْ یَدَکَ عَلَی رَأْسِی فَوَ اللَّه مَا بَقِیَتْ فِی جَسَدِی شَعْرَةٌ وَ لَا فِی رَأْسِی إِلَّا قَامَتْ، قَالَ، ثُمَّ قَالَ: لَا وَ اللَّه مَا هِیَ إِلَّا وِرَاثَةٌ عَنْ رَسُولِ اللَّه (ص) ؛

ابن مغیرہ نے روایت کی کہ میں اور یحییٰ بن عبداللہ بن حسن امام ابوالحسنؑ کے پاس تھے تو یحییٰ نے عرض کی میں آپ پر قربان جاوں وہ گمان کرتے ہیں کہ آپ علم غیب رکھتے ہیں، فرمایا؛ سبحان اللہ، سبحان اللہ، اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھنا، خدا کی قسم، میرے جسم و سر کے رونگھٹے

[۱۲۳]۔ رجال الکشی، ص: ۲۹۸۔

کھڑے ہوگئے، پھر فرمایا؛ نہیں، خدا کی قسم، بلکہ ہمارے تمام علوم رسول خداﷺ کی طرف سے میراث ہیں۔

۵۳۱ حَمْدَوَيْه، قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوب، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ مُصَادِفٍ، قَالَ لَمَّا لَبَّى الْقَوْمُ الَّذِينَ لَبَّوْا بِالْكُوفَة: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَأَخْبَرْتُهُ بِذَلِكَ، فَخَرَّ سَاجِداً وَ أَلْزَقَ جُؤْجُؤَهُ بِالْأَرْضِ وَ بَكَى، وَ أَقْبَلَ يَلُوذُ بِإِصْبَعِهِ وَ يَقُولُ: بَلْ عَبْدٌ الله [لِلَّه قِنٌّ دَاخِرٌ مِرَاراً كَثِيرَةً، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَ دُمُوعُهُ تَسِيلُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَنَدِمْتُ عَلَى إِخْبَارِي إِيَّاهُ، فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ وَ مَا عَلَيْكَ أَنْتَ مِنْ ذَا! فَقَالَ: يَا مُصَادِفُ إِنَّ عِيسَى لَوْ سَكَتَ عَمَّا قَالَتِ النَّصَارَى فِيهِ لَكَانَ حَقّاً عَلَى اللَّهِ أَنْ يُصِمَّ سَمْعَهُ وَ يُعْمِيَ بَصَرَهُ، وَ لَوْ سَكَتُّ عَمَّا قَالَ فِيَّ أَبُو الْخَطَّابِ لَكَانَ حَقّاً عَلَى اللَّهِ أَنْ يُصِمَّ سَمْعِي وَ يُعْمِيَ بَصَرِي؛

مصادف کا بیان ہے کہ جب کوفہ میں ایک گروہ نے لبیک یا جعفر کے نعرے شروع کردیئے تو میں امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو اس واقعے کی خبر دی تو آپ سجدے میں تشریف لے گئے اور اپنا سینہ زمین پر لگا دیا اور گریہ کرنے لگے اور اپنی انگشت سے پناہ مانگنے لگے اور کئی مرتبہ فرمایا؛ بلکہ میں اللہ کا حقیر بندہ اور غلام ہوں، پھر آپ نے سر سجدے سے اٹھایا درحالانکہ آپ کے آنسو آپ کی ریش مبارک پہ بہہ رہے تھے تو میں آپ کو یہ خبر دینے سے پشیمان ہوا تو میں نے عرض کی، میں آپ پر قربان جاوں، آپ کو ان لوگوں سے کیا واسطہ؟! امام نے فرمایا؛ اے مصادف، بے شک اگر عیسی ان باتوں پر خاموش رہتے جو ان کے بارے میں عیسائیوں نے کہیں تو خدا کو حق پہنچتا تھا کہ وہ انہیں بہرہ، اور اندھا کر دیتا اور اگر میں ان

باتوں سے خاموش رہوں جو ابو الخطاب کہہ رہا ہے تو خدا کو حق پہنچتا ہے کہ وہ مجھے بہرہ، اور اندھا کر دے۔

۵۳۲ حَمْدَوَيْه، قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ، قَالَ قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِنَّهُمْ يَقُولُونَ! قَالَ: وَ مَا يَقُولُونَ قُلْتُ يَقُولُونَ تَعْلَمُ قَطْرَ الْمَطَرِ وَ عَدَدَ النُّجُومِ وَ وَرَقَ الشَّجَرِ وَ وَزْنَ مَا فِي الْبَحْرِ وَ عَدَدَ التُّرَابِ، فَرَفَعَ يَدَهُ إِلَى السَّمَاءِ، وَ قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ لَا وَ اللَّهِ مَا يَعْلَمُ هَذَا إِلَّا اللَّهُ.

ابو بصیر نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ میں نے آپ سے عرض کی؛ وہ کہتے ہیں! تو آپ نے فوراً پوچھا؛ وہ کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کی؛ وہ کہتے ہیں کہ آپ بارش کے قطرات، ستاروں کی تعداد، روختوں کے پتے، سمندر کے پانی کا وزن اور مٹی کے ذرات کی تعداد جانتے ہیں، تو آپ نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیا اور فرمایا؛ سبحان اللہ، سبحان اللہ، ہر گز نہیں، خدا کی قسم ان چیزوں کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔

۵۳۳ حَمْدَوَيْه، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ يَحْيَى الْحَلَبِيِّ، عَنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ لَوْ قَامَ قَائِمُنَا بَدَأَ بِكَذَّابِي الشِّيعَةِ فَقَتَلَهُمْ. مفضل بن عمر نے امام صادقؑ سے روایت کی، فرمایا؛ اگر ہمارے قائم قیام فرمائیں تو شیعہ کے جھوٹوں سے ابتداء کریں گے اور انہیں قتل کریں گے۔

۵۳۴ حَمْدَوَيْه وَ إِبْرَاهِيمُ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: وَ لَقَدْ لَقِيتُ مُحَمَّداً

رَفَعَهُ إِلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ (ص) فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَبِّي فَقَالَ مَا لَكَ لَعَنَكَ اللَّهُ! رَبِّي وَ رَبُّكَ اللَّهُ، أَمَا وَ اللَّهِ لَكُنْتَ مَا عَلِمْتُ لَجَبَاناً فِي الْحَرْبِ لَئِيماً فِي السِّلْمِ.

محمد بن ابی حمزہ نے امام صادقؑ سے مرفوعہ روایت کی ،فرمایا: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیااور اس نے اس طرح سلام کیااے میرے رب !آپ پر سلام ہو۔

نبی اکرمؐ نے فرمایا: تجھے کیا ہے تجھ پر خدا لعنت کرے ، میرااور تیرارب اللہ ہے ، اور خدا کی قسم جہاں تک میں تمہیں جانتا ہو تو جنگ میں بزدل اور حالت صلح میں لئیم اور کمینہ ہے۔

۵۳۵ خَالِدُ بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ طَلْحَةَ، رَفَعَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ الشَّامِيِّ، قَالَ، قَالَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) مَا أَنْزَلَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ آيَةً فِي الْمُنَافِقِينَ إِلَّا وَ هِيَ فِيمَنْ يَنْتَحِلُ التَّشَيُّعَ.

علی بن یزید شامی نے امام ابو الحسن سے روایت کی کہ امام صادقؑ نے فرمایا : اللہ تعالی نے منافقین کے بارے میں جو بھی آیت نازل کی ہے وہ ان لوگوں کے بارے میں بھی ہے جو تشیع کا جھوٹ سے لبادہ اوڑھ چکے ہیں۔

۵۳۶ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ[۱۲۴] بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَيَّاحٍ، عَنْ عِيسَى، قَالَ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِيَّاكَ وَ مُخَالَطَةَ السَّفِلَةِ فَإِنَّ السَّفِلَةَ لَا يَئُولُ إِلَى خَيْرٍ.

عیسی نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا ؛ گھٹیا اور پست لوگوں سے میل جول مت رکھو کیونکہ یہ بدذات کبھی خیر وخوبی کی طرف نہیں پلٹتے۔

---

[۱۲۴]۔ رجال الکشی، ص: ۳۰۰۔

۵۳۷ وَجَدْتُ بِخَطِّ جبْرِيلَ بْنِ أَحْمَدَ: حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی، عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ زُرَارَةَ، قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَخْبِرْنِی عَنْ حَمْزَةَ أَ يَزْعُمُ أَنْ أَبِی آتِیهِ قُلْتُ نَعَمْ، قَالَ كَذَبَ وَ اللَّهِ مَا يَأْتِيهِ إِلَّا الْمُتَكَوِّنُ، إِنَّ إِبْلِيسَ سَلَّطَ شَيْطَاناً يُقَالُ لَهُ الْمُتَكَوِّنُ يَأْتِی النَّاسَ فِی أَیِّ صُورَةٍ شَاءَ، إِنْ شَاءَ فِی صُورَةٍ صَغِيرَةٍ وَ إِنْ شَاءَ فِی صُورَةٍ كَبِيرَةٍ، وَ لَا وَ اللَّهِ مَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَجِیءَ فِی صُورَةِ أَبِی (ع).

زرارہ نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ فرمایا؛ مجھے حمزہ کے بارے میں بتائیں کیا وہ گمان کرتا ہے کہ میرے والد گرامیؑ اس کے پاس آتے ہیں؟

میں نے عرض کی: ہاں۔

فرمایا: خدا کی قسم اس نے جھوٹ کہا ہے، اس کے پاس میرے والد تو نہیں آتے ہاں ایک متکون نامی شیطان ضرور آتا ہے کیونکہ ابلیس نے اس پر ایک شیطان کو مسلط کیا ہے جسے متکون کہا جاتا ہے وہ لوگوں کے پاس جس شکل میں چاہے آتا ہے اگر وہ چھوٹی شکل چاہے یا بڑی شکل میں وہ آتا ہے، لیکن خدا کی قسم وہ میرے باپ کی شکل میں آنے کی قدرت نہیں رکھتا ہے۔

۵۳۸ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا، رَفَعَهُ إِلَى أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ، ذُكِرَ عِنْدَهُ جَعْفَرُ بْنُ وَاقِدٍ وَ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ أَبِی الْخَطَّابِ، فَقِيلَ إِنَّهُ صَارَ إِلَى بيرُوذَ، وَ قَالَ فِيهِمْ: وَ هُوَ الَّذِی فِی السَّمَاءِ إِلٰهٌ وَ فِی الْأَرْضِ إِلٰهٌ، قَالَ، هُوَ الْإِمَامُ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) لَا وَ اللَّهِ لَا يَأْوِينِی وَ إِيَّاهُ سَقْفُ بَيْتٍ أَبَداً، هُمْ شَرٌّ مِنَ الْيَهُودِ

وَ النَّصَارَى وَ الْمَجُوسِ وَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا، وَ اللَّهِ مَا صَغَّرَ عَظَمَةَ اللَّهِ تَصْغِيرَهُمْ شَيْءٌ قَطُّ، إِنَّ عُزَيْراً جَالَ فِي صَدْرِهِ مَا قَالَتْ فِيهِ الْيَهُودُ فَمَحَا اللَّهُ اسْمَهُ مِنَ النُّبُوَّةِ، وَ اللَّهِ لَوْ أَنَّ عِيسَى أَقَرَّ بِمَا قَالَتِ النَّصَارَى لَأَوْرَثَهُ اللَّهُ صَمَماً إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَ اللَّهِ لَوْ أَقْرَرْتُ بِمَا يَقُولُ فِيَّ أَهْلُ الْكُوفَةِ لَأَخَذَتْنِي الْأَرْضُ، وَ مَا أَنَا إِلَّا عَبْدٌ مَمْلُوكٌ لَا أَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ ضَرٍّ وَ لَا نَفْعٍ؛

بعض شیعہ نے امام صادقؑ سے مرفوعا روایت کی کہ آپ کے پاس جعفر بن واقد اور ابو الخطاب کے ساتھیوں کے ایک گروہ کا ذکر کیا گیا اور بتایا گیا کہ وہ آج کل بیروز (اہواز) کی طرف چلا گیا ہے اور کہتا پھرتا ہے کہ خدا آسمانوں میں خدا ہے اور زمین کا خدا امام ہے ، توامام صادق نے فرمایا؛ نہیں ، خدا کی قسم مجھے اور اسے ایک سائباں کے نیچے جمع نہ کرے ، یہ بدبخت گروہ یہود و نصاری ، مجوس و مشرکین سے بھی زیادہ شریر اور بدتر ہے۔

خدا کی قسم ، ان کی طرح عظمت خدا کو کسی نے اتنا چھوٹا اور کمزور نہیں کیا ، یقینا اگر عزیر کے دل میں وہ بات کھٹکتی جو یہود نے ان کے بارے میں کہی تو خدا ان کا نام نبوت سے مٹا دیتا ، خدا کی قسم اگر حضرت عیسی اس بات کا اقرار کر لیتے جو ان کے متعلق نصاری نے کہا تھا تو اللہ انہیں قیامت تک بہرہ کر دیتا ، خدا کی قسم اگر میں اہل کوفہ کے ان شریر گروہ کی باتوں کا اقرار کر لوں تو زمین مجھے دبوچ لے گی اور میں تو خدا کا ایک بندہ اور غلام ہوں ، میں اپنے کسی نفع اور نقصان پہ قادر نہیں ہوں۔

۵۳۹ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ زَكَرِيَّا، عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ، عَنْ قَاسِمٍ الصَّيْرَفِيِّ، قَالَ، سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ: قَوْمٌ يَزْعُمُونَ أَنِّي لَهُمْ إِمَامٌ، وَ اللَّهِ مَا أَنَا لَهُمْ بِإِمَامٍ، مَا لَهُمْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ، كُلَّمَا سَتَرْتُ سِتْراً هَتَكُوهُ،

هَتَکَ اللَّهُ سُتُورَهُمْ، أَقُولُ كَذَا، يَقُولُونَ إِنَّمَا يَعْنِي كَذَا، إِنَّمَا أَنَا إِمَامُ مَنْ أَطَاعَنِي.

قاسم صیرفی نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا؛ ایک گروہ گمان کرتا ہے کہ میں ان کا امام ہوں حالانکہ خدا کی قسم میں ان کا امام نہیں ہوں، خدا ان پر لعنت کرے انہیں کیا ہے؟ جب بھی میں کوئی راز اور پردہ لٹکاتا ہوں تو وہ اس کی ہتک حرمت کرتے ہیں خدا ان کی پردہ دری فرمائے، میں کچھ کہتا ہوں وہ کہتے ہیں کہ ان کی مراد یہ تھی، بے شک میں ان کا امام ہو جو میری اطاعت اور پیروی کریں۔

۵۴۰ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِد، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ الْوَشَّاءُ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ: مَنْ قَالَ إِنَّا أَنْبِيَاءُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ، وَ مَنْ شَكَّ فِي ذَلِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ.

بعض شیعہ نے امام صادقؑ سے روایت کی، فرمایا؛ جو کہے کہ ہم نبی ہیں تو اس پر خدا کی لعنت ہو اور جو اس میں شک کرے تو اس پر بھی خدا کی لعنت ہو۔

۵۴۱ قَالَ حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ بُنْدَارَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَيْهِ الْقُمِّيَّانِ، قَالا حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي خَلَف، قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: لَعَنَ اللَّهُ بيان التبان [بُنَانَ الْبَيَانِ وَ إِنَّ بُنَاناً لَعَنَهُ اللَّهُ كَانَ يَكْذِبُ عَلَى أَبِي أَشْهَدُ أَنَّ أَبِي عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ كَانَ عَبْداً صَالِحاً.

زرارہ نے امام ابو جعفر باقرؑ سے روایت کی فرمایا؛خدا بیان تبان (بنان بیان[نسخہ]) پر لعنت کرے ،بے شک بنان (کہ خدا اس پر لعنت کرے) نے میرے بابا پر جھوٹ بولا ،بے شک میرے بابا علی بن حسین (امام سجادؑ) خدا کے صالح بندے تھے۔

۵۴۲ سَعْدٌ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ وَ الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، قَالَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ يَحْيَى، عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: لَعَنَ اللَّهُ الْمُغِيرَةَ بْنَ سَعِيد، إِنَّهُ كَانَ يَكْذِبُ عَلَى أَبِي فَأَذَاقَهُ اللَّهُ حَرَّ الْحَدِيد، لَعَنَ اللَّهُ مَنْ قَالَ فِينَا مَا لَا نَقُولُهُ فِي أَنْفُسِنَا، وَ لَعَنَ اللَّهُ مَنْ أَزَالَنَا عَنِ الْعُبُودِيَّةِ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَنَا وَ إِلَيْهِ مَآبُنَا وَ مَعَادُنَا وَ بِيَدِهِ نَوَاصِينَا.

بعض شیعہ نے امام صادقؑ سے روایت کی،فرمایا ؛خدا مغیرہ بن سعید پر لعنت کرے وہ میرے بابا پر جھوٹ بولتا تھا تو خدا نے اسے تلوار کا مزہ چکھایا، خدا اس پر لعنت کرے جو ہمارے بارے میں ایسی بات کہے جو ہم اپنے بارے میں نہیں کہتے ،اور خدا اس پر لعنت کرے جو ہمیں اس خدا کی بندگی سے جدا کرے جس نے ہمیں خلق کیا اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں اسی کی پناہ میں ہیں اور اس کے ہاتھ میں ہماری پیشانیاں ہیں۔

۵۴۳ سَعْدٌ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى وَ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ وَ يَعْقُوبُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي يَزِيدَ الْعَطَّارِ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ- هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّياطِينُ تَنَزَّلُ عَلى كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ(شعراء ۲۲۱،۲۲۲) قَالَ: هُمْ سَبْعَةٌ: الْمُغِيرَةُ بْنُ

سَعِيدٍ وَ بيان [بُنَانٌ] وَ صَائِدٌ وَ حَمْزَةُ بْنُ عُمَارَةَ الْبَرْبَرِيُّ وَ الْحَارِثُ الشَّامِيُّ وَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ وَ أَبُو الْخَطَّابِ.

بعض شیعہ نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ امام نے اس آیت کے بارے میں فرمایا؛ کیا میں تمہیں اس شخص کی خبر دوں جس پر شیاطین نازل ہوتے، وہ ہر جھوٹے اور گناہ گار پر نازل ہوتے ہیں۔

فرمایا: وہ سات فرد ہیں؛ مغیرہ بن سعید، بیان، صائد، حمزہ بن عمارہ بربری، حارث شامی، عبداللہ بن عمرو بن حارث، اور ابوالخطاب[۳۵]۔

۵۴۴ سَعْدٌ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ أَبِي يَحْيَى سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ الْوَاسِطِيِّ وَ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ أَخِيهِ جَعْفَرٍ وَ أَبِي يَحْيَى الْوَاسِطِيِّ، قَالَ، قَالَ أَبُو الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) كَانَ بيان [بُنَانٌ يَكْذِبُ عَلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ (ع) فَأَذَاقَهُ اللَّهُ حَرَّ الْحَدِيدِ، وَ كَانَ الْمُغِيرَةُ بْنُ سَعِيدٍ يَكْذِبُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ (ع) فَأَذَاقَهُ اللَّهُ حَرَّ الْحَدِيدِ، وَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ يَكْذِبُ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى (ع) فَأَذَاقَهُ اللَّهُ حَرَّ الْحَدِيدِ، وَ كَانَ أَبُو الْخَطَّابِ يَكْذِبُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَأَذَاقَهُ اللَّهُ حَرَّ الْحَدِيدِ، وَ الَّذِي يَكْذِبُ عَلَيَّ مُحَمَّدُ بْنُ فُرَاتٍ. قَالَ أَبُو يَحْيَى وَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ فُرَاتٍ مِنَ الْكُتَّابِ فَقَتَلَهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ شَكَلَةَ.

جعفر بن عیسی اور ابو یحیٰی واسطی نے امام رضاؑ سے روایت کی فرمایا؛ بیان (بنان) امام سجادؑ پر جھوٹ بولتا تھا تو خدا نے اسے تلوار کا مزہ چکھایا، اور مغیرہ بن سعید، ابو جعفر امام باقرؑ پر جھوٹ

[۳۵] ۔ یہ روایت ۵۱۱ میں کچھ فرق کے ساتھ گزر چکی ۔

بولتا تھا تو خدا نے اسے تلوار کا مزہ چکھایا اور محمد بن بشیر، میرے بابا امام کاظمؑ پر جھوٹ بولتا تھا تو خدا نے اسے تلوار کا مزہ چکھایا اور ابو الخطاب، امام صادقؑ پر جھوٹ بولتا تھا تو خدا نے اسے تلوار کا مزہ چکھایا اور مجھ پر محمد بن فرات جھوٹ بولتا ہے۔

راوی ابو یحییٰ نے کہا کہ محمد بن فرات لکھاری تھا، تو اسے ابراہیم بن شکلہ نے اسے قتل کر دیا۔

۵۴۵ سَعْدٌ، قَالَ حَدَّثَنِی الْأَشْعَرِیُّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَلِیِّ بْنِ عَامِرٍ، بِإِسْنَادِه، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ، قَالَ: تَرَاءَى وَ اللَّهِ إِبْلِيسُ لِأَبِی الْخَطَّابِ عَلَى سُورِ الْمَدِينَةِ أَوِ الْمَسْجِدِ، فَكَأَنِّی أَنْظُرُ إِلَيْهِ وَ هُوَ يَقُولُ لَهُ إِيهاً نَظْفَرُ الْآنَ إِيهاً نَظْفَرُ الْآنَ.

عبداللہ بن علی بن عامر نے اپنے اسناد سے امام صادقؑ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا؛:خدا کی قسم! ابلیس ابو الخطاب کو مدینہ یا مسجد کی دیواروں پہ نظر آیا ہے گویا میں اسے دیکھ رہا ہو وہ اس سے کہہ رہا ہے کہ تھوڑا ٹھہرو ابھی ہم کامیاب ہو گئے، تھوڑا ٹھہرو ابھی ہم کامیاب ہو گئے۔

۵۴۶ سَعْدٌ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ وَ يَعْقُوبُ بْنُ يَزِيدَ وَ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَيْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ حصن [خَضِرِ بْنِ عَمْرٍو النَّخَعِیِّ، قَالَ، كُنْتُ جَالِساً عِنْدَ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّ أَبَا مَنْصُورٍ حَدَّثَنِی أَنَّهُ رُفِعَ إِلَى رَبِّهِ وَ مَسَحَ عَلَى رَأْسِه وَ قَالَ لَهُ بِالْفَارِسِيَّةِ يَا پِسَرُ، فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) حَدَّثَنِی أَبِی عَنْ جَدِّی أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (ص) قَالَ: إِنَّ إِبْلِيسَ اتَّخَذَ عَرْشاً فِيمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَ الْأَرْضِ، وَ اتَّخَذَ

زَبَانِيَةً [۱۲۶] كَعَدَدِ الْمَلَائِكَةِ فَإِذَا دَعَا رَجُلًا فَأَجَابَهُ وَ وَطِئَ عَقِبَهُ وَ تَخَطَّتْ إِلَيْهِ الْأَقْدَامُ، تَرَاءَى لَهُ إِبْلِيسُ وَ رُفِعَ إِلَيْهِ، وَ إِنَّ أَبَا مَنْصُورٍ كَانَ رَسُولَ إِبْلِيسَ، لَعَنَ اللَّهُ أَبَا مَنْصُورٍ، لَعَنَ اللَّهُ أَبَا مَنْصُورٍ ثَلَاثاً.

حصن (حضر) بن عمرو نخعی کا بیان ہے کہ میں امام صادقؑ کے پاس بیٹھا تھا تو ایک شخص نے آپ سے عرض کی؛ میں آپ پر قربان جاوں، ابو منصور نے مجھے بیان کیا کہ وہ خدا کی طرف اٹھائے گئے اور اس نے اس کے سر کو چھوا اور فارسی زبان میں اس سے کہا؛اے پسر (فرزند)، تو امام صادقؑ نے اس سے فرمایا؛ مجھے میرے باباؑ نے میرے جد امجدؑ سے نقل فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا؛ابلیس نے آسمان و زمین کے درمیان ایک عرش و تخت بنایا ہے اور اس نے ملائکہ کی تعداد کے برابر لشکر و سپاہی تیار کر رکھے ہیں جب وہ کسی شخص کو بلاتا ہے اور وہ اس کا مثبت جواب دیتا ہے تو وہ اس کے پیچھے ہو جاتا ہے اور اس کے پیچھے لشکروں کے لشکر چلتے ہیں اسے ابلیس نظر آیا ہے اور وہ اسی کے پاس گیا ہے اور بے شک ابو منصور ابلیس کا نمائندہ ہے اور تین مرتبہ فرمایا؛خدا ابو منصور پر لعنت کرے۔

۵۴۷ سَعْدٌ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ: إِنَّ بيانا [بُنَاناً وَ السَّرِيَّ وَ بَزِيعاً لَعَنَهُمُ اللَّهُ تَرَاءَى لَهُمُ الشَّيْطَانُ فِي أَحْسَنِ مَا يَكُونُ صُورَةُ آدَمِيٍّ مِنْ قَرْنِهِ إِلَى سُرَّتِهِ، قَالَ، فَقُلْتُ إِنَّ بُنَاناً يَتَأَوَّلُ هَذِهِ الْآيَةَ وَ هُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَهٌ وَ فِي الْأَرْضِ إِلَهٌ، أَنَّ الَّذِي فِي الْأَرْضِ غَيْرُ إِلَهِ السَّمَاءِ، وَ إِلَهُ السَّمَاءِ غَيْرُ إِلَهِ الْأَرْضِ، وَ أَنَّ إِلَهَ السَّمَاءِ أَعْظَمُ مِنْ إِلَهِ الْأَرْضِ، وَ أَنَّ

---

[۱۲۶] ۔ رجال الکشی، ص: ۳۰۴۔

أَهْلَ الْأَرْضِ يَعْرِفُونَ فَضْلَ إِلَهِ السَّمَاءِ وَ يُعَظِّمُونَهُ فَقَالَ: وَ اللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيکَ لَهُ إِلَهُ مَنْ فِی السَّمَاوَاتِ وَ إِلَهُ مَنْ فِی الْأَرَضِينَ، كَذَبَ بُنَانٌ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ، لَقَدْ صَغَّرَ اللَّهَ جَلَّ وَ عَزَّ وَ صَغَّرَ عَظَمَتَهُ.

ہشام بن حکم نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا؛ بیان (بنان) اور سری اور بزیع ،ان پر خدا لعنت کرے ان کو شیطان سر سے ناف تک ایک خوبصورت مرد کی شکل میں نظر آیا ہے ،راوی کہتا ہے میں نے عرض کی ؛ بنان اس آیت کی تاویل کرتا ہے وہ ہے جو آسمان میں معبود ہے اور زمین میں معبود ہے وہ کہتا ہے جو زمین میں خدا ہے وہ آسمان والے خدا کے علاوہ ہے ،آسمانوں کا خدا زمین کے خدا کے علاوہ ہے اور آسمان کا خدا، زمین کے خدا سے عظیم تر ہے اور اہل زمین آسمانوں کے خدا کی فضیلت کو جانتے ہیں اور اس کی تعظیم کرتے ہیں۔
آپ نے فرمایا : خدا کی قسم ، وہی ایک اللہ ہے جو تنہا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں وہی آسمانوں اور زمین میں معبود ہے اور بنان نے خدا پر جھوٹ بولا ہے خدا اس پر لعنت کرے اس نے خدا کی ذات اور اس کی عظمت کو گھٹایا ہے۔

۵۴۸ سَعْدٌ، قَالَ حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ وَ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَيْرٍ. وَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِی عُمَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ أُذَيْنَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْعِجْلِيِّ، قَالَ، كَانَ حَمْزَةُ بْنُ عُمَارَةَ الْبَرْبَرِیُّ لَعَنَهُ اللَّهُ يَقُولُ لِأَصْحَابِهِ إِنَّ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) يَأْتِينِی فِی كُلِّ لَيْلَةٍ، وَ لَا يَزَالُ إِنْسَانٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ قَدْ أَرَاهُ إِيَّاهُ، فَقُدِّرَ لِی أَنِّی لَقِيتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) فَحَدَّثْتُهُ بِمَا يَقُولُ حَمْزَةُ، فَقَالَ كَذَبَ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ مَا يَقْدِرُ الشَّيْطَانُ أَنْ يَتَمَثَّلَ فِی صُورَةِ نَبِیٍّ وَ لَا وَصِیِّ نَبِیٍّ.

برید بن معاویہ عجلی کا بیان ہے کہ حمزہ بن عمارہ بربری خدا اس پر لعنت کرے، وہ اپنے ساتھیوں کو کہتا ہے کہ امام ابو جعفر باقرؑ ہر شب میرے پاس آتے ہیں اور اس کا گمان ہے کہ میں نے ان کو دیکھا ہے، راوی کہتا ہے مقدر میں تھا کہ میں نے امام باقرؑ سے ملاقات کی تو میں نے کی باتیں آپ کو بتائیں تو آپ نے فرمایا؛ خدا اس پر لعنت کرے اس نے جھوٹ بولا ہ شیطان کسی نبی اور نبی کے وصی کی شکل میں آنے کی قدرت نہیں رکھتا ہے۔

۵۴۹ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ الطَّيَالِسِیُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِی نَجْرَانَ، عَنِ ابْنِ سِنَانٍ، قَالَ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ صَادِقُونَ لَا نَخْلُو مِنْ كَذَّابٍ يَكْذِبُ عَلَيْنَا فَيُسْقِطُ صِدْقَنَا بِكَذِبِهِ عَلَيْنَا عِنْدَ النَّاسِ، كَانَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) أَصْدَقَ الْبَرِيَّةِ لَهْجَةً وَ كَانَ مُسَيْلَمَةُ يَكْذِبُ عَلَيْهِ، وَ كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) أَصْدَقَ مَنْ بَرَأَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِ رَسُولِ اللَّهِ (ص)، وَ كَانَ الَّذِی يَكْذِبُ عَلَيْهِ وَ يَعْمَلُ فِی تَكْذِيبِ صِدْقِهِ بِمَا يَفْتَرِی عَلَيْهِ مِنَ الْكَذِبِ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَبَإٍ لَعَنَهُ اللَّهُ، وَ كَانَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِیٍّ (ع) قَدِ ابْتُلِیَ بِالْمُخْتَارِ، ثُمَّ ذَكَرَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: الْحَارِثَ الشَّامِیَّ وَ بَيَانَ، فَقَالَ، كَانَا يَكْذِبَانِ عَلَى عَلِیِّ بْنِ الْحُسَيْنِ (ع) ثُمَّ ذَكَرَ الْمُغِيرَةَ بْنَ سَعِيدٍ وَ بَزِيعاً وَ السَّرِیَّ وَ أَبَا الْخَطَّابِ وَ مَعْمَراً وَ بَشَّاراً الْأَشْعَرِیَّ وَ حَمْزَةَ الْبَرْبَرِیَّ وَ صَائِدَ النَّهْدِیَّ، فَقَالَ: لَعَنَهُمُ اللَّهُ إِنَّا لَا نَخْلُو مِنْ كَذَّابٍ أَوْ عَاجِزِ الرَّأْیِ، كَفَانَا اللَّهُ مَؤُنَةَ كُلِّ كَذَّابٍ وَ أَذَاقَهُمُ اللَّهُ حَرَّ الْحَدِيدِ.

ابن سنان نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا؛ہم صادق اور سچا گھرانہ ہیں مگر ہمیشہ ہم پر ایسے جھوٹ بولنے والے موجود رہے ہیں جو اپنے جھوٹ کے ذریعے لوگوں میں ہمارے سچ کے اعتبار کو گرانہ چاہتے ہیں پس؛

۱۔رسول اکرم ﷺ تمام مخلوقات میں سے زیادہ صادق القول اور سچے تھے لیکن مسیلمہ ان پر جھوٹ بولتا تھا۔

۲۔امام امیر المومنین نبی اکرم کے بعد سب سے زیادہ سچے تھے اور جو شخص آپ پر جھوٹ بولتا تھا اور اپنے جھوٹ و افتراء کے ذریعے ان کی صداقت اور سچائی کو جھٹلانا چاہتا تھا وہ عبداللہ بن سبا تھا،خدا ان پر لعنت کرے۔

۳۔اور امام حسین مختار کے ذریعے مبتلاء تھے۔

۴۔پھر امام صادق نے حارث شامی اور بیان کو ذکر کیا اور فرمایا یہ دونوں امام سجاد پر جھوٹ بولتے تھے۔

۵۔پھر امام نے مغیرہ بن سعید ،بزیع ،سری ،ابو الخطاب ،معمر ،بشار اشعری ،حمزہ بربری اور صائد نہدی کا ذکر کیا اور فرمایا؛خدا ان پر لعنت کرے ،بے شک ہم پر ہمیشہ جھوٹ بولنے والے یا ضعیف رائے والے افراد موجود رہے ہیں ،اور ہمیں ہر جھوٹے کے ظلم کے بدلے میں ہمارا خدا کافی ہے اور وہی ان کو ہمیشہ تلوار کا مزہ چکھاتا رہا ہے۔

۵۵۰ سَعْدٌ، قَالَ حَدَّثَنِی الْعُبَیْدِیُّ، عَنْ یُونُسَ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَامِرٍ الْقَصَبَانِیِّ. وَ حَدَّثَنِی أَیُّوبُ بْنُ نُوحٍ وَ الْحَسَنُ بْنُ مُوسَی الْخَشَّابُ وَ الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِیرَةِ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِی طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِی یَعْفُورٍ، قَالَ، دَخَلْتُ عَلَی أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَقَالَ: مَا فَعَلَ بَزِیعٌ فَقُلْتُ لَهُ قُتِلَ،

فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ، أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ لِهَؤُلَاءِ الْمُغِيرِيَّةِ شَيْءٌ خَيْراً مِنَ الْقَتْلِ لِأَنَّهُمْ لَا يَتُوبُونَ أَبَداً.

ابن ابی یعفور کا بیان ہے کہ میں امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا؛ بزیع کا کیا بنا؟ میں نے عرض کی: وہ قتل ہو گیا۔

آپ نے فرمایا: خدا کا حمد و شکر جان لو ان گروہ مغیرہ کے لیے قتل سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے کیونکہ وہ کبھی توبہ نہیں کرنے والے۔

۵۵۱ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ إِشْكِيبَ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أُورَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الْبَرْقِيِّ، عَنْ أَبِي طَالِبٍ الْقُمِّيِّ، عَنْ حَنَانِ بْنِ سَدِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِنَّ قَوْماً يَزْعُمُونَ أَنَّكُمْ آلِهَةٌ يَتْلُونَ عَلَيْنَا بِذَلِكَ قُرْآناً يا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّباتِ وَ اعْمَلُوا صالِحاً إِنِّي بِما تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ(مومنون،۵۱)، قَالَ: يَا سَدِيرُ سَمْعِي وَ بَصَرِي وَ شَعْرِي وَ بَشَرِي وَ لَحْمِي وَ دَمِي مِنْ هَؤُلَاءِ بِرَاءٌ، بَرِئَ اللَّهُ مِنْهُمْ وَ رَسُولُهُ، مَا هَؤُلَاءِ عَلَى دِينِي وَ دِينِ آبَائِي، وَ اللَّهِ لَا يَجْمَعُنِي وَ إِيَّاهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَ هُوَ عَلَيْهِمْ سَاخِطٌ، قَالَ، قُلْتُ فَمَا أَنْتُمْ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ خُزَّانُ عِلْمِ اللَّهِ وَ تَرَاجِمَةُ وَحْيِ اللَّهِ وَ نَحْنُ قَوْمٌ مَعْصُومُونَ أَمَرَ اللَّهُ بِطَاعَتِنَا وَ نَهَى عَنْ مَعْصِيَتِنَا نَحْنُ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ عَلَى مَنْ دُونَ السَّمَاءِ وَ فَوْقَ الْأَرْضِ قَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ إِشْكِيبَ وَ سَمِعْتُ مِنْ أَبِي طَالِبٍ عَنْ سَدِيرٍ إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

سدیر نے بیان کیا کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کی ایک گروہ خیال کرتا ہے کہ آپ حضرات معبود ہیں اور اس بات کے لیے ہم پر قرآن پڑھتے ہیں ؛اے رسولو! تم پاک و پاکیزہ

چیزوں سے کھاو اور نیک عمل کرو بے شک میں تمہارے اعمال کو جانتا ہوں ، اور پھر فرمایا ؛ اے سدیر ! میرے کان ، میری آنکھیں ، میرے بال ، میری جلد ، میرا گوشت ، میرا خون (یعنی میرا پورا وجود) ان سے بری ہے ، خدا اور اس کا رسول ان سے بری ہے ، وہ میرے اور میرے آباء کے دین پر نہیں ہیں ، خدا کی قسم خدا مجھے اور ان کو قیامت کے دن محشور نہیں کرے گا مگر یہ کہ وہ ان پر غضب ناک ہو گا۔

راوی کہتا ہے : میں نے عرض کی : میں آپ پر قربان جاوں ، توآپ کی حقیقت کیا ہے ؟

فرمایا : ہم علم خدا کے خزانہ دار ، خدا کی وحی کے ترجمان ہیں اور ہم معصوم ہیں ، خدا نے ہماری اطاعت کا حکم دیا ہے اور ہماری نافرمانی سے منع کیا ہے ہم آسمان سے نیچے اور زمین کے اوپر تمام مخلوقات پر خدا کی وسیع حجت ہیں ، حسین بن اشکیب راوی کا بیان ہے کہ میں نے ابو طالب قمی سے سنا کہ سدیر نے کہا ؛ ان شاء اللہ۔

۵۵۲ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُوفِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمَوْصِلِيُّ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ رَزِينٍ، عَنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ، سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ: إِيَّاكَ وَ السَّفِلَةَ إِنَّمَا شِيعَةُ جَعْفَرٍ مَنْ عَفَّ بَطْنُهُ وَ فَرْجُهُ وَ اشْتَدَّ جِهَادُهُ وَ عَمِلَ لِخَالِقِهِ وَ رَجَا ثَوَابَهُ وَ خَافَ عِقَابَهُ[۱۲۷].

مفضل بن عمر نے امام صادقؑ سے روایت کی ، فرمایا ؛ تم گھٹیا اور پست فطرت لوگوں سے بچو ، بے شک جعفر صادق کے شیعہ وہ لوگ ہیں جن کا پیٹ اور شرم گاہیں حرام سے محفوظ اور پاکدامن ہوں ، جو تقوی کے لیے شدید کوشش کرنے والے ہوں اور اپنے خالق و مالک کے لیے خالص عمل کریں اور اس کے ثواب کی امید اور اس کے عذاب کا خوف رکھتے ہوں۔

---

[۱۲۷] ۔ رجال الکشی ، ص: ۳۰۷۔

۵۵۳ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ یَحْیَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَیْنِ، عَنْ مُوسَى بْنِ سَلَّامٍ، عَنْ حَبِیبٍ الْخَثْعَمِیِّ، عَنِ ابْنِ أَبِی یَعْفُورٍ، قَالَ، كُنْتُ عِنْدَ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَاسْتَأْذَنَ عَلَیْهِ رَجُلٌ حَسَنُ الْهَیْئَةِ، فَقَالَ: اتَّقِ السَّفِلَةَ، فَمَا تَقَارَّتْ فِی الْأَرْضِ حَتَّى خَرَجْتُ، فَسَأَلْتُ عَنْهُ فَوَجَدْتُهُ غَالِیاً.

ابن ابی یعفور کا بیان ہے کہ میں امام صادقؑ کے پاس تھا کہ ایک خوبصورت شکل و صورت والے شخص نے آپ سے اذن حضور طلب کیا تو آپ نے فرمایا؛ پست فطرت افراد سے بچ تو جب تک مین زمین پر بیٹھا رہا اس کے متعلق سوچتا رہا اور جب وہاں سے نکلا تو اس کے متعلق پوچھنا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک غالی شخص ہے۔

۵۵۴ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَیْبِیُّ، قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، عَنْ أَبِیهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ هَارُونَ بْنِ خَارِجَةَ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَ مُرَادٌ أَخِی عِنْدَ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَقَالَ لَهُ مُرَادٌ جُعِلْتُ فِدَاكَ خَفَّ الْمَسْجِدُ قَالَ وَ مِمَّ ذَلِكَ قَالَ بِهَؤُلَاءِ الَّذِینَ قُتِلُوا یَعْنِی أَصْحَابَ أَبِی الْخَطَّابِ، قَالَ فَأَكَبَّ عَلَى الْأَرْضِ مَلِیّاً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: كَلَّا زَعَمَ الْقَوْمُ أَنَّهُمْ لَا یُصَلُّونَ.

ہارون بن خارجہ کا بیان ہے کہ میں اور میرا بھائی مراد امام صادقؑ کے پاس تھے تو مراد نے امام سے عرض کی؛ میں آپ پر قربان جاوں، مسجد اب کچھ پر سکون ہوئی ہے، آپ نے فرمایا؛ کس سے ؟

اس نے عرض کی: ان سے جو قتل ہوگئے، یعنی ابوالخطاب کے ساتھیوں سے۔

امام نے کافی دیر تک سر زمین کی طرف جھکایا یعنی سجدہ کیا، پھر سر اٹھایا اور فرمایا؛ ہر گز نہیں، ان لوگوں کا خیال تھا کہ وہ نماز نہیں پڑھتے (یعنی معصومین سجدہ نہیں کرتے اور خدا ہیں)۔

۵۵۵ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ، قَالَ حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ الْقُمِّیُّ، عَنْ حَمْدَانَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ، عَنْ أَبِی الْمَغْرَاءِ، عَنْ عَنْبَسَةَ، قَالَ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) لَقَدْ أَمْسَيْنَا وَ مَا أَحَدٌ أَعْدَی لَنَا مِمَّنْ يَنْتَحِلُ مَوَدَّتَنَا.

عنبسہ نے امام صادقؑ سے روایت کی، فرمایا؛ ہم اس حالت میں صبح شام کرتے ہیں کہ ہمارا سب سے بڑا دشمن وہ ہے جو ہماری محبت کا جھوٹا دعویدار ہو (اور عقیدے اور عمل میں ہمارا مخالف ہو)۔

۵۵۶ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْبَرَّانِیُّ وَ عُثْمَانُ بْنُ حَامِد، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزْدَادَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ مُوسَی بْنِ بَشَّارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَرِيک،عَنْ أَبِيه، قَالَ، بَيْنَا عَلِیٌّ (ع) عِنْدَ امْرَأَةٍ مِنْ عَنَزَةَ وَ هِیَ أُمُّ عَمْرٍو إِذْ أَتَاهُ قَنْبَرُ، فَقَالَ، إِنَّ عَشَرَةَ نَفَرٍ بِالْبَابِ يَزْعُمُونَ أَنَّک رَبُّهُمْ، قَالَ أَدْخِلْهُمْ! قَالَ، فَدَخَلُوا عَلَيْه، فَقَالَ: مَا تَقُولُونَ فَقَالُوا إِنَّک رَبُّنَا وَ أَنْتَ الَّذِی خَلَقْتَنَا وَ أَنْتَ الَّذِی تَرْزُقُنَا، فَقَالَ: لَهُمْ وَيْلَكُمْ لَا تَفْعَلُوا إِنَّمَا أَنَا مَخْلُوقٌ مِثْلُكُمْ، فَأَبَوْا أَنْ يَقْلَعُوا فَقَالَ لَهُمْ وَيْلَكُمْ رَبِّی وَ رَبُّكُمُ اللَّهُ وَيْلَكُمْ تُوبُوا وَ ارْجِعُوا، فَقَالُوا لَا نَرْجِعُ عَنْ مَقَالَتِنَا أَنْتَ رَبُّنَا وَ تَرْزُقُنَا وَ أَنْتَ خَلَقْتَنَا، فَقَالَ: يَا قَنْبَرُ آتِنِی بِالْفَعَلَة، فَخَرَجَ قَنْبَرُ فَأَتَاهُ بِعَشَرَةِ رِجَالٍ مَعَ الزُّبُلِ وَ الْمُرُورِ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَحْفِرُوا لَهُمْ فِی الْأَرْضِ، فَلَمَّا حَفَرُوا خَدّاً أَمَرَ بِالْحَطَبِ وَ النَّارِ فَطَرَحَ فِيهِ حَتَّی صَارَ

نَاراً تَتَوَقَّدُ قَالَ لَهُمْ وَيْلَكُمْ تُوبُوا وَ ارْجِعُوا! فَأَبَوْا وَ قَالُوا لَا نَرْجِعُ، فَقَذَفَ عَلِیٌّ (ع) بَعْضَهُمْ ثُمَّ قَذَفَ بَقِيَّتَهُمْ فِی النَّارِ، ثُمَّ قَالَ عَلِیٌّ (ع):

إِنِّی إِذَا أَبْصَرْتُ شَيْئاً مُنْكَراً   أَوْقَدْتُ نَارِی وَ دَعَوْتُ قَنْبَراً

شریک کا بیان ہے کہ امام علی امیر المومنینؑ بنی عنزہ کی ایک عورت امّ عمرو کے پاس تھے کہ قنبر آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی دروازے پر دس افراد موجود ہیں جن کا خیال ہے کہ آپ ان کے ربّ ہیں، فرمایا ان کو لے آو، جب وہ امام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا آپ ہمارے رب ہیں آپ نے ہمیں خلق کیا اور آپ ہمیں رزق دیتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: تمہارا برا ہو ایسا نہ کرو میں تمہاری طرح مخلوق ہوں تو انہوں نے اپنا عقیدہ چھوڑنے سے انکار کر دیا تو آپ نے فرمایا؛ تمہارا برا ہو میرا اور تمہارا خدا اللہ ہے، تمہارا برا ہو توبہ کرو اور لوٹ جاو، تو انہوں نے کہا ہم اپنی بات کو چھوڑنے والے نہیں ہیں، آپ ہمارے رب ہیں آپ نے ہمیں خلق کیا اور آپ ہمیں رزق دیتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: اے قنبر، مزدوروں کو لاو، قنبر گیا اور دس مزدوروں کو لایا جنہوں نے بیلچے اور رسے اٹھا رکھے تھے تو آپ نے انہیں ان بدبخت غالیوں کے لیے گڑھے کھودنے کا حکم دیا، جب انہوں نے گڑھے کھود لیے تو آپ نے ان میں آگ جلانے کا حکم دیا جب آگ کے شعلے اٹھنے لگے اور انگارے دہکنے لگے تو آپ نے فرمایا؛ ارے بدبختو! برباد ہو جاو، اب بھی وقت ہے توبہ کرلو اور لوٹ جاو، لیکن انہوں نے انکار کیا اور کہنے لگے؛ ہم اپنا نظریہ نہیں چھوڑیں گے تو امام علی نے پہلے بعض کو آگ کے سپرد کیا پھر اس کے بعد بقیہ کو نذر آتش کیا اور یہ اشعار پڑھے؛ جب میں کوئی ناپسندیدہ امر دیکھتا ہوں تو آگ جلاتا ہوں اور قنبر کو بلاتا ہوں۔

معاویہ بن عمّار[۱۳۸]

فِی مُعَاوِیَةَ بْنِ عَمَّارٍ وَ ذِکْرِ عُمُرِه؛ ۵۵۷- قَالَ أَبُو عَمْرٍو الْکَشِّیُّ: هُوَ مَوْلَی بَنِی دُهْنٍ وَ هُمْ حَیٌّ مِنْ بَجِیلَةَ،وَ کَانَ یَبِیعُ السَّابِرِیَّ، وَ عَاشَ مِائَةً وَ خَمْساً وَ سَبْعِینَ سَنَةً.

معاویہ بن عمّار اور اس کی عمر کا ذکر، ابو عمرو کشی فرماتے ہیں کہ وہ بنی دہن کے ہم پیمان تھے جو بجیلہ کا ایک قبیلہ ہے اور وہ نرم و نازک کپڑوں کا کاروبار کرتے تھے اور ۱۷۵ سال زندہ رہے[۱۳۹]۔

---

[۱۳۸]۔ رجال الطوسی ۳۱۰. تنقیح المقال ۳: قسم المیم: ۲۲۴. معجم رجال الحدیث ۱۸: ۲۰۹ و ۲۱۴ و ۲۱۵ و ۲۱۸. رجال البرقی ۳۳. الذریعة ۶: ۲۵۳ و ۲۵: ۳۰۶. رجال النجاشی ۲۹۲. فہرست الطوسی ۱۶۶. معجم الثقات ۱۲۲. نقد الرجال ۳۴۷. رجال ابن داود ۱۹۱. معالم العلماء ۱۲۲. رجال الحلی ۱۶۶. توضیح الاشتباہ ۲۸۳ (ذیل معاویة بن حکیم) جامع الرواۃ ۲: ۲۳۹. ہدایة المحدثین ۱۴۶، مجمع الرجال ۶: ۹۹ و ۱۰۰. تتمة المنتہی (فارسی) ۲۳۰. تأسیس الشیعة ۲۸۶. فہرست الندیم ۲۷۵. المناقب ۴: ۲۸۱. منتہی المقال ۳۰۳. منہج المقال ۳۳۶. نضد الایضاح ۳۳۲. جامع المقال ۸۹. ایضاح الاشتباہ ۹۳. وسائل الشیعة ۲۰: ۳۵۱. التحریر الطاووسی ۲۷۹. إضبط المقال ۵۰۶ و ۵۴۷. اتقان المقال ۱۳۷ و ۳۶۳ وفیہ من الضعفاء. الوجیزۃ ۵۱. شرح مشیخة الفقیہ ۵۰. رجال الأنصای ۱۸۷. روضة المتقین ۱۴: ۴۵۸. بہجة الامال ۷: ۳۷. لسان المیزان ۷: ۳۹۲. معجم المؤلفین ۱۲: ۳۰۴. میزان الاعتدال ۴: ۱۳۷. تقریب التہذیب ۲: ۲۶۰. الأنساب ۲۳۵. اللباب ۱: ۵۲۰. الأعلام ۷: ۲۶۲ (اس میں ان کی وفات ۱۴۵ھ کو لکھی ہے ان سے یہ اشتباہ ہوا کہ اس معاویہ کے دادے کو اس سے خلط کر لیا). تہذیب التہذیب ۱۰: ۲۱۴. خلاصة تذہیب الکمال ۳۲۶. التاریخ الکبیر ۷: ۳۳۵، تاریخ إسماء الثقات ۳۰۳. الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی ۳: ۱۲۷. المغنی فی الضعفاء ۲: ۶۶۶. الجرح والتعدیل ۴: ۱: ۳۸۵. الاکمال ۳: ۳۹۹.

ابوالبختری وہب بن وہب[۱۳۰]

۵۵۸ ذَكَرَ أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ قُتَيْبَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَيْبَةَ الْقُتَيْبِيُّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ سَلَمَةَ الْكُوفِيِّ: أَبُو الْبَخْتَرِيِّ اسْمُهُ وَهْبُ بْنُ وَهْبِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ زَمْعَةَ بْنِ الْأَسْوَدِ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ (ص).

---

[۱۲۹] ۔ صحیح یہ ہے کہ ان کی وفات سنہ ۱۷۵ھ کو ہوئی نہ یہ کہ ان کی عمر ۱۷۵ سال تھی ، ظاہرا اس عبارت میں الی ساقط ہے یا اشتباہ ہے۔

[۱۳۰] ۔ رجال الطوسی ۳۲۷. معجم رجال الحدیث ۱۹: ۲۱۰ و ۲۱۱ و ۲۱: ۴۰ و ۴۱. ہدایۃ المحدثین ۱۵۷ و ۲۷۲. ریحانۃ الأدب (فارسی) ۷: ۲۲. الذریعۃ ۶: ۳۰۷ و ۲۱: ۲۹۰ و ۲۳: ۲۷۴ وغیرہ. نامہ دانشوران (فارسی) ۱: ۴۵۹. رجال النجاشی ۳۰۳. توضیح الاشتباہ ۲۹۵ و ۳۰۷. ہدیۃ الأحباب (فارسی) ۵. الموسوعۃ الاسلامیۃ ۲: ۲۲۱. الکنی والألقاب ۱: ۱۳. مجمع الرجال ۶: ۱۹۷-۱۹۹ و ۷: ۹. خاتمۃ المستدرک ۸۵۴. معالم العلماء ۱۲۷. تنقیح المقال ۳: قسم الواو: ۲۸۱ وقسم الکنی: ۴. فہرست الطوسی ۱۷۳. رجال الحلی ۲۶۲. جامع الرواۃ ۲: ۳۰۲ و ۳۶۸. سفینہ البحار ۲: ۶۹۳. نقد الرجال ۳۶۵ و ۳۸۳. رجال ابن داود ۲۸۲. فہرست الندیم ۱۱۳. رجال البرقی ۱۹. منتہی المقال ۳۱۹. منہج المقال ۳۵۶. جامع المقال ۹۲. ایضاح الاشتباہ ۹۸. التحریر الطاووسی ۲۹۳. نضد الایضاح ۳۵۰. إضبط المقال ۴۶۸. الوجیزۃ ۵۲. اتقان المقال ۳۸۰. شرح مشیخۃ الفقیہ ۷۸. رجال الأنصاری ۱۹۷. کشف الحجب والأستار ۵۳۷. بہجۃ الامال ۷: ۱۶۶. التاریخ الکبیر ۸: ۱۷۰. المعارف ۲۲۵. العبر ۱: ۳۳۴. شذرات الذہب ۱: ۳۶۰. نسب قریش ۲۲۲. الکامل فی التاریخ ۶: ۳۲۰. المجروحین ۳: ۷۴. معجم الادباء ۱۹: ۲۶۰. طبقات ابن سعد ۷: ۳۳۲. ہدیۃ العارفین ۲: ۵۰۲. میزان الاعتدال ۴: ۳۵۳ و ۴۹۴. مرآۃ الجنان ۱: ۴۶۳. تاریخ بغداد ۱۳: ۴۵۱. لسان المیزان ۶: ۲۳۱ و ۷: ۱۴. وفیات الأعیان ۶: ۳۷. الأعلام ۸: ۱۲۶. معجم المؤلفین ۱۳: ۱۷۴. طبقات ابن خیاط ۳۲۸. نور القبس ۳۱۲. الکامل فی ضعفاء الرجال ۷: ۲۵۲۶. الضعفاء الکبیر ۴: ۳۲۴. الجرح والتعدیل ۴: ۲: ۲۵. المجموع فی الضعفاء والمتروکین ۲۳۲ و ۳۸۳ و ۴۹۵. الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی ۳: ۱۸۹. الکنی والأسماء ۱: ۱۲۵. الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ۱۷۱. الضعفاء ۱۵۷. إحوال الرجال ۱۳۴. موضح إوہام الجمع والتفریق ۲: ۵۰۹. المغنی فی الضعفاء ۲: ۷۲۶.

وَ قَالَ عَلِيٌّ أَيْضاً: قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ: كَانَ أَبُو الْبَخْتَرِيِّ مِنْ أَكْذَبِ الْبَرِيَّةِ.

علی بن سلمہ کوفی نے کہا کہ ابو البختری کا نام وہب بن وہب بن کثیر بن زمعہ بن اسود ہے اور اسود نبی اکرم ﷺ کے صحابی تھے ، اور علی نے یہ بھی کہا کہ فضل بن شاذان نے کہا ؛ ابو البختری سب مخلوق سے زیادہ جھوٹا تھا[131]۔

---

[131] ۔ابو البختری کا نام وہب بن وہب م۲۰۰ھ نے ہشام بن عروۃ، امام جعفر صادق اور عبید اللّٰہ بن عمر عمری سے روایت کی اور اس سے رجاء بن سہل، مسیّب بن واضح، اور ایک دوسری جماعت نے روایت کی وہ بغداد میں آیا اور وہیں ساکن ہو گیا ہارون الرشید نے اسے عسکر مہدی میں قاضی بنادیا پھر مدینے کا قاضی بنایا پھر وہ معزول ہوا تو بغداد چلا آیا اور وہیں فوت ہوا، بزرگ محدثین نے اس کی مذمت کی اور روایت میں اسے جھوٹا قرار دیا اور وہ امام صادق پر جھوٹ بولتا تھا؛ احمد وابن معین نے کہا وہ حدیث جعل کرتا تھا(یضع الحدیث) اور شیخ طوسی نے اسے ضعیف قرار دیا اور عثمان بن ابی شیبۃ نے کہا میرا خیال ہے کہ وہ قیامت کے دن دجال کی شکل میں اٹھے گا (اری انّہ یبعث یوم القیامۃ دجّالًا) لیکن بخاری نے صرف اتنا کہا؛ علماء نے اس سے خاموشی اختیار کی ہے (سکتواعنہ ! ! اور ابی سعید عقیلی سے منقول ہے کہ جب رشید مدینہ آیا تو اس نے سیاہ قباء اور ازار میں منبر رسول اکرم پر چڑھنا پسند نہ کیا تو ابو البختری نے کہا مجھے جعفر صادق نے اپنے باپ سے روایت بیان کی کہ جبریل نبی اکرم پر قباء اور ازار میں خنجر لیے ہوئے نازل ہوئے تو معافی تیمی نے یہ شعر کہے ؛ قیامت کے دن ابو البختری کے لیے جہنم ہو جو اس نے کھلے عام امام صادق پر جھوٹ بولا خدا کی قسم وہ ان کے پاس کبھی سیکھنے کے لیے کسی مجلس میں نہیں بیٹھا اور نہ لوگوں نے اسے قبر و منبر رسول کے درمیان کبھی دیکھا **ویلٌ وغولٌ لابی البختری *إذا ثوی للناس فی المحشر۔۔ من قولہ الزور وإعلانہ * بالکذب فی الناس علی جعفر۔۔ واللّٰہ ما جالسہ ساعۃ *للفقہ فی بدو ولا محضر۔۔ ولا رآہ الناس فی دہرہ * یمرّ بین القبر والمنبر۔** اور شیخ محمود ابو ریّۃ نے کہا کہ رشید کو کبوتروں کے ساتھ کھیلنے کا شوق تھا تو اسے ایک کبوتر ہدیہ دیا گیا اور اس کے پاس ابو البختری قاضی بیٹھا تھا تو اس نے کہا ابو ہریرہ نے نبی اکرم سے روایت کی ؛گھوڑے، اونٹ اور پروں کے سوا مقابلہ جائز نہیں تو اس نے روایت میں پروں (کبوتر) کا اضافہ کر دیا تو اسے بڑا انعام دیا اور جب وہ چلا گیا تو رشید نے کہا خدا کی قسم مجھے یقین ہے کہ ان نے جھوٹ بولا ہے اور کبوتر کو ذبح کرنے کا حکم دیا اس سے کہا گیا کہ اس کبوتر کا کیا قصور تھا تو اس نے کہا؛ اس کی وجہ سے رسول اکرم پر جھوٹ بولا گیا (کان الرشید یعجبہ الحمام واللہو بہ، فأہدی إلیہ حمام وعندہ ابو البختری القاضی فقال : روی ابو ہریرۃ عن النبی انّہ قال: لا سبق إلّا فی خف او حافر او جناح۔ فزاد جناح، وہی لفظۃ وضعہا للرشید، فأعطاہ جائزۃ سہیۃ ! ! ولما خرج قال الرشید : واللّٰہ لقد علمت انّہ کذاب ۔وامر بالحمام ان یذبح، فقیل : وما ذنب الحمام ؟ قال: من اجلہ کذب علی رسول اللّٰہ ؛اضواء علی السنّۃ المحمدیۃ، طبعۃ ۵، ص ۱۲۶)اور ابو الفرج اصفہانی نے ذکر کیا کہ ہارون نے جب یحیٰ بن عبداللہ بن امام حسن کے متعلق اپنے حکم کو جاری کرنا چاہا تو فقہاء کی ایک جماعت کو جمع کیا ان میں محمد بن حسن صاحب ابی یوسف القاضی وحسن بن زیاد لولوی، اور ابو البختری تھے جب ان کے سامنے وہ امان نامہ لایا گیا جو رشید نے یحیٰ کے لیے لکھا تھا تو محمد بن حسن، وحسن بن زیاد نے کہا : یہ امان صحیحی ہے لیکن ابو البختری نے کہا یہ باطل ہے اور اس کو پھاڑ دیا تو رشید خوش ہوا اور ابی البختری کو ۱۶ لاکھ عطا کرنے

۵۵۹ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّال، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الْبَجَلِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ هِلَال، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) قَالَ الْعَبَّاسُ، سَمِعْتُ رَجُلًا يُخْبِرُ أَنَّ أَبَا الْبَخْتَرِيِّ كَانَ يُحَدِّثُ: أَنَّ النَّارَ تَسْتَأْمِرُ فِي قُرَشِيٍّ سَبْعَ مَرَّات، قَالَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الْحَسَن، قَدْ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُونَ مَايُؤْمَرُونَ[132] قَالَ الْعَبَّاسُ، وَ ذَكَرَ رَجُلٌ لِأَبِي الْحَسَنِ (ع) أَنَّ أَبَا الْبَخْتَرِيِّ وَ حَدِيثَهُ عَنْ جَعْفَرٍ وَ كَانَ الرَّجُلُ يُكْذِبُهُ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الْحَسَنِ (ع) لَقَدْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَ مَلَائِكَتِهِ وَ رُسُلِهِ، ثُمَّ ذَكَرَ أَبُو الْحَسَنِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ جَعْفَرٍ جَدِّهِ (ع) إِلَى نَخْلِهِ، حَتَّى إِذَا كَانَ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ لَقِيَتْهُ أُمُّ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، فَوَقَفَ وَ عَدَلَ وَجْهَ دَابَّتِهِ، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ بِالسَّلَامِ فَرَدَّ عَلَيْهَا السَّلَامَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَبُوهُ وَ جَدُّهُ إِلَى الْمَدِينَةِ، أَتَى قَوْمٌ جَعْفَراً فَذَكَرُوا لَهُ خُطْبَتَهُ أُمَّ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ فَقَالَ لَهُمْ لَمْ أَفْعَلْ.

عباس بن ہلال کا بیان ہے کہ میں نے ایک شخص سنا جو بتا رہا تھا کہ ابوالبختری نے یہ حدیث بیان کی کہ آگ کسی قریشی کو جلانے کے لیے سات بار اجازت مانگتی ہے؟ توامام رضاؑ نے فرمایا ؛ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ؛ جہنم پر ایسے فرشتے مقرر ہیں جو نہایت سخت اور شدید مزاج ہیں جو اللہ کے حکم کی معصیت و نافرمانی نہیں کرتے اور جو انہیں حکم دیا جاتا ہے وہ اس کو بجالاتے ہیں۔

کا حکم دیا اور اسے قاضی بنادیا اور دوسروں کو اس عہدے سے ہٹادیا اور کافی عرصے تک محمد بن حسن کو فتوا دینے سے روک دیا اور یحییٰ کو قتل کردیا گیا۔

[132] ۔سورہ تحریم/۶، رجال الکشی، ص: ۳۱۰۔

عباس کہتا ہے کہ ایک شخص نے امام رضاؑ کو یاد دلایا کہ ابو البختری اور اس کی امام جعفر صادقؑ سے روایت کرنے کو بیان کیا اور وہ شخص اسے جھٹلاتا تھا تو امام نے اس سے فرمایا؛ بے شک اس نے اللہ تعالی ،اس کے ملائکہ ،رسولوں پر جھوٹ بولا پھر امام رضاؑ نے اپنے والد گرامی (امام کاظمؑ) سے نقل کیا کہ آپ اپنے والد گرامی (امام صادقؑ) کے ساتھ اپنے کھجور کے باغ کی طرف جارہے تھے ،راستے میں آپ کو ابو البختری کی ماں ملی تو آپ رک گئے اور اپنی سواری کا رخ دوسری طرف پھیر لیا تو اس نے آپ پر سلام کیا اور آپ نے اس کا جواب دیا جب دونوں یعنی امام موسی کاظمؑ اور امام صادقؑ مدینہ لوٹ آئے تو ایک گروہ امام صادقؑ کے پاس آیا اور آپ کے اس کی ماں سے خطبہ نکاح کے متعلق سوال کیا؟ تو امام نے جواب دیا؛ میں نے ہر گز ایسا نہیں کیا۔

مسمع بن مالک کردین ابو سیار[۱۳۳]

۵۶۰ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَلِيَّ بْنَ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ مِسْمَعٍ كِرْدِينٍ فَقَالَ: هُوَ ابْنُ مَالِكٍ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، وَ كَانَ ثِقَةً.

ابن مسعود کا بیان ہے کہ میں نے علی بن حسن بن فضال سے مسمع کردین کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا؛ مسمع بن مالک اہل بصرہ میں سے ہے اور وہ ثقہ اور سچا شخص تھا۔

ابو موسی بنّاء[۱۳۴]

۵۶۱ حَمْدَوَيْهِ وَ إِبْرَاهِيمُ ابْنَا نُصَيْرٍ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ، قَالَ، دَخَلَ أَبُو مُوسَى الْبَنَّاءُ عَلَى أَبِي عَبْدِ

[۱۳۳] ۔ رجال الطوسی ۱۳۶ و ۳۲۱. تنقیح المقال ۲: قسم الکاف: ۳۸ و ۳: قسم المیم: ۲۱۵ و قسم الکنی: ۱۹. معجم رجال الحدیث ۱۴: ۱۱۵ و ۱۸: ۱۵۴ و ۱۵۵ و ۱۵۶ و ۱۵۷-۱۶۱ و ۲۱: ۱۸۱ و ۱۸۲ و ۲۳: ۱۳۶. معالم العلماء ۹۳. رجال النجاشی ۲۹۷. فہرست الطوسی ۱۲۸. رجال الحلی ۱۷۱. رجال ابن داود ۱۸۹. توضیح الاشتباہ ۲۵۴ و ۲۸۱ و ۳۱۱. معجم الثقات ۱۲۱ و ۱۴۰. رجال البرقی ۴۵. نقد الرجال ۳۴۴ و ۳۸۹ و ۴۱۰. جامع الرواۃ ۲: ۲۹ و ۲۳۰ و ۳۹۲ و ۴۵۰. مجمع الرجال ۶: ۹۰ و ۹۱ و ۷: ۵۱ و ۱۴۵. الاختصاص ۲۹۰. منہج المقال ۳۳۳. ایضاح الاشتباہ ۹۴. خاتمۃ المستدرک ۸۷۰. سفینۃ البحار ۱: ۶۵۵. منتہی المقال ۳۰۱. التحریر الطاووسی ۲۸۰. نضد الایضاح ۳۳۰. اِضبط المقال ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۶. اتقان المقال ۱۳۶. الوجیزۃ ۵۱. شرح مشیخۃ الفقیہ ۴۴. رجال الأنصاری ۱۸۵. روضۃ المتقین ۱۴: ۴۱۷. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۳۰۲ و ۳۴۹. بہجۃ الامال ۷: ۱۹. الاکمال ۷: ۱۸۱.

[۱۳۴] ۔ رجال الطوسی ۱۴۲. رجال البرقی ۱۴ و ۴۴. ہدایۃ المحدثین ۲۹۹. نقد الرجال ۳۹۹. خاتمۃ المستدرک ۸۶۸. معجم رجال الحدیث ۲۲: ۵۹ و ۶۰. تنقیح المقال ۳: قسم الکنی ۳۶. جامع الرواۃ ۲: ۴۱۹. رجال ابن داود ۲۲۱. مجمع الرجال ۷: ۱۰۲. منہج المقال ۳۹۵.

اللّه (ع) مَعَ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِه، فَقَالَ لَهُمْ أَبُو عَبْدِ اللّه (ع) احْتَفِظُوا بِهذَا الشَّيْخِ! قَالَ، فَذَهَبَ عَلَى وَجْهِهِ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ، فَذَهَبَ مِنْ قُزَحَ فَلَمْ يُرَ بَعْدَ ذَلِكَ.

ہشام بن حکم کا بیان ہے کہ ابو موسیٰ بنّاء ،امام صادقؑ کے پاس اپنے ساتھیوں کے ایک گروہ کے ساتھ حاضر ہوا تو امام صادقؑ نے ان سے فرمایا؛اس بوڑھے کی حفاظت کرو،راوی کہتا ہے کہ وہ مکہ کے راستے پر اکیلا چلا گیا تو وہ قزح (مزدلفہ کے قریب ایک پہاڑی) سے گزرا پھر اس کے بعد اسے نہیں دیکھا گیا۔

عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ

۵۶۲ قَالَ أَبُو عَمْرٍو: سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْعُود، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللّهِ فَذَكَرَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ، أَنَّهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَيْمُونٍ الَّذِي فِي الْحَدِيثِ، وَ أَبُو عَبْدِ اللّهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ اسْمُهُ مَيْمُونٌ، وَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ هُوَ خَتَنُ فُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ.

ابو عمرو کشی کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن مسعود سے عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ابن فضال سے نقل فرمایا کہ وہ عبدالرحمٰن بن میمون ہیں جو حدیث میں ہے اور ابو عبداللہ اہل بصرہ میں سے تھا اس کا نام میمون تھا اور عبدالرحمٰن فضل بن یسار کا داماد تھا۔

بشر بن طرخان نخاس[۱۳۵]

۵۶۳ حَمْدَوَیْهِ وَ إِبْرَاهِیمُ ابْنَا نُصَیْرٍ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ الْوَشَّاءُ، عَنْ بِشْرِ بْنِ طَرْخَانَ، قَالَ، لَمَّا قَدِمَ أَبُو عَبْدِ اللَّه (ع) الْحِیرَةَ أَتَیْتُهُ، فَسَأَلَنِی عَنْ صِنَاعَتِی فَقُلْتُ نَخَّاسٌ، فَقَالَ نَخَّاسُ الدَّوَابِّ فَقُلْتُ نَعَمْ، وَ کُنْتُ رَثَّ الْحَالِ، فَقَالَ اطْلُبْ لِی بَغْلَةً فَضْحَاءَ بَیْضَاءَ الْأَعْفَاجِ بَیْضَاءَ الْبَطْنِ! فَقُلْتُ مَا رَأَیْتُ هَذِهِ الصِّفَةَ قَطُّ، فَقَالَ: بَلَی، فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ فَلَقِیتُ غُلَاماً تَحْتَهُ بَغْلَةٌ بِهَذِهِ الصِّفَةِ، فَسَأَلْتُهُ عَنْهَا فَدَلَّنِی عَلَی مَوْلَاهُ، فَأَتَیْتُهُ فَلَمْ أَبْرَحْ حَتَّی اشْتَرَیْتُهَا، ثُمَّ أَتَیْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّه (ع) بِهَا، فَقَالَ: نَعَمْ هَذِهِ الصِّفَةَ طَلَبْتُ، ثُمَّ دَعَا لِی فَقَالَ: أَنْمَی اللَّهُ وُلْدَکَ وَ کَثَّرَ مَالَکَ! فَرُزِقْتُ مِنْ ذَلِکَ بِبَرَکَةِ دُعَائِهِ وَ نُشِّبْتُ مِنَ الْأَوْلَادِ مَا قَصُرَتْ عَنْهُ الْأُمْنِیَّةُ.**بشر بن طرخان نخاس کا بیان ہے کہ جب امام صادق حیرہ کے مقام پر تشریف لائے تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے**

---

[۱۳۵] ۔رجال الطوسی ۱۵۵. تنقیح المقال۱: ۱۷۳. رجال ابن داود ۵۷. معجم الثقات ۲۵۷. معجم رجال الحدیث ۳: ۳۱۶. جامع الرواۃ۱: ۱۲۲. رجال الحلی ۲۵. نقد الرجال ۵۷. مجمع الرجال۱: ۲۶۵. ہدایۃ المحدثین ۲۵. اِعیان الشیعۃ ۳: ۵۷۳. توضیح الاشتباہ ۸۷. بہجۃ الامال ۲: ۳۹۹. منتہی المقال ۶۶. العندبیل ۱: ۱۷. منہج المقال ۶۹. جامع المقال ۵۷. التحریر الطاووسی ۵۶. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۱۴۶. الوجیزۃ للمجلسی ۲۸. الکافی، ج ۶، کتاب الدواجن ۹، باب نوادر فی الدواب ۲، ح ۳ (کافی میں یہ روایت تھوڑے لفظی اختلاف کے ساتھ خود طرخان سے نقل ہوئی، محقق خوئی نے احتمال دیا ہے کہ شاید اس میں بیٹے کا نام ساقط ہو)۔

میرے پیشے کے بارے میں سوال کیا، میں نے عرض کی کہ میں غلاموں اور جانوروں کا کاروبار کرتا ہوں۔

آپ نے فرمایا: میرے لیے ایک ہلکا سفید رنگ کا خچر خریدو جس کا پیٹ اوپر نیچے سے سفید ہو ۔

میں نے عرض کی مولا میں نے خچروں میں یہ صفت تو نہیں دیکھی۔

آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔

راوی کہتا ہے میں آپ سے الوداع کہہ کر باہر نکلا تھا کہ میں نے ایک غلام کو دیکھا جو ویسے ہی خچر پہ سوار تھا، میں نے اس سے اس خچر کے مالک کے متعلق سوال کیا اس نے مجھے اس کے مالک کی نشانی بتائی، میں اس کے پاس آیا اور وہ خچر خرید لیا، پھر میں اسے لیکر امام کی خدمت میں آیا۔

آپ نے فرمایا : ہاں یہی صفت مجھے پسند ہے پھر آپ نے میرے لیے دعا دی اور فرمایا؛ خدا تیری اولاد کو بڑھائے اور تیرے مال و دولت میں برکت دے ، تو آپ کی دعا کی برکت سے مجھے اتنی اولادیں عطا ہوئیں اور اتنا رزق ملا جس سے امیدیں کم تھیں اور خواہش بھی اس تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔

داود بن زربی[۱۳۶]

مَا رُوِیَ فِی دَاوُدَ بْنِ زُرْبِیٍّ وَ کَانَ أَخَصَّ النَّاسِ بِالرَّشِید، داود جو رشید کے خصوصی افراد میں سے تھے۔

۵۶۴ حَمْدَوَیْهِ وَ إِبْرَاهِیمُ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِیلَ الرَّازِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ سُلَیْمَانَ، قَالَ حَدَّثَنِی دَاوُدُ الرَّقِّیُّ، قَالَ، دَخَلْتُ عَلَی أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاکَ کَمْ عِدَّةُ الطَّهَارَةِ فَقَالَ مَا أَوْجَبَهُ اللَّهُ فَوَاحِدَةٌ، وَ أَضَافَ إِلَیْهَا رَسُولُ اللَّهِ (ص) وَاحِدَةً لِضَعْفِ النَّاسِ وَ مَنْ تَوَضَّأَ ثَلَاثاً ثَلَاثاً فَلَا صَلَاةَ لَهُ، أَنَا مَعَهُ فِی ذَا حَتَّی جَاءَ دَاوُدُ بْنُ زُرْبِیٍّ، فَأَخَذَ زَاوِیَةً مِنَ الْبَیْتِ فَسَأَلَهُ عَمَّا سَأَلْتُ فِی عِدَّةِ الطَّهَارَةِ فَقَالَ لَهُ ثَلَاثاً ثَلَاثاً مَنْ نَقَصَ عَنْهُ فَلَا صَلَاةَ لَهُ، قَالَ، فَارْتَعَدَتْ فَرَائِصِی وَ کَادَ أَنْ یَدْخُلَنِیَ الشَّیْطَانُ، فَأَبْصَرَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِلَیَّ وَ قَدْ تَغَیَّرَ لَوْنِی، فَقَالَ: اسْکُنْ یَا دَاوُدُ هَذَا هُوَ الْکُفْرُ أَوْ ضَرْبُ الْأَعْنَاقِ، قَالَ، فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِ، وَ کَانَ ابْنُ زُرْبِیٍّ إِلَی جِوَارِ بُسْتَانِ

---

[۱۳۶]۔ رجال الطوسی ۱۹۰ و ۳۴۹۔ تنقیح المقال ۱: ۴۰۹۔ رجال النجاشی ۱۱۶۔ معالم العلماء ۴۸۔ فہرست الطوسی ۶۸۔ رجال ابن داود ۹۰۔ الارشاد ۳۰۴۔ معجم الثقات ۵۱۔ معجم رجال الحدیث ۷: ۱۰۰ و ۱۰۱ - ۱۰۴۔ جامع الرواۃ ۱: ۳۰۳۔ رجال الحلی ۶۸۔ توضیح الاشتباہ ۱۵۰۔ نقد الرجال ۱۲۸۔ مجمع الرجال ۲: ۲۸۱ - ۲۸۳۔ ہدایۃ المحدثین ۵۸۔ اعیان الشیعۃ ۶: ۳۷۰۔ بہجۃ الامال ۴: ۶۶۔ منتہی المقال ۱۲۹۔ العندبیل ۱: ۲۵۹۔ منہج المقال ۱۳۴۔ جامع المقال ۶۶۔ ایضاح الاشتباہ ۳۷۔ التحریر الطاووسی ۹۷۔ نضد الایضاح ۱۲۸۔ اضبط المقال ۵۰۵۔ روضۃ المتقین ۱۴: ۳۶۲۔ وسائل الشیعۃ ۲۰: ۱۸۹۔ اتقان المقال ۵۸۔ الوجیزۃ ۳۴۔ رجال الانصاری ۸۶۔ ثقات الرواۃ ۱: ۲۸۳-۲۸۶۔

أَبِی جَعْفَرٍ الْمَنْصُورِ، وَ كَانَ قَدْ أُلْقِیَ إِلَى أَبِی جَعْفَرٍ أَمْرُ دَاوُدَ بْنِ زُرْبِیٍّ وَ أَنَّهُ رَافِضِیٌّ یَخْتَلِفُ إِلَى جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: إِنِّی مُطَّلِعٌ عَلَى طَهَارَتِهِ فَإِنْ هُوَ تَوَضَّأَ وُضُوءَ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ فَإِنِّی لَأَعْرِفُ طَهَارَتَهُ: حَقَّقْتُ عَلَیْهِ الْقَوْلَ وَ قَتَلْتُهُ، فَاطَّلَعَ وَ دَاوُدُ یَتَهَیَّأُ لِلصَّلَاةِ مِنْ حَیْثُ لَا یَرَاهُ، فَأَسْبَغَ دَاوُدُ بْنُ زُرْبِیٍّ الْوُضُوءَ ثَلَاثاً ثَلَاثاً كَمَا أَمَرَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع)، فَمَا تَمَّ وُضُوؤُهُ حَتَّى بَعَثَ إِلَیْهِ أَبُو جَعْفَرٍ فَدَعَاهُ،قَالَ، فَقَالَ دَاوُدُ فَلَمَّا أَنْ دَخَلْتُ عَلَیْهِ رَحَّبَ بِی، وَ قَالَ یَا دَاوُدُ قِیلَ فِیكَ شَیْءٌ بَاطِلٌ وَ مَا أَنْتَ كَذَلِكَ، قَالَ قَدِ اطَّلَعْتُ عَلَى طَهَارَتِكَ وَ لَیْسَتْ طَهَارَتُكَ طَهَارَةَ الرَّافِضَةِ، فَاجْعَلْنِی فِی حِلٍّ، فَأَمَرَ لَهُ بِمِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ، قَالَ، فَقَالَ دَاوُدُ الرَّقِّیُّ الْتَقَیْتُ أَنَا وَ دَاوُدُ بْنُ زُرْبِیٍّ عِنْدَ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع)، فَقَالَ لَهُ دَاوُدُ بْنُ زُرْبِیٍّ جَعَلَنِیَ اللَّهُ فِدَاكَ حَقَنْتَ دِمَاءَنَا فِی دَارِ الدُّنْیَا وَ نَرْجُو أَنْ نَدْخُلَ بِیُمْنِكَ وَ بَرَكَتِكَ الْجَنَّةَ! فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَعَلَ اللَّهُ ذَلِكَ بِكَ وَ بِإِخْوَانِكَ مِنْ جَمِیعِ الْمُؤْمِنِینَ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) لِدَاوُدَ بْنِ زُرْبِیٍّ حَدِّثْ دَاوُدَ الرَّقِّیَّ بِمَا مَرَّ عَلَیْكُمْ حَتَّى تَسْكُنَ رَوْعَتُهُ، قَالَ، فَحَدَّثَهُ بِالْأَمْرِ كُلِّهِ، قَالَ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) لِهَذَا أَفْتَیْتُهُ لِأَنَّهُ كَانَ أَشْرَفَ عَلَى الْقَتْلِ مِنْ یَدِ هَذَا الْعَدُوِّ، ثُمَّ قَالَ یَا دَاوُدَ بْنَ زُرْبِیٍّ تَوَضَّأْ مَثْنَى مَثْنَى وَ لَا تَزِیدَنَّ عَلَیْهِ وَ إِنَّكَ إِنْ زِدْتَ عَلَیْهِ فَلَا صَلَاةَ لَكَ.

داود رقی کا بیان ہے کہ میں ایک دن امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے پوچھا کہ وضو میں چہرے اور ہاتھوں کو کتنی بار دھونا چاہیے ؟ امام نے فرمایا ؛ اللہ نے ایک بار دھونا فرض

کیااور رسول اکرم ﷺ نے ایک بار اضافہ فرمایا (مستحب قرار دیا) ، جو شخص تین بار دھوئے اس کی نماز باطل ہے ،ابھی یہ بات مکمل ہوئی تھی کہ داود بن زربی امام کے پاس آئے اور مکان کے ایک گوشے میں بیٹھ گئے اور انہوں نے امام سے وہی مسئلہ پوچھا چند کچھ دیر پہلے میں نے پوچھا تھا۔

امام نے فرمایا : وضو میں ہر عضو کو تین تین بار دھونا چاہیے اور جو بھی کم دھوئے اس کی نماز باطل ہے ، یہ متضاد گفتگو سن کر میرا وجود کانپنے لگا اور قریب تھا کہ شیطان مجھے گمراہ کر دیتا کہ اچانک امام نے غصہ کی نگاہ سے میری جانب دیکھا اور فرمایا، داود ہوش و حواس میں رہو ، یہ حق وکفر اور گردنوں کے کٹنے کا مقام ہے۔

پھر ہم امام کی خدمت سے اٹھ کر ابن زربی کے مکان پر آئے اور اس کا مکان منصور دوانیقی کے باغ کے ساتھ ملحق تھا اتفاق سے منصور کو کسی مخبر نے یہ اطلاع دی کہ ابن زربی شیعہ ہے اور امام صادقؑ کے پاس آمد و رفت رکھتا ہے۔

منصور نے کہا میں جعفر صادقؑ کے وضو کے طریقہ کو جانتا ہوں اور میں کسی مناسب موقع پر ابن زربی کو وضو کرتا ہوا دیکھوں گا اگر اس کا وضو جعفر صادقؑ کے وضو کے مطابق ہوا تو اسے قتل کر دوں گا ، اور آج جب ہم ابن زربی کے مکان پر جا کر بیٹھے تو کچھ دیر بعد ابن زربی نے وضو کیا اور امام کے فرمان کے مطابق اس نے اعضاء وضو کو تین تین بار دھویا اور ادھر باغ کی دیوار بن رہی تھی اور منصور اس کی تعمیر کا معائنہ کر رہا تھا اس نے دیوار کے پاس کھڑے ہو کر جب ابن زربی کا وضو دیکھا تو ایک غلام اس کے پاس بھیجا اور اسے حکم دیا کہ ابن زربی کو ہمارے پاس لاو ،دروازے پر دستک ہوئی ،جب ابن زربی نے دروازہ کھولا تو منصور کے غلام نے ان کا حکم سنایا، ابن زربی فورا منصور کے پاس چلا گیا اسے دیکھ کر منصور نے کہا : ابن زربی مجھے تیرے متعلق لوگوں نے بدگمان کرنے کی کوشش کی اور مجھے بتایا کہ تم شیعہ مذہب سے وابستہ ہے میں ایک عرصہ سے موقع کی تلاش میں تھا آج میں نے تجھے اپنی آنکھوں سے وضو

کرتے دیکھا جس سے مجھے یقین ہو گیا کہ وہ بات غلط تھی ، مجھے معاف کرنا میں نے تیرے متعلق برا ارادہ رکھا، پھر اس نے ابن زربی کے لیے ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا۔

داود رقی کا بیان ہے کہ اس واقعہ کے بعد میں اور داود بن زربی امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور داود بن زربی نے عرض کی ؛ مولا آپ نے اس دنیا میں ہمارے خون کی حفاظت کی ہے اس طرح ہمیں امید ہے کہ ہم آپ کی برکت سے آخرت میں جنت میں جائیں گے ، امام نے فرمایا ؛ اللہ تجھے اور تیرے بھائیوں کو جنت میں جگہ عطا کر چکا ہے ، اس کے بعد آپ نے اسے فرمایا ؛ اب اپنا قصہ داود کو بھی بتادے تا کہ اس کا اضطراب ختم ہو ، پھر آپ نے داود بن زربی سے فرمایا ؛ خطرہ دور ہو چکا ہے آئندہ اعضاء وضو کو دو دو بار دھویا کرو اور اگر تم نے اسے زیادہ دھویا تو تمہاری نماز باطل ہے۔

۵۶۵ حَمْدَوَيْه، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِه، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُقْبَةَ، أَوْ غَيْرِه، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ الْأَشْعَثِ، قَالَ أَخْبَرَنِي دَاوُدُ بْنُ زُرْبِيٍّ، قَالَ، حَمَلْتُ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى (ع) مَالًا فَأَخَذَ بَعْضَهُ وَ تَرَكَ بَعْضَهُ، فَقُلْتُ لِمَ لَا تَأْخُذُ الْبَاقِيَ قَالَ إِنَّ صَاحِبَ هَذَا الْأَمْرِ يَطْلُبُهُ مِنْكَ، فَلَمَّا مَضَى: بَعَثَ إِلَيَّ أَبُو الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) فَأَخَذَهُ مِنِّي.

داود بن زربی کا بیان ہے کہ میں امام کاظمؑ کی خدمت میں کچھ مال لے کر گیا، امام نے کچھ لے لیا اور باقی میرے پاس رہنے دیا، میں نے عرض کی ؛ میں یہ سارا مال آپ کے لیے لایا ہوں ، فرمایا ؛ اسے سنبھال کر رکھو، اس کا مالک عنقریب اسے تجھ سے طلب کرے گا، امام کی وفات کے بعد امام رضاؑ نے اپنے قاصد کو میرے پاس بھیجا اور مجھ سے مذکورہ مال طلب فرمایا۔

ضریس بن عبدالملک بن اعین شیبانی[۱۳۷]

۵۶۶ حَمْدَوَيْه، قَالَ، سَمِعْتُ أَشْيَاخِي يَقُولُونَ: ضُرَيْسٌ إِنَّمَا سُمِّيَ الْكُنَاسِيَّ لِأَنَّ تِجَارَتَهُ بِالْكُنَاسَةِ، وَكَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ حُمْرَانَ، وَ هُوَ خَيِّرٌ فَاضِلٌ ثِقَةٌ.

حمدویہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے شیوخ اور اساتذہ سے سنا کہ ضریس بن عبدالملک کو کناسی اس لیے کہا گیا کہ وہ کناسہ میں تجارت کرتا تھا اور اس کی شادی حمران کی بیٹی سے ہوئی تھی اور وہ بہترین، فاضل اور ثقہ شخص تھا۔

علی بن حزور کناسی[۱۳۸]

۵۶۷ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود: سَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّال، عَنْ عَلِيٍّ بْنِ حَزَوَّرٍ قَالَ، كَانَ يَقُولُ بِمُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ مِنْ رُوَاةِ النَّاسِ.

---

[۱۳۷] ۔ رجال الطوسی ۲۲۱. تنقیح المقال ۲: ۱۰۶. رجال ابن داود ۱۱۱. رجال الحلی ۹۰. معجم الثقات ۶۵. معجم رجال الحدیث ۹: ۱۴۷ و ۱۴۸ و ۱۵۰. رجال البرقی ۱۷. توضیح الاشتباہ ۱۸۸. جامع الرواۃ ۱: ۴۱۸. ہدایۃ المحدثین ۸۵. مجمع الرجال ۳: ۲۲۶. رسالۃ فی آل اعین ۲۳ و ۱۰۲. تاریخ آل زرارۃ ۱۷۸. بہجۃ الآمال ۵: ۵۳. منتہی المقال ۱۶۶. منہج المقال ۱۸۵. جامع المقال ۷۴. التحریر الطاووسی ۱۵۸. روضۃ المتقین ۱۴: ۳۷۵. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۲۱۹. اتقان المقال ۷۴. الوجیزۃ ۷۳ و فیہ الکناسی. رجال الانصاری ۹۷. قاموس الرجال ۵ ص ۱۵۰ ن ۵۸۵۴.

[۱۳۸] ۔ تہذیب الاحکام شیخ طوسی، ج ۲، باب کیفیۃ الصلاۃ وصفتہا، ح ۷۷ ۱۲، رجال ابن داود، ص ۲۶۰ ن ۷ ۳۳، رجال علامہ ۲۳۳ ن ۱۳، معجم رجال الحدیث، ن ۷۹۹۵، التحریر الطاووسی، شیخ حسن صاحب معالم، ط محققہ فاضل جواہری، ص ۳۴۸ ن ۲۴۲، طرائف المقال، سید علی بروجردی، ن ۶۸۳۲، نقد الرجال، مصطفیٰ بن حسین تفرشی، تحقیق وطبع: قم: مؤسسۃ آل البیتؑ، ن ۳۵۳۰، تہذیب التہذیب، ابن حجر ۷ ص ۲۶۱ ن ۵۰۸ اور کہا: ابن عدی نے اسے کوفہ کے شیعہ میں شمار کیا اور بخاری نے اسے ۱۳۰-۱۴۰ھ کے مابین فوت ہونے والوں میں شمار کیا، تقریب التہذیب: ۲ ص ۳۳ ن ۳۰۸ اور کہا: متروک شدید التشیع۔

محمد بن مسعود کا بیان ہے کہ میں نے علی بن حسن بن فضال سے علی بن حزور کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا؛ وہ محمد بن حنفیہؒ کی امامت کے قائل تھے لیکن دوسروں سے بھی روایت کرتے تھے۔

حیان سراج[139] اور امام صادقؑ کا اس پر محمد بن حنفیہؒ کے بارے میں استدلال

۵۶۸-حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَی، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَصْبَغَ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ بُرَیْدٍ الْعِجْلِیِّ، قَالَ، دَخَلْتُ عَلَی أَبِی عَبْدِ اللَّه (ع) فَقَالَ لِی: لَوْ كُنْتَ سَبَقْتَ قَلِیلًا أَدْرَكْتَ حَیَّانَ السَّرَّاجِ، قَالَ، وَ أَشَارَ إِلَی مَوْضِعٍ فِی الْبَیْت، فَقَالَ: وَ كَانَ هَاهُنَا جَالِساً فَذَكَرَ مُحَمَّدَ بْنَ الْحَنَفِیَّةَ وَ ذَكَرَ حَیَاتَهُ وَ جَعَلَ یُطْرِیهِ وَ یُقَرِظُهُ، فَقُلْتُ لَهُ یَا حَیَّانُ أَ لَیْسَ تَزْعُمُ وَ یَزْعُمُونَ وَ تَرْوِی وَ یَرْوُونَ لَمْ یَكُنْ فِی بَنِی إِسْرَائِیلَ شَیْءٌ إِلَّا وَ هُوَ فِی هَذِهِ الْأُمَّة مِثْلُهُ قَالَ بَلَی، قَالَ، فَقُلْتُ فَهَلْ رَأَیْنَا وَ رَأَیْتُمْ أَوْ سَمِعْنَا وَ سَمِعْتُمْ بِعَالِمٍ مَاتَ عَلَی أَعْیُنِ النَّاسِ فَنَكَحَ نِسَاؤُهُ وَ قُسِمَتْ أَمْوَالُهُ وَ هُوَ حَیٌّ لَا یَمُوتُ فَقَامَ وَ لَمْ یَرُدَّ عَلَیَّ شَیْئاً

---

[139] ۔ معجم رجال الحدیث ۶: ۳۰۸. اِعیان الشیعۃ ۱: ۲۵۹. تنقیح المقال ۱: ۳۸۳. رجال الحلی ۲۱۹. ہدایۃ المحدثین ۵۴. نقد الرجال ۱۲۱. رجال ابن داود ۲۴۴ و ۲۹۳. جامع الرواۃ ۱: ۲۸۸. مجمع الرجال ۲: ۲۵۰. سفینۃ البحار ۱: ۳۶۴. منتہی المقال ۱۲۳. العندبیل ۱: ۲۴۱. منہج المقال ۱۲۷. اِضبط المقال ۴۹۶. جامع المقال ۶۵. اتقان المقال ۱۸۱. الوجیزۃ ۳۳.

برید عجلی کا بیان ہے کہ میں امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا؛اگر تو تھوڑا پہلے آتا تو حیان سرّاج سے ملاقات کرتا اور گھر کے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا وہ یہاں بیٹھا تھا اور اس نے محمد بن حنفیہؒ اور ان کے زندہ ہونے کو ذکر کیا اور ان کی مدح و ثناء میں مبالغہ کرنے لگا۔

میں نے کہا: اے حیان! کیا تو اور وہ گمان اور روایت نہیں کرتے ہو کہ جو کچھ نبی اسرائیل میں ہوا اس امت میں بھی اس کی طرح ہوگا، تو اس نے کہا؛ہاں تو میں نے کہا کیا ہم اور تم نے دیکھا یا سنا کہ کوئی عالم لوگوں کے سامنے فوت ہوا ہو اور اس کی عورتیں نے نکاح کر لیا ہو اور اس کے اموال وارثوں نے تقسیم کر لیے ہوں اور وہ زندہ ہو اور مرا نہ ہو تو وہ کھڑا ہو گیا اور مجھے کوئی نہیں دیا۔

۵۶۹ حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، قَالَ رَوَى أَصْحَابُنَا، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَجَّاجِ، قَالَ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّه (ع) أَتَانِی ابْنُ عَمٍّ لِی یَسْأَلُنِی أَنْ آذَنَ لِحَیَّانَ السَّرَّاجِ[140] فَأَذِنْتُ لَهُ، فَقَالَ لِی یَا أَبَا عَبْدِ اللَّه إِنِّی أُرِیدُ أَنْ أَسْأَلَکَ عَنْ شَیْءٍ أَنَا بِهِ عَالِمٌ إِلَّا أَنِّی أُحِبُّ أَنْ أَسْأَلَکَ عَنْهُ، أَخْبِرْنِی عَنْ عَمِّکَ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ مَاتَ قَالَ، قُلْتُ أَخْبَرَنِی أَبِی أَنَّهُ کَانَ فِی ضَیْعَةٍ لَهُ فَأُتِیَ فَقِیلَ لَهُ أَدْرِکْ عَمَّکَ! قَالَ، فَأَتَیْتُهُ وَ قَدْ کَانَتْ أَصَابَتْهُ غَشْیَةٌ فَأَفَاقَ، فَقَالَ لِیَ ارْجِعْ إِلَى ضَیْعَتِکَ، قَالَ، فَأَبَیْتُ، فَقَالَ لَتَرْجِعَنَّ، قَالَ، فَانْصَرَفْتُ فَمَا بَلَغْتُ الضَّیْعَةَ حَتَّى أَتَوْنِی فَقَالُوا أَدْرِکْهُ! فَأَتَیْتُهُ فَوَجَدْتُهُ قَدِ اعْتُقِلَ لِسَانُهُ، فَدَعَا بِطَسْتٍ، وَ جَعَلَ یَکْتُبُ وَصِیَّتَهُ فَمَا بَرِحْتُ حَتَّى غَمَّضْتُهُ وَ غَسَّلْتُهُ وَ کَفَّنْتُهُ وَ صَلَّیْتُ

[140] رجال الکشی، ص: ۳۱۵۔

عَلَیْهِ وَ دَفَنْتُهُ، فَإِنْ كَانَ هٰذَا مَوْتاً فَقَدْ وَ اللّٰهِ مَاتَ، قَالَ، فَقَالَ لِی رَحِمَکَ اللّٰهُ شُبِّهَ عَلَى أَبِیکَ، قَالَ، قُلْتُ یَا سُبْحَانَ اللّٰهِ أَنْتَ تَصْدِفُ عَلَى قَلْبِکَ! قَالَ، فَقَالَ لِی وَ مَا الصَّدْفُ عَلَى الْقَلْبِ قَالَ، قُلْتُ الْكَذِبُ.

عبدالرحمٰن بن حجاج نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ میرا چچازاد بھائی میرے پاس آیا اور مجھ سے حیان سراج کے لیے اذن حضور طلب کیا میں نے اجازت دی، تو اس نے مجھ سے کہا؛ اے ابو عبداللہ میں ایک چیز کے متعلق آپ سے سوال کرنا چاہتا ہوں اگرچہ میں اس کو جانتا ہوں مگر آپ سے سوال کرنا چاہتا ہوں، آپ مجھے اپنے چچا محمد بن حنفیہؒ کے متعلق بتائیں کیا وہ فوت ہوئے ہیں؟

میں نے کہا کہ میرے والد گرامیؑ نے مجھے خبر دی کہ آپ اپنی جائیدادوں میں تھے کہ ایک شخص نے آکر خبر دی کہ اپنے چچا کی خبر لیجیے، آپ نے بتایا کہ میں ان کے پاس گیا اس وقت وہ غش کھا چکے تھے پھر انہیں فاقہ ہوا تو مجھ سے کہا کہ اپنی جائیدادوں کی طرف واپس لوٹ جائیے تو میں نے انہیں تنہا چھوڑنے سے انکار کر دیا تو انہوں نے اصرار کرتے ہوئے کہا؛ تمہیں ضرور لوٹ جانا چاہیے تو میں واپس چلا آیا، ابھی میں اپنی جائیداد تک نہیں پہنچا تھا کہ مجھے لوگوں نے خبر دی کہ اپنے چچا کے پاس پہنچیئے جب میں ان کے پاس پہنچا تو انہیں اس حالت میں دیکھا کہ ان کی زبان بند ہو چکی تھی تو ان کے پاس قلم دوات لائے انہوں نے اپنی وصیت لکھی اور فوت ہو گئے یہاں تک کہ میں نے ان کی آنکھیں بند کیں، غسل و کفن دیا اور ان پر نماز جنازہ پڑھ کر انہیں دفن کر دیا، اگر یہی موت ہے تو خدا کی قسم وہ فوت ہو گئے، تو اس نے کہا؛ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، آپ کے والد گرامی کو شبہ ہوا ہے تو میں نے کہا؛ سبحان اللہ، تو اپنے دل پر پردہ ڈال رہا ہے، تو اس نے مجھ سے پوچھا؛ یہ پردہ کیا ہے؟ میں نے کہا؛ یہ جھوٹ کا پردہ ہے۔

۵۷۰ حَدَّثَنِی الْحُسَیْنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ بُنْدَارَ الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِی خَلَفٍ الْقُمِّیُّ، قَالَ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ الذُّهْلِیُّ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ مَعْرُوفٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّلْتِ أَبِی طَالِبٍ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِیسَی. قَالَ وَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ إِسْمَاعِیلَ وَ یَعْقُوبُ بْنُ یَزِیدَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِیسَی، عَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ الْمُخْتَارِ الْقَلَانِسِیِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْکَانَ، قَالَ، دَخَلَ حَیَّانُ السَّرَّاجُ عَلَی أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَقَالَ لَهُ: یَا حَیَّانُ مَا یَقُولُ أَصْحَابُکَ فِی مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ الْحَنَفِیَّةِ قَالَ یَقُولُونَ هُوَ حَیٌّ یُرْزَقُ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) حَدَّثَنِی أَبِی أَنَّهُ کَانَ فِیمَنْ عَادَهُ فِی مَرَضِهِ وَ فِیمَنْ أَغْمَضَهُ وَ فِیمَنْ أَدْخَلَهُ حُفْرَتَهُ،[۱۴۱] وَ تَزَوَّجَ نِسَاؤُهُ وَ قُسِمَ مِیرَاثُهُ، قَالَ، فَقَالَ حَیَّانُ إِنَّمَا مَثَلُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِیَّةِ فِی هَذِهِ الْأُمَّةِ مَثَلُ عِیسَی ابْنِ مَرْیَمَ، فَقَالَ وَیْحَکَ یَا حَیَّانُ شُبِّهَ عَلَی أَعْدَائِهِ! فَقَالَ بَلَی شُبِّهَ عَلَی أَعْدَائِهِ، قَالَ فَتَزْعُمُ أَنَّ أَبَا جَعْفَرٍ عَدُوُّ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ! لَا وَ لَکِنَّکَ تَصْدِفُ یَا حَیَّانُ، وَ قَدْ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ فِی کِتَابِهِ: **سَنَجْزِی الَّذِینَ یَصْدِفُونَ عَنْ آیَاتِنَا سُوءَ الْعَذَابِ بِمَا کَانُوا یَصْدِفُونَ**(انعام ۱۵۷) فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَتُبْتُ إِلَی اللَّهِ مِنْ کَلَامِ حَیَّانَ ثَلَاثِینَ یَوْماً.

عبداللہ بن مسکان نے بیان کیا کہ حیان سراج امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا؛ اے حیان تیرے ساتھی محمد بن حنفیہؒ کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ اس نے کہا؛ وہ کہتے

[۱۴۱] رجال الکشی، ص: ۳۱۶

ہیں کہ وہ زندہ ہیں اور رزق و روزی کھاتے ہیں ، تو امام صادقؑ نے فرمایا ؛ میرے والد گرامیؑ نے مجھے بیان کیا کہ وہ بھی ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے ان کی مرض الموت میں عیادت کی ان کے مرنے کے بعد ان کی آنکھیں بند کیں اور ان کو قبر میں دفن کیا اور ان کی عورتوں نے آگے شادیاں کرلی ہیں اور ان کی میراث تقسیم ہو گئی ہے۔

حیان نے کہا: اس وقت محمد بن حنفیہؒ کی مثال عیسی بن مریمؑ کی مثال ہے۔

آپ نے فرمایا: تیرا برا ہو ، اے حیان ، ان کے دشمنوں پر معاملہ مشتبہ ہو گیا تھا۔

اس نے کہا: ان کے دشمنوں پر بھی معاملہ مشتبہ ہو گیا۔

آپ نے فرمایا : تو گمان کرتا ہے کہ ابو جعفر امام باقرؑ محمد بن حنفیہؒ کے دشمن ہیں ، نہیں ہر گز نہیں ، لیکن اے حیان ! تو حق سے منہ موڑ رہا ہے اور اللہ تعالی نے قرآن میں فرمایا ہے ؛ جو لوگ ہماری آیات سے منہ موڑ لیتے ہیں ہم انہیں اس روگردانی پر بدترین سزا دیں گے ، پھر امام صادقؑ نے فرمایا ؛ تو میں نے حیان کی باتوں سے خدا کے دربار میں ۳۰ دن (ایک ماہ) توبہ کی۔

حماد بن عیسی جہنی بصری[۱۴۲] اور امام کاظمؑ کی ان کو دعا اور ان کی عمر

۵۷۱ حَمْدَوَيْه وَ إِبْرَاهِيمُ ابْنَا نُصَيْرٍ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى الْبَصْرِيِّ، قَالَ، سَمِعْتُ أَنَا وَ عَبَّادُ بْنُ صُهَيْبٍ الْبَصْرِيُّ مِنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع)، فَحَفِظَ عَبَّادٌ مِائَتَيْ حَدِيثٍ وَ قَدْ كَانَ يُحَدِّثُ بِهَا عَنْهُ عَبَّادٌ، وَ حَفِظْتُ أَنَا سَبْعِينَ، قَالَ حَمَّادٌ فَلَمْ أَزَلْ أُشَكِّكُ نَفْسِي حَتَّى اقْتَصَرْتُ عَلَى هَذِهِ الْعِشْرِينَ حَدِيثاً الَّتِي لَمْ تَدْخُلْنِي فِيهَا الشُّكُوكُ.

حماد بن عیسی بصری کا بیان ہے کہ میں اور عباد بن صہیب بصری نے امام صادقؑ سے احادیث سنیں تو عباد نے دوسو روایات حفظ کیں اور عباد انہیں امام صادقؑ سے بیان کرتا تھا اور میں نے

---

[۱۴۲] ۔ رجال الطوسی ۱۷۴و ۳۴۶. تنقیح المقال ۱: ۳۶۶. رجال الحلی ۵۶. رجال النجاشی ۱۰۳. فہرست الطوسی ۶۱. معالم العلماء ۴۳. رجال ابن داود ۸۴. معجم الثقات ۴۶. معجم رجال الحدیث ۶: ۲۲۴-۲۳۸. جامع الرواۃ ۱: ۲۷۳. نقد الرجال ۱۱۷. مجمع الرجال ۲. ۲۲۸-۲۳۱. ہدایۃ المحدثین ۴۹. إعیان الشیعۃ ۶: ۲۲۱. الذریعۃ ۱۲: ۴۲ و ۱۵: ۵۶ و ۲۴: ۳۲۹. منتہی المقال ۱۱۹. العندبیل ۱: ۲۳۲. منہج المقال ۱۲۳. جامع المقال ۶۴. التحریر الطاووسی ۸۲. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۱۸۱. اتقان المقال ۵۴. الوجیزۃ ۳۳. شرح مشیخۃ الفقیہ ۱۰. رجال الأنصاری ۲۷ و ۸۳. ثقات الرواۃ ۱: ۲۶۴-۲۶۶. تہذیب التہذیب ۳: ۱۸. تقریب التہذیب ۱: ۱۹۷. خلاصۃ تذہیب الکمال ۸۷. معجم المؤلفین ۴: ۷۳. میزان الاعتدال ۱: ۱۹۸. المجروحین ۱: ۲۵۳. لسان المیزان ۷: ۲۰۴. ہدیۃ العارفین ۱: ۳۳۴. الجرح والتعدیل ۱: ۲: ۱۴۵. تہذیب الکمال ۷: ۲۸۱. المجموع فی الضعفاء والمتروکین ۲۹۹. الاکمال ۶: ۵۴. المغنی فی الضعفاء ۱: ۱۹۰. الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ۸۷. الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی ۱: ۲۳۴. الضعفاء ۷۴.

۷۰ روایات یاد کیں، اور حماد نے کہا؛ پھر مجھے شک لاحق ہوا تو میں نے ۲۰ روایات پر اکتفاء کیا جن میں مجھے کوئی شک نہیں ہوا۔

۵۷۲ حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنِی الْعُبَیْدِیُّ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِیسَی، قَالَ، دَخَلْتُ، عَلَی أَبِی الْحَسَنِ الْأَوَّلِ (ع) فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاکَ ادْعُ اللَّهَ لِی أَنْ یَرْزُقَنِی دَاراً وَ زَوْجَةً وَ وَلَداً وَ خَادِماً وَ الْحَجَّ فِی کُلِّ سَنَة! فَقَالَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ ارْزُقْهُ دَاراً وَ زَوْجَةً وَ وَلَداً وَ خَادِماً وَ الْحَجَّ خَمْسِینَ سَنَةً. قَالَ حَمَّادٌ فَلَمَّا اشْتَرَطَ خَمْسِینَ سَنَةً عَلِمْتُ أَنِّی لَا أَحُجُّ أَکْثَرَ مِنْ خَمْسِینَ سَنَةً، قَالَ حَمَّادٌ وَ حَجَجْتُ ثَمَانِیاً وَ أَرْبَعِینَ سَنَةً وَ هَذِهِ دَارِی قَدْ رُزِقْتُهَا وَ هَذِهِ زَوْجَتِی وَرَاءَ السِّتْرِ تَسْمَعُ کَلَامِی وَ هَذَا ابْنِی وَ هَذَا خَادِمِی قَدْ رُزِقْتُ کُلَّ ذَلِکَ، فَحَجَّ بَعْدَ هَذَا الْکَلَامِ حَجَّتَیْنِ تَمَامَ الْخَمْسِینَ، ثُمَّ خَرَجَ بَعْدَ الْخَمْسِینَ حَاجّاً: فَزَامَلَ أَبَا الْعَبَّاسِ النَّوْفَلِیَّ الْقَصِیرَ، فَلَمَّا صَارَ فِی مَوْضِعِ الْإِحْرَامِ دَخَلَ یَغْتَسِلُ: فَجَاءَ الْوَادِی فَحَمَلَهُ فَغَرَّقَهُ الْمَاءُ رَحِمَنَا اللَّهُ وَ إِیَّاه، قَبْلَ أَنْ یَحُجَّ زِیَادَةً عَلَی الْخَمْسِینَ، عَاشَ إِلَی وَقْتِ الرِّضَا (ع) وَ تُوُفِّیَ سَنَةَ تِسْعٍ وَ مِائَتَیْنِ، وَ کَانَ مِنْ جُهَیْنَةَ وَ کَانَ أَصْلُهُ کُوفِیّاً وَ مَسْکَنُهُ الْبَصْرَةَ، وَ عَاشَ نَیِّفاً وَ سَبْعِینَ سَنَةً، وَ مَاتَ بِوَادِی قَنَاةَ بِالْمَدِینَةِ وَ هُوَ وَادٍ یَسِیلُ مِنَ الشَّجَرَةِ إِلَی الْمَدِینَةِ.

حماد بن عیسی کا بیان ہے کہ میں امام کاظمؑ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی میں آپ پر فدا ہو جاوں، میرے لیے دعا فرمایئے کہ اللہ تعالی مجھے بیوی، بچے، خادم اور ہر سال حج کی سعادت عطا فرمائے، تو آپ نے فرمایا؛ خدایا ! محمد وآل محمدؐ پر درود فرما، اور اسے بیوی، بچے، خادم اور

۵۰ سال حج کی سعادت عطافرما، حماد کا بیان ہے جب آپ نے ۵۰ سال کی شرط لگادی تو مجھے یقین ہوگیا کہ میں ۵۰ سال سے زیادہ حج نہیں کرسکوں گا۔

حماد نے کہا: میں نے ۴۸ سال حج کی یہ مجھے گھر نصیب ہوااور یہ پردے کے پیچھے میری بیوی ہے میری باتیں سن رہی ہے اور یہ میرا بیٹا ہے اور یہ میرا خادم ہے ،یہ سب کچھ مجھے نصیب ہوا۔

راوی کا بیان ہے: پھر اس کے بعد حماد نے دوسال حج کی اور ۵۰ سال مکمل ہوئے پھر ۵۰ سال کے بعد حج کے لیے نکلے ،ابو العباس نوفلی قصیر ان کے ساتھ تھے اور جب احرام کے مقام پر پہنچے وہ احرام کے لیے غسل کررہے تھے کہ سیلابی پانی کا ایک ریلا آیا اور حماد اس میں ڈوب گئے ،اللہ تعالی ان پر رحم کرے اور ۵۰ سے زیادہ حج نہ کرسکے اور حماد امام رضاؑ کے زمانے تک زندہ رہے اور ۲۰۹ھ میں فوت ہوئے اور قبیلہ جہینہ سے متعلق تھے اور اصل میں کوفی تھے اور ان کا مسکن بصرہ میں تھا اور ۷۰ سے زیادہ سال زندہ رہے اور مدینہ میں وادی قنات میں فوت ہوئے وہ وادی جہاں شجرہ سے مدینہ کی طرف پانی بہتا ہے۔

عبداللہ بن بکیر رجانی

۵۷۳ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ حَمْدَوَیْهِ بْنُ نُصَیْرٍ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُکَیْرٍ لَیْسَ هُوَ مِنْ وُلْدِ أَعْیَنَ، لَهُ ابْنٌ اسْمُهُ الْحُسَیْنُ.

وَجَدْتُ فِی کِتَابِ جِبْرِیلَ بْنِ أَحْمَدَ الْفَارِیَابِیِّ بِخَطِّهِ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْکَرْخِیِّ، عَنْ یُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ یُونُسَ بْنِ یَعْقُوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الرَّجَّانِیِّ قَالَ، دَخَلْتُ عَلَى أَبِی جَعْفَرٍ (ع) وَ أَنَا غُلَامٌ فَبَکَیْتُ، فَقَالَ: مَا یُبْکِیکَ یَا بُنَیَّ مَا کُلُّ مَنْ طَلَبَ هَذَا الْأَمْرَ أَصَابَهُ، ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى جَعْفَرٍ (ع) بَعْدَ أَبِی جَعْفَرٍ (ع) فَلَمَّا رَءَانِی وَ أَنَا مُقْبِلٌ قَالَ: اللَّهُ أَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَاتِهِ.

عبداللہ رجانی کا بیان ہے کہ میں امام ابو جعفر باقرؑ کے پاس حاضر ہوا در حالانکہ میں اس وقت جوان تھا تو میں رو پڑا۔

آپ نے فرمایا: اے بیٹے تم کیوں رو رہے ہو؟ ایسا نہیں کہ جو اس امر کو طلب کرتا ہے اسے پا بھی لے پھر میں امام باقرؑ کے بعد امام صادق کے پاس حاضر ہوا پس جب آپ نے مجھے آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا؛ خدا بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں قرار دے!

شعیب بن اعین

۵۷۴ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود: سَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ، عَنْ شُعَيْبٍ يَرْوِي عَنْهُ سَيْفُ بْنُ عَمِيرَةَ فَقَالَ هُوَ ثِقَةٌ؛

محمد بن مسعود کا بیان ہے کہ میں نے علی بن حسن بن فضال سے شعیب کے بارے میں سوال کیا کہ جس سے سیف بن عمیرہ روایت کرتا ہے؛فرمایا؛ وہ ثقہ اور سچا ہے۔

ابو حنیفہ سابق الحاج

۵۷۵ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ أَتَى قَنْبَرُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ (ع) فَقَالَ هَذَا سَابِقُ الْحَاجِّ وَ قَدْ أَتَى وَ هُوَ فِي الرَّحْبَةِ! فَقَالَ: لَا قَرَّبَ اللَّهُ دِيَارَهُ، هَذَا خَاسِرُ الْحَاجِّ يُتْعِبُ الْبَهِيمَةَ وَ يَنْقُرُ الصَّلَاةَ، اخْرُجْ إِلَيْهِ فَاطْرُدْهُ.

بعض شیعہ نے امام صادقؑ سے نقل کیا کہ قنبر امیر المومنینؑ کے پاس آیا اور عرض کی دروازے پہ حاجیوں کا سالار آیا ہے اور آپ رحبہ میں تشریف فرما تھے فرمایا؛ خدا اسے اپنے گھر کے قریب نہ کرے، یہ خسارہ اٹھانے والا حاجی ہے، یہ جانوروں کو تھکاتا ہے اور نماز کے لیے چونچیں مارتا ہے،اسے جاکر واپس بھیج دو۔

۵۷۶ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْبَرَّانِیُّ وَ عُثْمَانُ بْنُ حَامِد، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزْدَادَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنِ الْمُزَخْرَفِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ، قَالَ، ذُكِرَ عِنْدَ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَبُو حَنِيفَةَ السَّابِقُ وَ أَنَّهُ يَسِيرُ فِی أَرْبَعَ عَشْرَةَ، فَقَالَ لَا صَلَاةَ لَهُ[۱۴۳]

عبداللہ بن عثمان کا بیان ہے کہ امام صادقؑ کے پاس ابو حنیفہ سالار حاجی کا ذکر کیا گیا اور یہ کہ وہ چار گھنٹوں میں دس فرسخ طے کرتا ہے؟ امام نے فرمایا؛ اس کی نماز نہیں ہے[۱۴۴]۔

[۱۴۳] ۔ رجال الطوسی ۲۰۴. تنقیح المقال ۲: ۲۵. رجال النجاشی ۱۲۹. رجال ابن داود ۱۰۲. معجم الثقات ۵۸. معجم رجال الحدیث ۸: ۱۱۱. رجال البرقی ۴۳. جامع الرواۃ ۱: ۳۵۹. رجال الحلی ۸۰. توضیح الاشتباہ ۱۷۰. نقد الرجال ۱۵۰. مجمع الرجال ۳: ۱۱۲ و ۱۱۳. اِعیان الشیعۃ ۷: ۲۳۳. بہجۃ الآمال ۴: ۳۴۷. فہرست الطوسی ۱۸۸. منتہی المقال ۱۴۶. جامع المقال ۷۰. ایضاح الاشتباہ ۴۲. التحریر الطاووسی ۱۳۵. نضد الایضاح ۱۵۴. اِضبط المقال ۵۱۴. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۲۰۵. اتقان المقال ۶۷. الوجیزۃ ۳۵. . منہج المقال ۱۶۰ و ۱۶۱۔

[۱۴۴] ۔ نجاشی نے سعید بن بیان، اِبو حنیفۃ، سابق حاج ہمدانی، ثقۃ، راوی از امام صادق علیہ السلام کی توثیق کی ہے، تو اس عنوان کے تحت دو روایتیں ذکر ہوئیں پہلی روایت کا اس سعید سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ ایک تو وہ سند کے لحاظ سے مرسلہ اور ضعیف ہے اور ثانیا اس حاجی سالار کا جو امام علیؑ کے زمانے میں تھا امام صادقؑ کے زمانے تک باقی ہونا نہایت بعید ہے اور دوسری روایت سے اس کی مذمت کا پہلو نکالا گیا لیکن اولا تو اس کی سند معتبر نہیں کیونکہ محمد بن حسن برانی اور عثمان بن حامد کی وثاقت ثابت نہیں (معجم رجال، محقق خوئی) ثانیا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ سفر میں جلدی کرتا تھا اور نماز میں جلدی کرتا تھا تو اس سے بھی نماز کا بطلان لازم نہیں آتا لیکن محقق مامقانی نے مراد لیا کہ وہ عراق سے مکہ کا طویل سفر ۱۴ دنوں میں طے کرتا تھا تو اس طرح اشکال کیا ہے کہ اس دور میں یہ سفر اتنے دنوں میں اتنا تیز نہیں تھا کہ نماز ہی صحیح نہ ہو اور اگر وہ سفر تیز ہو تو اس سے نماز تو بہر حال باطل نہیں ہوتی تو اس روایت میں مبالغہ اور نماز کی کراہت بیان ہوئی ہے تو اس طرح اس میں راوی کی مذمت نہیں بلکہ اس کے فعل کی کراہت ہے کیونکہ اتنا تیز سفر حیوان کی اذیت اور نماز کی تخفیف کا سبب ہو سکتا ہے۔

ابو داود مسترقّ[۱۴۵]

۵۷۷ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود: سَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّال، عَنْ أَبِي دَاوُدَ الْمُسْتَرِقِّ قَالَ اسْمُهُ سُلَيْمَانُ بْنُ سُفْيَانَ الْمُسْتَرِقُّ وَ هُوَ الْمُنْشِدُ، وَ كَانَ ثِقَةً.

محمد بن مسعود کا بیان ہے کہ میں نے علی بن حسن بن فضال سے ابو داود مسترقّ کے بارے میں سوال کیا؟فرمایااس کا نام سلیمان بن سفیان مسترق ہے اور وہ اشعار پڑھا کرتا تھااور وہ ثقہ تھا۔

قَالَ حَمْدَوَيْه: هُوَ سُلَيْمَانُ بْنُ سُفْيَانَ بْنِ السِّمْطِ الْمُسْتَرِقُّ كُوفِيٌّ يَرْوِي عَنْهُ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، أَبُو دَاوُدَ الْمُسْتَرِقُّ مُشَدَّدَةً مَوْلَى بَنِي أَعْيَنَ مِنْ كِنْدَةَ وَ إِنَّمَا سُمِّيَ الْمُسْتَرِقَّ لِأَنَّهُ كَانَ رَاوِيَةً لِشِعْرِ السَّيِّدِ وَ كَانَ يَسْتَخِفُّهُ النَّاسُ لِإِنْشَادِهِ يَسْتَرِقُّ أَيْ يُرِقُّ عَلَى أَفْئِدَتِهِمْ، وَ كَانَ يُسَمَّى الْمُنْشِدَ، وَ عَاشَ تِسْعِينَ سَنَةً وَ مَاتَ سَنَةَ ثَلَاثِينَ وَ مِائَةٍ

[۱۴۵] . رجال النجاشی اص ۴۱۴ان ۳۸۳۴، فہرست الطوسی ۲۱۴ن ۸۲۶، معالم العلماء ۱۳۷ان ۹۴۴، رجال ابن داود ۱۷۶ان ۱۴۷، التحریر الطاووسی ۱۳۷ان ۱۷۶، رجال العلامۃ الحلی ۸۷ن ۴، ایضاح الاشتباہ ۱۹۵ان ۳۱۰، نقد الرجال ۱۶۵ان ۱۶، مجمع الرجال ۳ص۱۶۶، جامع الرواۃ اص ۳۸۰، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۲۱۰ن ۵۵۳، الوجیزۃ ۱۵۴، ہدایۃ المحدثین ۷۶، بہجۃ الآمال ۴ص ۴۷۰، تنقیح المقال ۲ص۶۰ ن ۵۲۰۸، الذریعۃ ۶ص۳۳۷، معجم رجال الحدیث ۸ص۲۶۲ن ۵۴۴۵ و ۲۱ص۱۵۰ن ۱۴۲۳۸ و ۱۴۲۳۹، قاموس الرجال ۴ص ۴۷۵.

اور حمدویہ نے کہا ؛وہ سلیمان بن سفیان بن سمط مسترق کوفی تھا اس سے فضل بن شاذان روایت کرتا ہے اور ابو داود کے لقب مسترقّ کی کاف مشدد ہے اور وہ بنی اعین کندہ کا ہم پیمان تھا اور اسے مسترق اس لیے کہا گیا کہ وہ سید حمیری کے اشعار کی بہت زیادہ روایت کرتا تھا اور لوگ اسے خفیف شمار کرتے تھے اور یسترقّ کا معنی یہ ہے کہ اس کے شعر پڑھنے سے لوگوں کے دل نرم ہو جاتے تھے اور اسے منشد بھی کہا جاتا ہے وہ ۹۰ سال زندہ رہے اور ۱۳۰[۱۴۶]ھ میں وفات پائی۔

[۱۴۶] ۔ صحیح یہ ہے کہ اس نے ۲۳۱ھ میں وفات پائی ۔

عبدالاعلی مولی آل سام[۱۴۷]

۵۷۸ حَمْدَوَيْه، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ عُبَيْد، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاط، عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّه (ع) إِنَّ النَّاسَ يَعِيبُونَ عَلَيَّ بِالْكَلَامِ وَ أَنَا أُكَلِّمُ النَّاسَ، فَقَالَ: أَمَّا مِثْلُكَ مَنْ يَقَعُ ثُمَّ يَطِيرُ فَنَعَمْ وَ أَمَّا مَنْ يَقَعُ ثُمَّ لَا يَطِيرُ فَلَا.

سیف بن عمیرہ نے عبدالاعلی سے نقل کیا کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کی کہ لوگ میرے بحثیں اور مناظرے کی وجہ سے عیب جوئی اور ملامت کرتے ہیں۔

فرمایا: تجھ جیسے افراد کے مناظرے ہم پسند کرتے ہیں جو بحثوں میں اڑنے اور بیٹھنے (موقع و محل پر جواب دینے) کی صلاحیت رکھتے ہیں اور جو افراد اس طرح نہ ہوں ہمیں ان کا مناظرہ کرنا پسند نہیں ہے۔

[۱۴۷] رجال الطوسی ۲۳۸. تنقیح المقال ۲: ۱۳۲. رجال ابن داود ۱۲۷. رجال الحلی ۱۲۷. معجم الثقات ۳۰۵. معجم رجال الحدیث ۹: ۲۵۶. رجال البرقی ۲۴. نقد الرجال ۱۸۱. جامع الرواۃ ۱: ۴۳۶. ہدایۃ المحدثین ۹۰. مجمع الرجال ۳: ۲۵۴. بہجۃ الآمال ۵: ۱۲۳. منتہی المقال ۱۷۰. منہج المقال ۱۸۹. جامع المقال ۷۶. التحریر الطاووسی ۲۰۵ و ۲۱۲. روضۃ المتقین ۱۴: ۳۷۶. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۲۲۴. اتقان المقال ۱۹۷. شرح مشیخۃ الفقیہ ۳۶. رجال الانصاری ۹۹.

ولید بن صبیح[۱۴۸]

۵۷۹ حَدَّثَنی مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنی سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّه بْنِ أَبیخَلَف، عَنْ إبْرَاهیمَ بْنِ هَاشمٍ، عَنْ بَکْرِ بْنِ صَالحٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلیٍّ، عَنْ إسْمَاعیلَ بْنِ عَبْدِ الْعَزیز، عَنْ أَبیه، قَالَ، دَخَلْتُ أَنَا وَ أَبُو بَصیرٍ عَلَی أَبی عَبْدِ اللَّه (ع)، فَقَالَ لَهُ أَبُو بَصیرٍ جَعَلَنیَ اللَّهُ فدَاکَ إنَّ لَنَا صَدیقاً وَ هُوَ رَجُلُ صدْقٍ یَدینُ اللَّهَ بمَا نَدینُ به، فَقَالَ مَنْ هَذَا یَا أَبَا مُحَمَّدٍ الَّذی تُزَکِّیه فَقَالَ الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلیدِ بْنِ صَبیحٍ، فَقَالَ: یَرْحَمُ اللَّهُ الْوَلیدَ بْنَ صَبیحٍ.

عبدالعزیز نے بیان کیا میں اور ابو بصیر امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوئے تو ابو بصیر نے عرض کی؛ خدا مجھے آپ پر فدا کرے، ہمارا ایک دوست ہے جو سچا شخص ہے اور اس کے بارے میں ویسا عقیدہ رکھتا ہے جیسا ہم رکھتے ہیں۔

امام نے فرمایا: وہ کون ہے؟ اے ابو محمد جس کی تو اتنی مدح اور تعریف کر رہا ہے۔

اس نے کہا: وہ عباس بن ولید بن صبیح ہے۔ امام نے فرمایا: خدا ولید بن صبیح پر رحم فرمائے۔

---

[۱۴۸] رجال البرقی ۴۱، من لایحضرہ الفقیہ (المشیختہ) ۴ص ۸۲، رجال النجاشی ۲ص ۳۹۳ن ۱۱۶۲، رجال الطوسی ۳۲۶ن ۱، التحریر الطاووسی ۲۹۵ن ۴۴۴، رجال ابن داود ۳۶۲ن ۱۶۲۰، رجال العلامۃ الحلی ۱۷۷ن ۲، ایضاح الاشتباہ ۳۱۰ن ۷۴۱، نقد الرجال ۳۶۴ن ۸، مجمع الرجال ۶ص ۱۹۴، نضد الایضاح ۳۴۹، جامع الرواۃ ۲ص ۳۰۰، وسائل الشیعۃ ۲۰ص ۳۵۹ن ۱۲۱۷، الوجیزۃ ۱۶۸، ہدایۃ المحدثین ۱۵۷، مستدرک الوسائل ۳ص ۶۹۲، بہجۃ الآمال ۷ص ۱۶۲، تنقیح المقال ۳ص ۲۸۰ن ۱۲۶۷۱، الذریعۃ ۶ص ۳۷۰ن ۲۳۱۳، معجم رجال الحدیث ۱۹ص ۱۹۵ن ۱۳۱۵۴، قاموس الرجال ۹ص ۲۵۴.

ابو نجران ابو عبدالرحمٰن بن ابو نجران

۵۸۰ وَجَدْتُ فِی کِتَابِ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدِ بْنِ نُعَیْمٍ الشَّاذَانِیِّ بِخَطِّهِ: حَدَّثَنِی جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدَائِنِیُّ، عَنْ مُوسَی بْنِ الْقَاسِمِ الْبَجَلِیِّ، عَنْ حَنَانِ بْنِ سَدِیرٍ، عَنْ أَبِی نَجْرَانَ قَالَ، قُلْتُ لِأَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِنَّ لِی قَرَابَةً یُحِبُّکُمْ إِلَّا أَنَّهُ یَشْرَبُ هَذَا النَّبِیذَ! قَالَ حَنَانٌ: وَ أَبُو نَجْرَانَ هُوَ الَّذِی کَانَ یَشْرَبُ غَیْرَ أَنَّهُ کَنَّی عَنْ نَفْسِهِ، قَالَ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَهَلْ کَانَ یُسْکِرُ قَالَ، قُلْتُ إِی وَ اللَّهِ جُعِلْتُ فِدَاکَ إِنَّهُ لَیُسْکِرُ، قَالَ: فَیَتْرُکُ الصَّلَاةَ قَالَ، رُبَّمَا قَالَ لِلْجَارِیَةِ صَلَّیْتُ الْبَارِحَةَ فَرُبَّمَا قَالَتْ لَهُ نَعَمْ قَدْ صَلَّیْتَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَ رُبَّمَا قَالَ لِلْجَارِیَةِ یَا فُلَانَةُ صَلَّیْتُ الْبَارِحَةَ الْعَتَمَةَ، فَتَقُولُ لَا وَ اللَّهِ مَا صَلَّیْتَ وَ لَقَدْ أَیْقَظْنَاکَ وَ جَهَدْنَا بِکَ، فَأَمْسَکَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) یَدَهُ عَلَی جَبْهَتِهِ طَوِیلًا ثُمَّ نَحَّی یَدَهُ، ثُمَّ قَالَ: قُلْ لَهُ یَتْرُکُهُ فَإِنْ زَلَّتْ بِهِ قَدَمٌ فَإِنَّ لَهُ قَدَماً ثَابِتاً بِمَوَدَّتِنَا أَهْلَ الْبَیْتِ.

حنان بن سدیر نے خود ابو نجران [۱۴۹] سے روایت کی کہ میں امام صادقؑ کے پاس گیا اور عرض کی میرا ایک رشتہ دار ہے جو اہل بیت سے محبت رکھتا ہے لیکن نبیذ (جو کی شراب) پیتا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ ابو نجران خود پیتا تھا لیکن کنایہ کر کے امام سے سوال کر رہا تھا۔

امام نے فرمایا: کیا وہ اس پر نشہ طاری ہو جاتا ہے؟

اس نے عرض کی: خدا کی قسم ہاں، میں آپ پر قربان جاوں، اسے نشہ بھی طاری ہوتا ہے۔

آپ نے پوچھا: کیا وہ نماز بھی چھوڑ دیتا ہے؟

اس نے عرض کی: کبھی وہ کنیز سے پوچھتا ہے کیا میں نے شام کی نماز پڑھ لی؟ تو وہ کہتی ہے ہاں ،تونے تین بار پڑھی ہے اور کبھی وہ کنیز سے پوچھتا ہے کیا میں نے عشاء کی نماز پڑھ لی؟ تو وہ کہتی ہے؛ خدا کی قسم نہیں ہم نے تمہیں جگایا اور پوری کوشش کی مگر تم نہیں جاگے۔

امام کافی دیر تک اپنا دست مبارک اپنی جبین نازنین پر رکھے رہے پھر اپنا ہاتھ ہٹایا اور فرمایا؛ اس سے کہہ دو اسے (نبیذ کو) چھوڑ دے، پھر اگر اس کے قدم ڈگمگائے تو ہم اہل بیتؑ کی محبت و مودت اسے تھام لے گی۔

---

[۱۴۹] ۔اس کا نام عمرو بن مسلم تھا ، رجال نجاشی ،ص۲۳۵ن ۶۲۲ میں اسے اس کے بیٹے عبد الرحمٰن بن ابی نجران کے تعارف میں ذکر کیا، معجم رجال الحدیث ۱۳: ۱۲۶. تنقیح المقال ۲: ۳۳۷. نقد الرجال ۳۹۹. جامع الرواۃ ۱: ۶۲۸ و ۲: ۴۱۹. خاتمۃ المستدرک ۸۶۸. توضیح الاشتباہ ۳۱۵. مجمع الرجال ۴: ۲۹۱ و ۷: ۱۰۲ و ۱۰۳. منہج المقال ۲۴۸. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۲۸۱۔

مفضل بن عمر[۱۵۰]

---

[۱۵۰] ۔ رجال الطوسی ۳۱۴و ۳۶۰. تنقیح المقال ۳: قسم المیم: ۲۳۸-۲۴۲. معجم رجال الحدیث ۱۸: ۲۹۰و ۲۹۲-۳۰۵و ۳۱۰. رجال النجاشی ۲۹۵. فہرست الطوسی ۱۶۹. رجال ابن داود ۲۸۰. معالم العلماء ۱۲۴. رجال الحلی ۲۵۸. الارشاد ۲۸۸. معجم الثقات ۳۶۱. نقد الرجال ۳۵۱. الغیبہ ۲۲۳. رجال البرقی ۳۴. توضیح الاشتباہ ۲۸۶. جامع الرواۃ ۲: ۲۵۸-۲۶۰. ہدایۃ المحدثین ۱۵۰. سفینہ البحار ۲: ۱۷۳و ۳۷۲. مجمع الرجال ۶: ۱۲۳-۱۳۱. الذریعۃ ۲: ۵۱۴ و ۴: ۴۸۲ و ۱۵: ۳۱۳ و ۲۵: ۱۰۶. تحف العقول ۵۱۳. المناقب ۴: ۲۸۱ و ۳۲۱ و ۳۲۵. الاختصاص ۲۱۶ و ۲۶۹. الخصال ۱ و ۲ إعیان الشیعۃ ۱۰: ۱۳۲. البحار ۴۷: ۳۴۳. منتہی المقال ۳۰۸. منہج المقال ۳۴۱. جامع المقال ۹۰. التحریر الطاووسی ۲۵۹. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۳۵۲. اتقان المقال ۱۳۹ و ۳۶۷. الوجیزۃ ۵۱. شرح مشیخۃ الفقیہ ۲۲. رجال الانصاری ۱۸۹. کشف الحجب والأستار ۴۳۰. بہجۃ الامال ۷: ۷۰. مقالات الاشعری ۱: ۱۰۱. إعیان الشیعۃ ۱۰ص ۱۳۲، قاموس الرجال ۹ص ۹۳، حیاۃ الِامام موسی بن جعفرؑ (باقر شریف قرشی) ۲ص ۳۲۳.

واضح ہو کہ مفضل بن عمر کے بارے میں علماء رجال کے اقوال میں اختلاف ہے جیسا کہ ذیل میں ان میں سے بعض قدماء کے بیانات کو نقل کیا جاتا ہے اگرچہ صحیح تر روایات اور محکم قرائن و شواہد سے ثابت ہے کہ مفضل ثقہ و معتمد بلکہ جلیل القدر، خواص و ابواب اور معصومینؑ کے وکلاء میں سے تھے:

*شیخ مفید نے کتاب ارشاد میں امام صادقؑ کے خواص، رازداں، ثقہ و معتمد نیکوکار فقہاء میں شمار کیا جہنوں نے امام صادقؑ سے امام کاظمؑ کی امامت کی نص کو نقل کیا؛ملاحظہ ہو: الارشاد: باب ذکر الامام القائم بعد إبی عبداللہ جعفر بن محمد الصادقؑ، (فصل فی النص علیہ بالامامۃ من إبیہ علیہما السلام).

*شیخ طوسی نے اسے ممدوحین میں شمار کیا اور اپنی سند سے ہشام بن احمر سے نقل کیا کہ میں امام کاظمؑ کے پاس مدینہ میں اموال لے گیا تو آپ نے فرمایا انہیں واپس لے جاو اور مفضل کو دے دو تو میں نے اسے دے دیئے؛ حملت إلی إبی إبراہیم علیہ السلام إلی المدینۃ إموالا، فقال: ردہا فادفعہا إلی المفضل بن عمر، فرددتہا إلی الجعفی، فحططتہا علی باب المفضل؛ ملاحظہ ہو: الغیبۃ شیخ طوسی: فصل فی ذکر طرف من إخبار السفراء، فی ذکر الممدوحین.

اور شیخ طوسی نے ایک روایت اپنی سند سے محمد بن سنان کے واسطے سے مفضل بن عمر سے نقل کیا اور اس کے آخر میں فرمایا: فأول ما فی ہذا الخبر إنہ لم یروہ غیر محمد بن سنان، عن المفضل بن عمر، ومحمد بن سنان مطعون علیہ، ضعیف جدا؛ اس میں جو پہلا اشکال ہے وہ یہ ہے کہ اس کو محمد بن سنان کے علاوہ کسی نے مفضل سے نقل نہیں کیا اور محمد بن سنان پر طعن کیا گیا ہے اور وہ بہت زیادہ ضعیف ہے ملاحظہ ہو: تہذیب الاحکام ج ۷، باب المہور والاجور، ح ۱۴۶۴ تبصرہ: شیخ طوسی کا یہ کلام صریح ہے کہ وہ مفضل پر اعتماد کرتے ہیں اور اس کے بارے میں طعن نہیں کرتے۔

*ابن شہر آشوب نے مفضل بن عمر جعفی امام صادقؑ کے خواص إصحاب میں شمار کیا ہے؛ مناقب آل ابو طالب ج ۴، باب إمامۃ إبی عبداللہ جعفر بن محمدؑ، فصل فی تواریخہ وإحوالہ. اور اسے ان ثقہ و معتمد اصحاب میں شمار کیا جنہوں نے امام کاظمؑ کے بارے میں ان کے والد

گرامیؑ سے صریح نص نقل کی ملاحظہ ہوں، مناقب، سابقہ حوالہ (فصل فی معالی اِمورہ علیہ السلام)، اور کہا کہ مفضل بن عمر جعفی امام موسیٰ بن جعفرؑ کے ابواب میں سے تھا، مناقب سابقہ حوالہ (فصل فی اِحوالہ وتواریخیہ)

ان اقوال کے مقابلے میں نجاشی وابن عضائری نے انہیں ضعیف قرار دیا: نجاشی نے فرمایا: "مفضل بن عمر اِبو عبداللہ، اور ایک قول ہے کہ وہ اِبو محمد جعفی ہے، کوفی، فاسد المذہب، مضطرب الروایۃ، لایعبأ بہ (اس کی پرواہ نہ کی جائے)، اور کہا گیا: وہ خطابی تھا اس کی چند کتابیں ذکر کی گئی جن پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا، ہم نے اس شرط کے تحت ذکر کیا جو کتاب کے مقدمے میں ذکر کی (شیعہ کی طرف منسوب تمام راویوں کو ذکر کریں جو صاحبان کتاب تھے چاہے ضعیف ہی کیوں نہ ہوں)، اس کی درج ذیل کتابیں ہیں: ا۔ کتابماافترض اللہ علی الجوارح من الایمان وہو کتاب الایمان والاسلام، والرواۃ لہ مضطربو الروایۃ لہ (اور اس کو نقل کرنے والے اس سے نقل کرنے میں مضطرب ہیں)... ۲۔ کتاب یوم ولیلۃ، ۳۔ کتاب فکر "(جو توحید مفضل کے عنوان سے معروف ہے)"، ۴۔ کتاب فی بدء الخلق والحث علی الاعتبار ۴۔ وصیۃ المفضل، ۵۔ کتاب علل الشرائع.

ابن عضائری نے کہا: "مفضل بن عمر جعفی، اِبو عبداللہ، ضعیف متہافت، مرتفع القول، خطابی ہے اور اس کے نام پر بہت سی روایات کا اضافہ کیا گیا اور غالیوں نے اس کی حدیثوں میں بہت زیادہ جعلکاری کی ہے اس لیے اس کی حدیث کو لکھنا بھی جائز نہیں (وقد زید علیہ شئ کثیر، وحمل الغلاۃ فی حدیثہ حملا عظیما، ولا یجوز اِن یکتب حدیثہ) اور اس نے امام صادق وکاظمؑ سے روایت کی۔

اور کشی کی روایات اس کے بارے میں مختلف ہیں جن میں سے بعض اس کی مدح کرتیں اور بعض اس کی مذمت کرتی ہیں مدح کی روایات میں ن ۵۸۴، ۵۸۳، ۵۸۲ جیسے شیخ طوسی نے غیبت میں بھی نقل کیا، ۵۹۲، اور اس کی ذیلی حدیث جس میں امام نے مفضل کو مرجع احکام قرار دیا، ۵۹۳امام رضاؑ کی روایت جسے کلینی نے نقل کیا: الکافی، ج۱، کتاب الحجۃ ۴، باب الاشارۃ والنص علی اِبی جعفر الثانیؑ، ص ۳۷، ح ۵۹۵، ۵۹۴، ۱، جسے شیخ طوسی نے غیبت میں بھی نقل کیا، ۵۹۸، ۵۹۸، ۵۹۷، ۵۹۶ جسے کلینی نے روضۃ الکافی، ح۵۶۱ میں نقل کیا ہے۔

- اور مفضل کی مذمت کی روایات ہیں: ن ۵۸۸، ۵۸۷، ۵۸۶، ۵۸۱، اور اس کے ذیل میں ابو عمرو کشی کے دو منقول تبصرے ، ۵۹۲، ۵۹۰، ۵۸۹۔

مفضل کے بارے میں مدح کی دیگر بہت سی روایات موجود ہیں جن میں کشی کی ح ۹۸۲ ہے: محمد بن سنان کا بیان ہے کہ میں امام موسیٰ کاظمؑ کے عراق لائے جانے سے ایک سال قبل ان کے پاس حاضر ہوا اور آپ کے سامنے آپ کے بیٹا علی رضاؑ تشریف فرما تھے، تو آپ نے فرمایا؛ اے محمد! میں نے عرض کی، لبیک، یاامام، تو آپ نے فرمایا؛ اس سال ہم حرکت کریں گے تو اس امر ولایت سے خارج نہ ہو جانا، پھر امام نے سر جھکا لیا اور ہاتھ سے زمین پر لکیر لگائی پھر سر اٹھایا جبکہ آپ یہ فرمارہے تھے؛ خدا ظالموں کو گمراہ کر دیتا ہے اور جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے، میں نے عرض کی؛ یہ کیا ہے میں آپ پر قربان جاوں، فرمایا جس نے میرے اس بیٹے کے حق پر ظلم کیا اور میرے بعد اس کی امامت کا انکار کیا تو وہ اس طرح ہوگا جس نے امام علی بن ابی طالبؑ کے حق پر ظلم کیا اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد ان کی امامت کا انکار کیا، تو میں نے جان لیا کہ آپ مجھے اپنی وفات کی خبر دے رہے ہیں اور اپنے فرزند کی امامت کو بیان کر رہے ہیں تو میں نے عرض کی؛ خدا کی قسم اگر خدا نے مجھے عمر دی تو میں آپ کے فرزند کو ان کا حق ادا کروں گا اور آپ کی امامت کا اقرار کروں گا، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے یہ فرزند آپ کے بعد خدا کی مخلوق پر خدا کی حجت ہیں اور اس کے دین کی طرف بلانے والے ہیں تو امام نے فرمایا؛ اے محمد خدا تیری عمر کو زیادہ کرے گا اور تو ان کی امامت کی طرف بلائے گا اور ان کے بیٹے کی امامت کی طرف بھی بلائے گا تو میں نے عرض کی؛ ان کے بعد کون ہونگے؟ میں آپ پر قربان جاوں، فرمایا ان کا بیٹا محمد ان کا وصی ہوگا۔ میں نے عرض کی؛ ہم ان پر راضی

اور ان کے مطیع ہیں، امام نے فرمایا؛میں نے اس طرح تجھے حضرت امیر کے صحیفہ میں پایا اور تم میرے شیعوں میں ایسے ہو جیسے شب تاریک میں بجلی کی چمک ہو ،اس کے بعد فرمایا؛ اے محمد! **مفضل، میرا مونس و ہمدم اور میری تسکین قلب کا باعث ہے** اور تم امام رضاؑ اور ان کے فرزند محمد جوادؑ کے مونس و ہمدم اور میری تسکین قلب کا باعث ہو اور آگ پر حرام کہ کبھی ان کو چھوئے یعنی امام ابوالحسن رضاؑ اور امام جوادؑ کو۔ اس روایت کو محمد بن یعقوب کلینی نے اپنی سند سے ابن سنان سے نقل کیا، ملاحظہ ہو، الکافی ج۱، باب الاشارۃ والنص علی إبی الحسن الرضاؑ، ص ۲۷ ،ح۱۶، شیخ صدوق نے اپنی سند: عن إحمد بن زیاد بن جعفر الھمدانی ، نا علی بن إبراھیم بن ہاشم، عن إبیہ، عن محمد بن سنان" سے اسے روایت کو نقل کیا ملاحظہ ہو: عیون اخبار رضاؑ، ج۱، باب ۴، نص إبی الحسن علی ابنہ الرضا، ح۲۹۔

اور کلینی محمد بن یعقوب نے اپنی سند: " عن محمد بن یحیٰ. عن إحمد بن محمد ، عن ابن سنان" سے مفضل سے نقل کیا، قال: قال إبو عبداللہ علیہ السلام: إذا رایت بین اثنین من شیعتنا منازعۃ، فافتدعا من مالی: امام صادقؑ نے فرمایا: جب ہمارے دو شیعوں کے درمیان جھگڑا دیکھے تو ان کو میرے مال میں کچھ دیکر صلح صفائی کرادے۔

و بالاسناد عن ابن سنان ، عن إبی حنیفۃ سائق الحاج ، قال: مر بنا المفضل ، وإنا و ختنی نتشاجر فی میراث ، فوقف علینا ساعۃ ثم قال لنا: تعالوا إلی المنزل ، فاتیناہ فاصلح بیننا بأربعمائۃ درہم ، فدفعہا إلینا من عندہ ، حتی إذا استوثق کل واحد منا صاحبہ ، قال: إما إنہا لیست من مالی ، ولکن إبو عبداللہ علیہ السلام إمرنی ، إذا تنازع رجلان من إصحابنا فی شئ إن إصلح بینہما وإفتدیہا من مالہ ، فہذا من مال إبی عبداللہ علیہ السلام. الکافی ج ۲، کتاب الایمان والکفرا، باب الاصلاح بین الناس ۹۱ ، ح ۳ و ۴ .

اور سابقہ سند سے ابن سنان کے واسطے سے ابو حنیفہ سائق سے نقل کیا کہ مفضل ہمارے پاس سے گزرے جبکہ میں اور میرا بہنوئی یا داماد میراث کے مسئلے میں لڑ رہے تھے تو وہ ہمارے پاس رک گئے اور فرمایا: میرے پاس گھر آو تو ہم ان کے پاس گئے تو انہوں نے ہمارے درمیان صلح کے لیے چار سو درہم تقسیم کئے اور اپنے مال سے وہ درہم ہمیں دیئے جب ہم دونوں آپس میں صلح کر چکے تو انہوں نے کہا: یہ میرے مال میں سے نہیں ہیں بلکہ یہ امام صادقؑ نے مجھے حکم دیا تھا جب ہمارے اصحاب میں سے کوئی مال کے سلسلے میں تنازع کریں تو ان میں صلح کرادوں اور ان کے مال ان پر خرچ کروں یہ امام صادقؑ کا مال ہے۔

وروی عن محمد بن یحیٰ ، عن علی بن الحکم ، عن یونس بن یعقوب ، قال: إمرنی إبو عبداللہ علیہ السلام إن آتی المفضل وإعزیہ بإسماعیل ، وقال: إقرإ المفضل السلام وقل لہ: إنا قد إصبنا بإسماعیل فصبرنا ، فاصبر کما صبرنا ، إنا إردنا إمرا ، وإراد اللہ عزوجل إمرا ، فسلمنا لامر اللہ عزوجل. الکافی ج ۲، کتاب الایمان والکفرا ، باب الصبر ۴۷ ، ح ۱۶.

اور کلینی نے اپنی سند سے یونس بن یعقوب سے نقل کیا کہ امام صادقؑ نے مجھے حکم دیا کہ میں مفضل کے پاس جاکر انہیں اسماعیل کی تعزیت پیش کروں اور فرمایا: مفضل کو میرا اسلام کہنا اور یہ میرا پیغام پہنچانا کہ ہمیں اسماعیل کی مصیبت پہنچی تو ہم نے صبر کیا تو بھی صبر کرنا جیسے ہم نے صبر کیا ہم ایک چیز کا ارادہ کرتے ہیں اور خدا اس کے خلاف ارادہ کرتا ہے تو ہم خدا کے امر کے سامنے تسلیم ہو جاتے ہیں۔ تبصرہ: یہ روایت امام صادق کے مفضل بن عمر سے نہایت درجہ تعلق کو ظاہر کرتی ہے اور اس کی سند بھی صحیح ہے۔

اور کلینی نے اپنی سند سے مفضل سے نقل کیا کہ امام صادق نے مجھے حکم دیا کہ لکھو اور اپنا علم اپنے دینی بھائیوں میں نشر کرو پس اگر مر جاو تو اپنی کتابیں اپنے بیٹوں میں میراث چھوڑ جاو کیونکہ ایک زمانے ہرج و مرج کا آئے گا جس میں وہ اپنی کتابوں سے انس حاصل کریں گے؛ عن عدۃ من إصحابنا، عن إحمد بن محمد بن خالد البرقی ، عن بعض إصحابہ ، عن إبی سعید الخیبری ، عن المفضل بن عمر، قال: قال لی إبو عبداللہ علیہ السلام: إکتب وبث علمک فی إخوانک ، فإن مت فاورث کتبک بنیک ، فإنہ یاتی الناس زمان ہرج لا یانسون فیہ إلا بکتبہم . الکافی، ج۱، کتاب فضل العلم ۲، باب روایۃ الکتب والحدیث و فضل الکتابۃ ۱۷، ح۱۱۔

اور شیخ مفید نے اپنی صحیح سند سے عبداللہ بن فضل ہاشمی سے نقل کیا کہ میں امام صادق کے پاس تھا کہ مفضل بن عمر حاضر ہوا جب آپ نے اسے دیکھا تو مسکرائے اور فرمایا: میرے پاس آو اے مفضل! خدا کی قسم میں تجھ سے محبت کرتا ہوں اور اس شخص کو بھی پسند کرتا ہوں جو تجھ سے محبت کرے اے مفضل اگر میرے تمام اصحاب ان سب حقائق کو جان لیتے جو تو جانتا ہے تو کبھی آپس میں اختلاف نہ کرتے ؛کنت عند الصادق علیہ السلام إذ دخل المفضل بن عمر، فلما بصر بہ ضحک إلیہ، ثم قال: إلی یا مفضل، فوربی إنی لاحبک واحب من یحبک ، یا مفضل لو عرف جمیع إصحابی ما تعرف مااختلف اثنان، (الخ)، الاختصاص: حدیث المفضل وخلق إرواح الشیعۃ من الائمۃ علیہم السلام۔

اور کشی کی ح۲۱۶ میں ہے: مفضل بن عمر نے نقل کیا کہ ایک دن فیض بن مختار امام صادقؑ کے پاس آیا اور قرآن کی ایک آیت پڑھی تو امام نے اس کی تاویل بیان کی تو فیض نے عرض کی مولا آپ پر قربان یہ آپ کے شیعوں میں اختلاف کیسا ہے ؟ تو آپ نے فرمایا؛اے فیض کونسا اختلاف، اس نے عرض کی میں کوفہ میں ان کی مجالس میں شرکت کرتا ہوں تو ان کے اختلاف حدیث کی وجہ سے شک کرنے لگتا ہوں یہاں تک کہ میں مفضل بن عمر کی طرف رجوع کرتا ہوں تو وہ مجھے کچھ وضاحت فرماتے ہیں جس سے میرے نفس میں سکون و قرار اور میرے دل میں اطمینان حاصل ہوتا ہے تو امام نے فرمایا؛ ہاں ایسا ہی ہے اے فیض جیسا تو نے ذکر کیا لوگ ہم پر جھوٹ بولنے کے دلدادہ اور عادی ہیں گویا خدا نے ان پر فرض کیا ہے اور اس کے علاوہ ان کی کوئی ذمہ داری نہیں میں ان میں سے کسی کو حدیث بیان کرتا ہوں وہ میرے پاس سے نہیں جاتا یہاں تک کہ اس کی غیر مناسب تاویل کرلیتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہماری احادیث و محبت کے ذریعے خدا کے ہاں خزانہ نہیں چاہتا بلکہ وہ اس کے ذریعے دنیا کے طلبگار ہیں اور ہر شخص کی خواہش ہے کہ اسے رئیس اور عالم پکارا جائے حالانکہ کوئی بھی شخص اپنے نفس کو تکبر کے ساتھ بلند نہیں کرتا مگر اللہ اسے ذلیل کردیتا ہے اور جو شخص تواضع کرتا ہے اس کو خدا بلند مقام عطا کرتا ہے اور اسے شرف اعلی نصیب فرماتا ہے اور جب تجھے ہماری احادیث سیکھنے کا ارادہ ہو تو اس بیٹھے ہوئے شخص کی طرف رجوع کرنا اور آپ نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کی طرف اشارہ فرمایا، تو راوی کہتا ہے میں نے اپنے ساتھیوں سے اس کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے بتایا وہ زرارہ بن اعین ہے۔

اور کشی کی ح۴۱۶ میں ہے: علی بن حسن عبیدی سے منقول ہے کہ جب عبداللہ بن ابی یعفور کی وفات ہوئی تو امام صادق نے مفضل بن عمر کو لکھا؛اے مفضل میں تجھے وہ عہد دے رہا ہوں جو میں نے عبداللہ بن ابی یعفور کو دیا تھا وہ تو اللہ ،اس کے رسول ﷺ اور امام کے ساتھ اپنے عہد کو پورا کر کے چل بسا انکی روح اس حالت میں قبض ہوئی کہ وہ قابل تعریف تھے انکی زحمات لائق شکر تھیں انہیں بخش دیا گیا اور وہ اللہ ،اس کے رسول ﷺ اور امام کی رضائیں پاکر رحمتوں میں جا بسے مجھے اپنے فرزند رسول ہونے کی قسم ہے ہمارے زمانے میں اس سے زیادہ کوئی بھی اللہ اور اس کے رسول اور امام کی اطاعت گزار نہیں ہوگا وہ ہمیشہ اس طرح رہا یہاں تک کہ اللہ نے اسے اپنی رحمت سایہ میں لے لیا اور اسے اپنی جنت الفردوس میں پہنچادیا، اسے خدا نے رسول اکرمؐ اور امیر المومنین کے معیت میں جگہ دی اسے اللہ نے محمد مصطفیٰ ﷺ اور امیر المومنین کے مسکن کے درمیان سکونت دی انکے مساکن اور درجات ایک ٹھہرے اللہ اس کے درجات بلند فرمائے وہ خدا کی عطا پر راضی ہوا اور میرے اس سے راضی ہونے کی وجہ سے اللہ کے فضل و کرم سے مغفرت الٰہی اس کے شامل حال ہوئی۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ مفضل کی طرف تفویض و خطابی ہونے کی نسبت ثابت نہیں ہے اور ابن غضائری کی کتاب کی نسبت صحیح نہ ہونے کی وجہ سے اس کو اس مطلب کے اثبات کے لیے پیش نہیں کیا جاسکتا ہے اور کشی کے کلام میں اس کے بعد میں خطابی ہونے کا بیان بھی بغیر دلیل کے ہے اس کی تائید نجاشی کے بیان میں ہوتی ہے کہ انہوں نے اس قول کو قیل کہہ کر تعبیر کیا جس سے ان کا راضی نہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔

اور جو روایات اس کی مذمت میں وارد ہوئی ہیں ان کی سند ضعیف ہونے کی وجہ سے اعتماد نہیں کیا جاسکتا ہاں ان میں سے تین روایات کی سند صحیح ہے مگر ان کا علم بھی انکے اہل کی طرف پلٹانا پڑے گا کیونکہ بہت سی روایات موجود ہیں جن کے بارے میں بعید نہیں کہ دعوی کیا جائے کہ معصومینؑ سے صادر ہوئی ہیں پھر مدح کی روایات میں میں معتبر روایات بھی موجود ہیں تو ان مذمت کی روایات سے مراد وہ صورت لینی چاہیے جو دیگر جلیل القدر راویوں کے متعلق مذمت کی روایات سے لی گئی ہے۔

[واضح ہو کہ معصومینؑ نے اپنے زمانے کے سیاسی اور معاشرتی حالات کے پیش نظر ایسے بعض جلیل القدر افراد کے بارے میں مذمت کے بیانات صادر فرمائے اور ان کے بارے میں خود اپنے مخلصین کو وضاحت بھی فرمائی کہ اس کا سبب ان کی تنقیص یا تذلیل نہیں بلکہ ان کی حفاظت اور راز داری کو باقی رکھنا ہے اس کے بارے میں صحیحہ عبداللہ بن زرارہ (رجال کشی ح۲۲۱) پیش کی جاتی ہے:

زرارہ کے بیٹے عبداللہ سے منقول ہے کہ امام صادقؑ نے مجھ سے فرمایا، اپنے والد کو میرا سلام کہنا اور یہ بھی بتانا کہ میں بعض اوقات لوگوں کے سامنے تیرے عیب بیان کرتا ہوں لہٰذا تجھے ایسی باتیں سن کر دل تنگ نہیں ہونا چاہیے اس میں تیری بھلائی اور تحفظ ہے کیونکہ ہمارے مخالفین ہمارے دوستوں پر نظر رکھتے ہیں اور جسے ہمارا دوست سمجھ لیں تو اسے اذیت دیتے ہیں اور جس کا ہم کبھی شکوہ کر دیں تو وہ شخص ان لوگوں کی نظر میں محبوب بن جاتا ہے اس لیے میں نے تجھے عیب دار بنا دیا ہے کیونکہ تو لوگوں میں ہماری محبت کی وجہ سے مشہور ہے اور لوگ تجھے اس میں مذموم سمجھتے ہیں تو میں نے تجھ میں عیب جوئی کی تاکہ تیرے عیب اور نقص کی وجہ سے تیرے امر دین کی تعریف کریں اور اس کے ذریعے ہم نے تجھ سے لوگوں کے ظلم و ستم کو دور کر دیا، اور خدا تعالی نے فرمایا؛ (حضرت موسیٰ و خضرؑ کے قصہ سے مثال دی، کہ حضرت خضرؑ نے کشتی کو عیب دار بنا دیا تو حضرت موسیٰؑ کے اعتراض کے جواب میں فرمایا) وہ کشتی مساکین کی تھی جو سمندر میں کام کرتے تھے تو میں نے چاہا اس میں عیب ڈال دوں کہ ان کے پیچھے ایک ظالم بادشاہ آ رہا تھا جو ہر صحیح و سالم کشتی کو غصب کر لیتا تھا، یہ خداوند کی طرف سے نازل شدہ قصہ ہے انہوں نے اس کشتی کو صرف اس لیے عیب دار کیا تاکہ وہ بادشاہ سے بچ جائے اور اس کے ہاتھوں نہ چلی جائے حالانکہ وہ صحیح و سالم تھی اس میں کسی عیب کی گنجائش نہ تھی، خدا کی حمد، اس مثال کو سمجھ لے خدا تجھ پر رحم کرے، خدا کی قسم تو میرے نزدیک سب سے محبوب ترین اور زندگی و موت دونوں میں میرے باپ کے اصحاب میں سے بھی محبوب ترین ہے تو اس تلاطم خیز سمندر کی بہترین کشتی کی مانند ہے تیرے پیچھے بھی ایک ظالم اور غاصب بادشاہ لگا ہے جو بحر ہدایت کی ہر بہترین کشتی کو غصب کرنا چاہتا ہے۔ تجھ پر زندگی اور موت دونوں حالتوں میں خدا کی رحمت ہو تیرے بیٹوں حسن اور حسین نے تیرا خط مجھے دیا، خدا ان دونوں کو تجھ جیسے باپ کی وجہ سے حفاظت اور رعایت فرمائے جیسے جوانوں کی حفاظت کی اور میں نے اور میرے والد گرامی نے تجھے جو کچھ کہا تھا ابو بصیر اس کے علاوہ تمہیں حکم سنائے تو تجھے اس سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ بعض اوقات حق میں وسعت ہوتی ہے اور ہم اس وسعت کے دوسرا جواب دیتے ہیں اور اگر ہمیں اجازت دی جاتی تو تم جان لیتے کہ حق وہ ہے جو ہم نے تمہیں حکم دیا تو معاملہ ہمارے حال پر چھوڑ دو اور ہمارے احکام پر صبر کرو اور اس پر راضی رہو اور اس میں تمہاری بقاء بھی مضمر ہے کیونکہ ایک چرواہا بہتر جانتا ہے کہ اس کا ریوڑ اکٹھا رہے یا پراگندہ ہو جائے، دونوں صورتوں میں اس کے سامنے اپنے ریوڑ کا مفاد ہے، تم ہمارے قائم آل محمدؑ کے منتظر رہو جب وہ ظاہر ہونگے تو از سر نو لوگوں کو کتاب خدا، احکام دین اور شریعت اور فرائض کی تعلیم دیں گے جیسے اللہ نے محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل فرمائے تو اس وقت ان کی تعلیمات کو دیکھ کر تم میں سے بہت سے بصیرت رکھنے والے لوگ گھبرا جائیں گے اور شدید انکار کریں گے]۔

اس کی تاکید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ مفضل کے بارے میں مختلف روایات امام صادقؑ سے منقول ہیں اور امام کاظم و امام رضاؑ سے منقول روایات تمام مدح کی ہیں پس امام صادقؑ نے اس کی مذمت کسی خاص سبب سے فرمائی جس کو اپنے اصحاب کی حفاظت سے وضاحت فرمائی ہے۔

اس کی جلالت کی دلیل یہ ہے امام صادق نے اسے توحید کے بارے میں مفصل بیان کیا جسے نجاشی نے کتاب فکر کا نام دیا اس روایت سے بھی واضح ہے کہ مفضل آپ کے خواص میں سے تھا پھر شیخ مفید نے اس کی صریحا توثیق فرمائی اور شیخ طوسی نے انہیں ممدوحین میں شمار کیا اور جو نجاشی نے ان کے بارے میں کہا تھا: " فاسد المذہب" مضطرب الروایۃ، لایعبأبہ.. وقد ذکرت لہ مصنفات لا یعول علیہا" اس میں تفصیل ہے: ان کے فاسد المذہب قرار دینے کے خلاف شیخ مفید کا قول ہے کہ مفضل امام صادق کے خواص اور فقہاء میں سے تھے اور روایات مدح بھی اسی کی تائید کرتی ہیں اور انہیں مضطرب الروایۃ قرار دینا ان کے فاسد المذہب ہونے کی وجہ سے اس لیے اس سے ضعیف ہونا نہیں سمجھا جاسکتا اور ان کے کلام سے ظاہر ہے کہ ان کی کتابوں کا مفضل کی کتابیں ہونا معلوم نہیں بلکہ یہ ذکر کیا گیا ہے اور نجاشی کی سند بھی ان کی کتابوں کی طرف ضعیف ہے۔

پس نتیجہ یہ نکلا کہ مفضل جلیل القدر اصحاب اور فقہاء اور علماء میں سے ہیں اگرچہ ان کی طرف غالیوں نے جعلی روایات کی نسبت دی ہے جس کی وجہ سے بعض علماء کو شبہ ہوا اور انہوں نے انہیں ضعیف قرار دیا حالانکہ ائمہ معصومین کی معتبر کثیر روایات سے اس کی جلالت و منزلت ظاہر ہوتی ہے اس بحث کے حسن ختام کے طور پر توحید مفضل کو مختصر طور پر ذکر کیا جاتا ہے:

رسالہ توحید مفضل بن عمر

مقدمہ

ایک دن غروب کے وقت مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا، عظمت نبوی اور وہ چیزیں جو خدا نے آپ کو عطا فرمائی ہیں اور جو فضیلت و شرف انہیں بخشا ہے، اس کے بارے میں غور کر رہا تھا جس سے امت کے بہت سے لوگ معرفت نہیں رکھتے کہ ناگاہ اس وقت لامذہب ترین شخص "ابن ابی العوجاء" وہاں آ پہنچا اور ایسی جگہ بیٹھا جہاں سے میں اس کی باتیں سن رہا تھا، اتنے میں اس کا ایک دوست بھی آگیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا، ابن ابی العوجاء اور اس کے ساتھی نے نبی اکرمﷺ کے بارے میں باتیں کچھ کہیں کہ آپ کو کمال عزت نصیب ہوئی ہے اور شرف کے تمام خصال آپ میں موجود ہیں تو اس کے دوست نے کہا: وہ ایسے مفکر تھے جنہوں نے عظیم مرتبے کا دعوی کیا اور اس کے ساتھ ایسے معجزات پیش کئے کہ عقلیں دنگ رہ گئیں اور لوگوں کے خواب خیل اس کی بلندی کو پہنچنے سے رہے اور صاحبان عقل و دانش آپ کی فکر کے بحر بیکراں میں غوطہ زن ہوگئے لیکن وہ ان کی انتہاء کو نہیں پہنچ سکے پس جب آپ کی دعوت پر عقلاء اور فصیح و بلیغ خطباء نے لبیک کہا تو لوگ آپ کے دین میں جوق در جوق داخل ہونے لگے تو آپ کا نام، خدا کے نام کے ساتھ سب شہروں میں منبروں پر لیا جانے لگا جہاں جہاں تک آپ کی دعوت پہنچی اور ہر خشک و تر جگہ پر اور میدانوں میں اور پہاڑوں کی بلندیوں پر ہر دن رات میں پانچ مرتبہ اذان و اقامت میں آپ کا نام دہرایا جارہا ہے تاکہ ہر گھڑی آپ کی یاد تازہ ہو اور آپ کا کارنامہ شاداب رہے۔

ابن ابی العوجاء نے کہا: اب آپ کا تذکرہ چھوڑو کہ آپ کے متعلق میری عقل حیران ہے اور میری فکری کوششیں ناکام ہیں اور اب ہمیں آپ کے عقیدے کی اساس پر گفتگو کرنی چاہیے پھر اس نے اشیاء کی ابتداء کا ذکر کیا اور کہنے لگا کہ اس دنیا کا کوئی خالق اور مدبّر نہیں ہے اور تمام چیزیں بغیر کسی خالق اور مدبر کے ایسے ہی پیدا ہوگئی ہیں اور یہ دنیا ہمیشہ سے ایسے تھی اور ہمیشہ ایسی ہی رہے گی۔

مفضل کا بیان ہے کہ جب میں نے یہ باتیں سنیں تو مجھے شدید غصہ آیا اور میں اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا اور کہا: اے دشمن خدا، تو ملحد اور بے دین ہوگیا ہے اور اس خدا کا انکار کر رہا ہے جس نے تجھے بہترین شکل و صورت میں پیدا کیا ہے اور تجھے مختلف حالات سے گزار

کر اس منزل تک پہنچایا ہے اگر تو اپنے بارے میں فکر کرے اور اپنی لطیف حسّ میں غور کرے تو یقینا تو خداوند متعال کے دلائل اور اور اس کی صنعت و کاریگری کے شواہد اپنی خلقت میں واضح طور پر پالے گا۔

اس نے کہا: اگر تو بحث کرنے والوں میں سے ہے تو ہم سے بات کر و اگر تیری دلیل محکم ہوئی تو ہم تیری پیروی کریں گے اور اگر تو بحث کرنے والوں میں سے نہیں ہے تو تیرے سے بات نہیں ہوسکتی اور اگر تو جعفر صادقؑ کے اصحاب میں سے ہے تو وہ ہم سے اس طرح بات نہیں کرتے اور نہ ایسی دلیلوں کے ساتھ ہم سے بحث کرتے ہیں، آپ نے ہماری باتوں کو کئی بار سنا ہے لیکن نہ انہوں نے کبھی ہمیں گالی دی ہے اور نہ جواب دینے میں سخت روش اختیار کی، آپ بہت نرم خو، بربار، عقلمند اور حلیم ہیں، کسی وقت بھی آپ پر غصہ غالب نہیں آتا آپ ہماری اس طرح غور سے باتوں کو سنتے کہ کبھی ہمیں گمان ہونے لگتا ہے کہ ہم آپ پر غالب آئے لیکن آپ مختصر سی بات سے ہماری دلیلوں کو باطل کر دیتے ہیں اور اس کے ساتھ ہم پر حجت تمام کرتے ہیں اور ہم آپ کا جواب نہیں دے سکتے پس اگر تو ان کے اصحاب میں سے ہے تو ان کے انداز میں گفتگو کرو۔

مفضل کا بیان ہے کہ میں پریشان حال میں مسجد سے باہر آیا اور اس گروہ کے بے لگام کفر سے جو اسلام مبتلا ہوا اس میں فکر کر رہا تھا اور اسی حالت میں اپنے مولا اور آقا امام صادقؑ کی خدمت میں آیا آپ نے مجھے افسردہ اور پریشان دیکھا تو پوچھا: تجھے کیا ہوا ہے؟ میں نے آپ سے ان دہریوں کی باتیں اور اپنا ردّ عمل بیان کیا۔

امام نے فرمایا: میں تجھے بیان کروں گا؛ اس کائنات اور تمام حیوانات، چرند و پرند، درندوں اور حشرات، تمام جاندار، انسان، نباتات، پھل دار اور بے میوہ کے درخت، کھانے والی سبزیاں، نہ کھانے والی گھاس اور سبزے کی خلقت میں حکمت پروردگار کو اس طرح بیان کروں گا جس سے عبرت حاصل کرنے والے عبرت حاصل کریں گے اور اس کے ذریعے مومنین کی معرفت میں اضافہ ہوگا اگرچہ ملحد اور منکر حیران و سر گردان رہیں گے، کل صبح میرے پاس آنا۔

مفضل کا بیان ہے کہ میں خوشی خوشی واپس آگیا اور صبح کے انتظار میں رات بڑی بے چینی سے گذاری ایسے لگتا تھا جیسے رات بڑھتی چلی جارہی ہے، صبح سویرے امام کی خدمت میں حاضر ہوا، اجازت حاصل کر کے گھر میں داخل ہوا اور آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا، امام نے بیٹھنے کا حکم دیا میں بیٹھ گیا پھر آپ اپنے مخصوص کمرے میں تشریف لے گئے میں بھی ساتھ چلا، آپ بیٹھ گئے میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔

پہلی نشست: کائنات میں حکمت الٰہی

امام نے فرمایا: اے مفضل! لگتا ہے کہ رات صبح کے انتظار میں طولانی ہو گئی تھی؟

میں نے عرض کی: جی ہاں مولا۔

فرمایا: اے مفضّل! خدا موجود تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی اور وہ باقی ہے اور ہمیشہ رہے گا، حمد و ثناء اس خدا کے لیے ہے جس نے ہمیں الہام کیا اور شکر و سپاس اسی سے مخصوص ہے کہ اس نے ہمیں اعلی علوم اور بلند ترین عزت و بزرگی سے نوازا ہے، ہمیں تمام مخلوقات پر اپنے علم سے برتری دی ہے اور اپنی حکمت سے ہمیں ان سب پر گواہ بنایا ہے۔

مفضل کا بیان ہے: میں نے عرض کی: اے میرے مولا و آقا! کیا مجھے اجازت ہے کہ میں آپ کے بیان کو لکھ لوں؟ اور میں اپنے ساتھ لکھنے کی تمام اشیاء لایا تھا۔

امام نے فرمایا: اے مفضل! وہ لوگ جو خدا کے وجود میں شک کرتے ہیں وہ ایسے ہیں جو مخلوق کے عجائبات سے ناواقف ہیں اور ان کی عقلیں خدا کی حکمت کو درک کرنے سے قاصر ہے جو خدا نے دشت و دریا اور پہاڑوں کے دامن میں ودیعت کی ہے تو وہ اپنی عقل کی

کوتاہی کی وجہ سے خدا کا انکار کرنے لگے ہیں اور بصیرت کی کمزوری نے انہیں تکذیب پر آمادہ کیا اور وہ خالق کا انکار کر بیٹھے ہیں یہاں تک کہ کہنے لگے ہیں کہ ان موجودات کا کوئی خالق نہیں اور نہ اس دنیا کا کوئی مدبر اور صنعت گر ہے اور یہ سب کچھ بے حساب وکتاب پیدا ہوا ہے ،خدا اس سے بلند وبرتر ہے جو وہ کہتے ہیں ،خدا انہیں اپنی رحمتوں سے دور رکھے یہ کیسا جھوٹ بولتے ہیں ،یہ لوگ اپنی گمراہی ،اندھے پن اور حیرانی وپریشانی میں اس نابینے گروہ کی مانند ہیں جو ایک عالیشان عمارت میں داخل ہو جس میں بہترین قسم کے فرش بچھے ہوں ،انواع واقسام کے کھانے پینے کی چیزیں رکھی ہوں ،پہننے کے لیے اعلی لباس ہوں اور ضرورت کی ہر چیز وہاں موجود ہو اور ہر چیز نہایت موزوں انداز سے سجی ہو اور ہر چیز اپنے مناسب مقام پر رکھی ہو اور یہ نابینے لوگ اس عمارت میں ادھر ادھر چلیں پھریں اور کمروں میں داخل ہوں درحالانکہ نہ یہ لوگ عمارت کو دیکھ رہے ہوں اور نہ اس میں مہیا شدہ چیزوں کا مشاہدہ کریں اور ان کے پیر کبھی اس ظرف سے ٹکراتا ہو اور کبھی اس سامان سے جبکہ ہر چیز مناسب جگہ پر رکھی ہوئی ہو لیکن ان لوگوں کی نگاہوں میں نہ اس کی ضرورت ہے اور نہ کوئی اہمیت و وقعت ،ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ اس چیز کو یہاں کیوں اور کس لیے رکھا ہے ،یہ لوگ اپنی نادانی اور جہالت کی بدولت غصہ کرتے ہیں اور عمارت اور اس کے بنانے والے کو ناسزا الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

جو لوگ اس عالم ہستی کے نظم وضبط اور حسن تدبیر کو دیکھتے ہوئے خالق کائنات کا انکار کرتے ہیں ان کی مثال ان اندھوں جیسی ہے کیونکہ ان کافروں کے ذہن ،اشیاء کے علل واسباب اور ان کے فوائد سے ناآشنا ہیں ،اس کائنات میں حیران وسرگردان ادھر ادھر بھٹکتے رہتے ہیں ، نظم واستحکام ،پائیداری اور خوبصورتی جو اس دنیا میں ہے اس کو سمجھتے نہیں ہیں اور جب کسی ایسی چیز کو دیکھتے ہیں جس کا سبب انہیں معلوم نہیں اور ان کی عقل اس حکمت کو سمجھنے سے قاصر ہے اس وقت ناسزا الفاظ کہتے ہیں اور خالق کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں: اس دنیا میں نہ کوئی نظم وضبط ہے اور نہ کوئی تدبیر (پھر امام نے انسان کی خلقت اور اس میں ودیعت شدہ متعدد حکمتوں کو تفصیل سے بیان کیا... دیکھیے بحار الانوار ج ۳ ص ۶۲-۸۹)۔

دوسری نشست: جانوروں اور پرندوں میں حکمت

اے مفضل! خدا کی حکمت اور تدبیر کے بارے میں غور کرو کہ خدا نے درندے اور شکاری جانوروں کو تیز دانت ، سخت پنجے اور چوڑا اور مضبوط دہن عطا کی جو ان کی زندگی کے لیے ضروری تھا ،اسی طرح شکاری اور گوشت خور پرندوں کو ان کی مناسبت سے چونچ اور پنجے دیئے جس کی انہیں ضرورت تھی ،اگر خداوند عالم گھاس کھانے والے جانوروں کو پنجے دے دیتا جس کی انہیں ضرورت نہ تھی کیونکہ انہیں نہ تو شکار کرنا ہے اور نہ گوشت کھانا ہے اسی طرح اگر درندوں کو سم اور کھر دے دیتا جس کی انہیں ضرورت نہیں تھی حالانکہ خدا نے انہیں وہ چیز دی ہے جس کی انہیں ضرورت تھی اور ان چیزوں سے انہیں محروم رکھا ہے جس کی انہیں ضرورت نہیں تھی یعنی وہ جس چیز کے ذریعے شکار کر کے اپنی غذا حاصل کرتے ہیں وہ انہیں دے دیا ،ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالی نے جانوروں کی ان دو قسموں کو وہ چیز دی ہے جو ان کی زندگی کے لیے مناسب تھیں اور ان کی بقاء کے لیے لازم تھیں۔

اب ذرا ایک نظر چوپائے کے بچے پر ڈالو کہ پیدا ہونے کے بعد کس طرح اپنی ماں کے پیچھے چلتا ہے اسے پرورش میں ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہے جو ایک آدمی کی اولاد کو ہوتی ہے جیسے گود میں لینا وغیرہ کیونکہ بچے کی پرورش کے لیے عورت کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں اور انگلیاں آزاد ہیں جس سے وہ بچہ کو گود میں لے سکتی ہے اور پرورش کر سکتی ہے لیکن ایک چوپائے بچے کی ماں کے لیے یہ امکانات نہیں ہیں لہٰذا خدا تعالی نے چوپائے کے بچے کو پیدا ہوتے ہی اتنی طاقت دے دی کہ وہ خود اپنے پیروں پر کھڑا ہو سکتا ہے اور راہ چل سکتا ہے تا کہ تلف نہ ہو اور بغیر کسی مربی کے خود رشد ونمو کرے ، صحیح راہ کو اختیار کرے اور اپنے کمال تک پہنچے۔

مزید یہ کہ خدانے پرندوں کے بچوں کو جیسے مرغ، تیتر وغیرہ کے بچے جیسے ہی انڈے سے نکلتے ہیں اسی وقت چلنے لگتے ہیں اور دانا کھانے لگتے ہیں لیکن وہ پرندے جن کے بچے ضعیف و ناتواں ہوتے ہیں جن میں قوت پرواز نہیں ہے جیسے کبوتر و دیگر پرندوں کے بچے ،اس قسم کے بچوں کو ماں کھانا بھراتی ہے یہاں تک کہ ان ضعیف بچوں میں قوت پرواز آجاتی ہے اور وہ خود اپنا آب و دانہ حاصل کرنے لگتے ہیں اسی لیے اس قسم کے بچوں کی تعداد کم ہوتی ہے بہ نسبت دوسرے پرندوں کے بچوں کے جیسے مرغی وغیرہ کے بچے تاکہ مادر مہربانی سے ان کی پرورش کر سکے اور ان کی دیکھ بھال کر سکے تاکہ یہ بچے تلف نہ ہونے پائیں۔

پس تم نے دیکھا کہ خدا تعالی نے ہر ایک کو اس کی مناسبت سے چیزیں عطا کی ہیں اور ہر ایک میں حکمت وتدبیر الٰہی کے آثار نمایاں ہیں۔

تیسری نشست: ہوا اور درختوں کی حکمت

آواز اس وقت پیدا ہوتی ہے جب چیزیں ایک دوسرے سے ٹکراتی ہیں اور ہوا اسے ہمارے کانوں تک پہنچاتی ہے ،لوگ سارا دن اور رات کے حصے میں بھی اپنی ضرورتوں کے سلسلے میں محو گفتگو رہتے ہیں اگر یہ ساری باتیں اور آوازیں ہوا میں باقی رہ جاتیں تو یہ دنیا آوازوں سے بھر جاتی اور لوگوں کا کام کرنا دشوار ہو جاتا ،کاغذ کے بدلنے سے کہیں زیادہ ہوا کے بدلنے کی ضرورت ہوتی کیونکہ وہ الفاظ و کلمات جو زبان سے نکلتے ہیں ان کی مقدار تحریر شدہ چیزوں سے کہیں زیادہ ہے ،خدانے اس ہوا کو لطیف و پاکیزہ بنایا ہے اور اسے آنکھوں سے پوشیدہ رکھا ہے کہ گفتگو کے اثرات ختم ہو جاتے ہیں اور مزید باتوں کو جذب کرنے کی اس میں صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے ،یہ ہوا نہ فرسودہ ہوتی ہے اور نہ ضائع ہوتی ہے یہی ہوا اگر تم اس کے فوائد کے بارے میں غور کرو تو یہی عبرت کے لیے کافی ہے کیونکہ جسم کی حیات کا سبب ہے انسان سانس لینے سے زندہ ہے یہی ہوا بدن کے خارجی حصے کی اصلاح کرتی ہے ،دور ترین آواز یہی ہوا ہم تک پہنچاتی ہے اور ہمارے دماغ کو خوشبو سے معطر کر دیتی ہے ،کیا تم نہیں دیکھتے جس طرف سے ہوا آتی ہے اسی طرف سے خوشبو اور آواز آتی ہے ، گرمی و سردی جو بدن اور نظم دنیا کے لیے نہایت ضروری ہے گرمی و سردی کو بھی ہوا اپنے دامن میں لئے رہتی ہے۔

درختوں کی خلقت کے بارے میں بھی خدائے عالم و قادر کی مختلف حکمتوں پر نظر ڈالو، غور و فکر کرو، درخت کو سال میں ایک مرتبہ موت آجاتی ہے اور وہ مردہ ہو جاتا ہے ،اور اپنی فطری حرارت کو اپنے میں چھپالیتا ہے اور پھلوں کے لیے آمادہ ہو جاتا ہے ،یہی درخت موسم بہار میں دوبارہ زندہ ہوتا ہے اور حرکت میں آتا ہے ،انواع واقسام کے پھل تمہارے لیے تیار کر دیتا ہے ،ہر پھل اپنے وقت میں اسی طرح لذیذ اور بہترین مٹھاس پیش کرتا ہے جس طرح مہمانداریوں میں ہر موقع پر مناسب مٹھائیاں پیش کی جاتی ہیں۔

اگر غور کرو تو دیکھو گے کہ پھل دار درخت اپنے ہاتھوں کو پھلوں سے بھر کر تیری طرف بڑھا رہے ہیں ، باغ میں شاخیں اپنی ہتھیلی پر پھول رکھ کر تمہارے سامنے پیش کر رہی ہیں جسے چاہو لے لو ،اگر عقلمند ہو اپنے میزبان کو کیوں نہیں پہنچانتے ،اگر تمہارے پاس ہوش و خرد ہے تو گوناگوں لطائف و عجائبات کو دیکھ کر اپنے ولی نعمت کا شکر کیوں نہیں ادا کرتے ؟ یہ تمام غذائیں ،میوہ جات ، سبزیاں، رنگارنگ پھول جو باغ و چمن ، بوستان اور گلستان کوہ و دمن، تمہارے لیے آمادہ کئے ہیں، تم اس کے احسان کا انکار کرتے ہو اور اس کی نافرمانی کرتے ہو ، شکر کی بجائے ناشکری کرتے ہو اور نعمت کے مقابلے میں گناہ کرتے ہو۔

انار سے عبرت حاصل کرو اس کی خلقت میں اس خدا کی قدرت آشکار ہے جو عطا بھی کرنے والا ہے اور توبہ قبول کرنے والا ہے ،انار کے درمیان ٹیلے ہیں جن پر چربی چڑھادی گئی ہے ان کے چاروں طرف انار کے دانوں کو اس طرح سے جڑ دیا گیا ہے کہ ایکدوسرے سے ایسے جڑے ہوئے ہیں جیسے کسی نے ان کو اپنے ہاتھ سے پرویا ہو ،دانوں کو چند حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر حصے کو پردے میں لپیٹ دیا گیا ہے ،وہ پردہ اس قدر باریک ہے کہ عقل حیران ہے پھر اس کے بعد پورے انار پر ایک مضبوط جلد چڑھادی گئی ہے ،انار میں

ان تدابیر کو اس لیے استعمال کیا گیا ہے کہ اگر انار کا اندرونی حصہ صرف دانوں سے بھرا ہوتا تو ان کے لیے غذا جذب کرنے کا کوئی راستہ نہ ہوتا ، اسی لیے دانوں کے درمیان چربی سی قرار دی اور دانوں کو اس میں لگایا تاکہ ہر ایک دانے تک غذا پہنچ سکے ،دانوں کے درمیان اس نازک سے پردے کو اس لیے تانا تاکہ دانے ضائع اور خراب نہ ہونے پائیں ،اس پر مضبوط جلد اس لیے چڑھائی تاکہ یہ تر و تازہ دانے گرمی ، سردی اور دوسری آفتوں سے محفوظ رہیں ، یہ چیزیں جو میں نے تمہارے سامنے بیان کیں جو ان بے شمار حکمتوں سے چند تھیں جنہیں خدا نے انار میں ودیعت فرمایا ہے۔

چوتھی نشست: دنیا کی مصیبتوں کا راز

اب میں تمہارے سامنے آفتوں اور بلاوں کے بارے میں بیان کروں گا کہ بعض جاہلوں نے انہیں بلاوں کو وسیلہ قرار دیا ہے کہ خدا تعالی اور اس کی خلقت ،اس کی حکمت وتدبیر کا انکار کریں ،اور ان کا وجود حکمت کے برخلاف تصور کریں جیسے وبا، طاعون، انواع واقسام کی بیماریاں ،اولے ،ٹڈیاں جو کھیتوں اور پھلوں کو برباد کرتی ہیں۔

ان کا جواب یہ ہے کہ اگر اس دنیا کا کوئی خالق و مدبر نہ ہوتا تو آفتوں کا فتنہ و فساد اس سے کہیں زیادہ ہوتا مثلا نظام زمین و آسمان درہم برہم ہو جاتا، ستارے زمین پر آگرتے ، یا زمین پانی میں ڈوب جاتی ، یا سورج نہ نکلتا یا دریا اور چشمے خشک ہو جاتے ، پانی نایاب ہو جاتا ، ہوا ساکن ہو جاتی اور کبھی ہوا نہ چلتی یا تمام چیزیں فاسد ہو جاتیں یا دریا کا پانی تمام زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا اور تمام جاندار اس میں غرق ہو جاتے یا یہی طاعون اور ٹڈی دل جیسی آفتیں ہمیشہ رہتیں اور وقتی نہ ہوتیں تاکہ سب ہی چیزوں کو برباد کر کے رکھ دیتیں ، یہ آفتیں کیوں کبھی کبھی آتی ہیں اور پھر کیوں جلد ہی ختم ہو جاتی ہیں۔

مگر نہیں دیکھتے یہ دنیا عظیم آفتوں سے محفوظ ہے جو اہل دنیا کو ختم کر سکتی ہیں ، یہ چھوٹی چھوٹی بلائیں ،آفتیں کبھی کبھار اس لیے لوگوں کو ڈراتی ہیں کہ یہ لوگ متوجہ ہوں ، یہ بلائیں اس لیے جلدی ہی ختم ہو جاتی ہیں تاکہ یہ بلائیں ان کے لیے ایک عبرت و نصیحت ہوں اس کا برطرف کر دینا لوگوں کے لیے نعمت و رحمت ہے۔

وہ مصیبتیں اور وہ ناخوشگوار چیزیں جو لوگوں کو پیش آتی ہیں ان کے بارے میں بے دینوں کا کہنا ہے کہ اگر اس دنیا کا کوئی مہربان اور رحیم خالق ہوتا تو یہ آفتیں کیوں آتیں ؟ یہ کہنے والے یہ گمان کرتے ہیں کہ دنیا کی زندگی کو ہر قسم کے رنج و غم اور مصائب و آلام سے پاک ہونا چاہیے ! اگر ایسا ہوتا تو فتنہ و فساد کا بازار اتنا گرم ہو جاتا جو نہ ان کی دنیا کے لیے مفید ہوتا اور نہ آخرت کے لیے کارآمد ہوتا۔

تم دیکھتے ہو کہ وہ لوگ جو ناز و نعم میں پیدا ہوئے اور رفاہ و آسائش میں پرورش پائی اور دولت کی ریل پیل میں پلے بڑھے یہ لوگ سرکشی و کفر میں اس حد تک پہنچ گئے کہ فراموش کئے بیٹھے ہیں کہ انسان ہیں اور پروردگار کی مخلوق ہیں ، یہ بھلائے بیٹھے ہیں کہ ان کو کبھی نقصان بھی پہنچ سکتا ہے یا کسی بلا و مصیبت میں گرفتار ہو سکتے ہیں ،ان کے ذہنوں میں یہ خیال تک پیدا نہیں ہوتا کہ کمزوروں پر رحم یا محتاجوں کی دستگیری کریں یا کسی مبتلائے رنج و غم سے اظہار افسوس کریں یا نادار و ناچار سے مہربانی کریں یا کسی مصیبت زدہ سے قلبی لگاو کا اظہار کریں لیکن اگر انسان رنج و غم میں مبتلا ہو جائے ، بلا و مصیبت میں گرفتار ہو جائے تو جاہل و غافل ہوش میں آجاتے ہیں اور بہت سے فساد و گناہ میں ملوث ہونے والے اپنے کئے سے توبہ کرتے ہیں۔

وہ لوگ جنہیں غم و الم ،رنج و مصیبت کا یہ راز پسند نہیں وہ بالکل ان بچوں کی مانند ہیں جو تلخ اور کڑوی دواوں کو برا سمجھتے ہیں اور وہ لذیذ غذائیں جو ان کے لیے نقصان دہ ہیں جب انہیں ان سے روکا جاتا ہے تو غصہ کرتے ہیں ، علم و دانش کا حاصل کرنا ان کے لیے سخت و دشوار ہے اس بات سے زیادہ خوش ہوتے ہیں کہ پورا پورا دن کھیل کود میں گزار دیں ، ہر وہ چیز جو انہیں پسند ہے اس کھائیں پیئں ، ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ کھیل کود میں زندگی بسر کرنا ، سستی و کاہلی سے کام لینا ان کے لیے کس قدر نقصان دہ ہے اور ان کا دین و

۵۸۱-جبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ لِلْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ الْجُعْفِيِّ يَا كَافِرُ يَا مُشْرِكُ مَا لَكَ وَ لِابْنِي! يَعْنِي إِسْمَاعِيلَ بْنَ جَعْفَرٍ، وَ كَانَ مُنْقَطِعاً إِلَيْهِ يَقُولُ فِيهِ مَعَ الْخَطَّابِيَّةِ، ثُمَّ رَجَعَ بَعْدُ.

حماد بن عثمان نے امام صادقؑ سے روایت کی آپ نے مفضل بن عمر جعفی سے فرمایا؛اے کافر، اے مشرک، تجھے میرے بیٹے اسماعیل سے کیا واسطہ ہے؟راوی کہتا ہے کہ وہ اسماعیل کی طرف شدید میلان رکھتا تھا اور اس کے متعلق ابو الخطاب کے گروہ کی طرح نظریات رکھتے تھے پھر بعد میں ان سے توبہ کر لی۔

۵۸۲ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خَلَفٍ، قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَسَّانَ الْوَاسِطِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ بَكْرٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ (ع) يَقُولُ: لَمَّا أَتَاهُ مَوْتُ الْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ كَانَ الْوَالِدُ بَعْدَ الْوَالِدِ، أَمَا إِنَّهُ قَدِ اسْتَرَاحَ.

دنیا کسی ایک کے لیے بھی مفید نہیں ہے، لذیذ غذائیں ان کی صحت کے لیے کس قدر مضر ہیں اور کن کن بیماریوں کا پیش خیمہ ہیں، وہ یہ نہیں سمجھتے کہ علم و دانش حاصل کرنا ان کے لیے اچھے نتائج کا حامل ہے اور تلخ دواوں کا استعمال ان کی صحت کے لیے ضروری ہے، کتنے رنج و غم ہیں جو اپنے دامن میں خوشیاں لیئے ہوئے ہیں اور کتنی تلخیاں ہیں جو اپنی آغوش میں شرینی لیے ہوئے ہیں [بحار الانوار ج ۳ ص ۱۳۸، اس ترجمے میں بہت سے مطالب کو اختصار کی خاطر چھوڑا گیا]۔

موسی بن بکر نے امام کاظمؑ سے روایت کی کہ جب آپ کو مفضل بن عمر کی خبر ملی تو فرمایا؛ خدا اس پر رحم فرمائے ،وہ والد کے بعد والد تھا،اب وہ سکون پا گئے۔

۵۸۳ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيِّ، قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ يَسِيرَ الدَّهَّانِ، قَالَ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّه (ع) لِمُحَمَّدِ بْنِ كَثِيرِ الثَّقَفِيِّ، مَا تَقُولُ فِي الْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ قَالَ مَا عَسَيْتُ أَنْ أَقُولَ فِيهِ، لَوْ رَأَيْتُ فِي عُنُقِه صَلِيباً وَ فِي وَسَطِه كُسْتِيجاً لَعَلِمْتُ عَلَى أَنَّهُ عَلَى[151] الْحَقِّ، بَعْدَ مَا سَمِعْتُكَ تَقُولُ فِيهِ مَا تَقُولُ، قَالَ، رَحِمَهُ اللَّهُ لَكِنْ حُجْرُ بْنُ زَائِدَةَ وَ عَامِرُ بْنُ جُذَاعَةَ أَتَيَانِي فَشَتَمَاهُ عِنْدِي، فَقُلْتُ لَهُمَا لَا تَفْعَلَا فَإِنِّي أَهْوَاهُ، فَلَمْ يَقْبَلَا فَسَأَلْتُهُمَا وَ أَخْبَرْتُهُمَا أَنَّ الْكَفَّ عَنْهُ حَاجَتِي! فَلَمْ يَفْعَلَا، فَلَا غَفَرَ اللَّهُ لَهُمَا، أَمَا إِنِّي لَوْ كَرُمْتُ عَلَيْهِمَا لَكَرُمَ عَلَيْهِمَا مَنْ يَكْرُمُ عَلَيَّ، وَ لَقَدْ كَانَ كُثَيِّرُ عَزَّةَ فِي مَوَدَّتِه لَهَا أَصْدَقَ مِنْهُمَا فِي مَوَدَّتِهِمَا لِي، حَيْثُ يَقُولُ:

لَقَدْ عَلِمَتْ بِالْغَيْبِ أَنِّي أَخُونُهَا   إِذَا هُوَ لَمْ يُكْرِمْ عَلَيَّ كَرِيمَهَا

أَمَا إِنِّي لَوْ كَرُمْتُ عَلَيْهِمَا لَكَرُمَ عَلَيْهِمَا مَنْ يَكْرُمُ عَلَيَّ.

یسیر دھان نے روایت کی کہ امام صادقؑ نے محمد بن کثیر ثقفی سے فرمایا؛ تو مفضل بن عمر کے متعلق کیا کہتا ہے؟اس نے عرض کی مولا میں اس کے بارے میں اپنی طرف سے کیا کہہ سکتا ہوں اگر میں اس کی گردن میں صلیب دیکھتا اور اس کی کمر میں کپڑوں پہ زمیوں کو باندھنے

[151] رجال الکشی، ص: ۳۲۲۔

والی موٹی رسی ہوتی تو بھی میں یقین رکھتا کہ وہ حق پر ہے کیونکہ میں اس کے متعلق آپ کا فرمان سن چکا ہوں آپ نے فرمایا؛ اللہ اس پر رحم فرمائے، لیکن حجر بن زائدہ اور عامر بن جذاعہ میرے پاس آئے انہوں نے میرے پاس اس کو گالیاں دیں میں نے انہیں روکا اور ان کو بتایا کہ میں اسے پسند کرتا ہوں مگر انہوں نے میری نصیحت قبول کرنے سے انکار کر دیا میں نے ان کو بتایا کہ مفضل سے خاموش رہنا ہی میری ضرورت ہے مگر انہوں نے ابھی تک میری بات پر عمل نہیں کیا، اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے، اگر وہ دونوں میری عزت کرتے تو جس کی میں عزت و تکریم کرتا اس کا بھی احترام کرتے، ان دونوں سے تو کثیر عزہ اپنی محبوبہ سے محبت کرنے میں زیادہ سچا ہے، جب اس نے کہا؛ اس نے غیب میں جان لیا کہ میں اس سے خیانت کرتا ہوں جب وہ اس کی عزت نہیں کرتا جو مجھے عزیز تھا، پس اگر وہ میرا احترام کرتے تو اس کا بھی احترام کرتے جس کی میں عزت کرتا ہوں۔

۵۸۴ حَدَّثَنی أَبُو الْقَاسِمِ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَ کَانَ غَالِیاً، قَالَ حَدَّثَنی أَبُو یَعْقُوبَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِیُّ وَ هُوَ غَالٍ رُکْنٌ مِنْ أَرْکَانهِمْ أَیْضاً، قَالَ حَدَّثَنی مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَمُّونٍ وَ هُوَ أَیْضاً مِنْهُمْ، قَالَ حَدَّثَنی مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ وَ هُوَ کَذَلِکَ، عَنْ بَشِیرٍ النَّبَّالِ، أَنَّهُ قَالَ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّه (ع) لِمُحَمَّدِ بْنِ کَثِیرٍ الثَّقَفِیِّ وَ هُوَ مِنْ أَصْحَابِ الْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ أَیْضاً، مَا تَقُولُ فِی الْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ ... وَ ذَکَرَ مِثْلَ حَدِیثِ إِسْحَاقَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِیِّ سَوَاءً.

نصر بن صباح غالی نے ابو یعقوب بن محمد بصری غالی سے روایت کی جو غالیوں کے ارکان میں سے تھا، کہ مجھے محمد بن حسن بن شمون غالی نے محمد بن سنان جو کہ غالی تھا سے بیان کیا کہ بشیر نبال نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ امام نے محمد بن کثیر ثقفی سے فرمایا جو کہ مفضل بن

عمر کے ساتھیوں میں سے تھا، تو مفضل بن عمر کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ اور سابقہ حدیث کی مانند بیان کیا۔

۵۸۵ حَدَّثَنِی إِبْرَاهِیمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِی سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، عَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ أَحْمَدَ، عَنْ أَسَدِ بْنِ أَبِی الْعُلَا، عَنْ هِشَامِ بْنِ أَحْمَرَ، قَالَ، دَخَلْتُ عَلَی أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ أَنَا أُرِیدُ أَنْ أَسْأَلَهُ عَنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ، وَ هُوَ فِی ضُیَیْعَةٍ لَهُ فِی یَوْمٍ شَدِیدِ الْحَرِّ وَ الْعَرَقُ یَسِیلُ عَلَی صَدْرِهِ، فَابْتَدَأَنِی الَّذِی لَا إِلَهَ إِلَّاهُوَ،[۱۵۲] الْمُفَضَّلُ بْنُ عُمَرَ الْجُعْفِیُّ، حَتَّی أَحْصَیْتُ نَیِّفاً وَ ثَلَاثِینَ مَرَّةً یَقُولُهَا وَ یُکَرِّرُهَا، قَالَ: إِنَّمَا هُوَ وَالِدٌ بَعْدَ وَالِدٍ.فَقَالَ: نَعَمْ وَ اللَّهِ

قَالَ الْکَشِّیُّ: أَسَدُ بْنُ أَبِی الْعُلَا یَرْوِی الْمَنَاکِیرَ، لَعَلَّ هَذَا الْخَبَرَ إِنَّمَا رُوِیَ فِی حَالِ اسْتِقَامَةِ الْمُفَضَّلِ قَبْلَ أَنْ یَصِیرَ خَطَّابِیّاً.

ہشام بن احمر نے بیان کیا کہ میں امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا اور میں آپ سے مفضل بن عمر کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا، امام اپنی جائیدادوں میں شدید گرمی میں موجود تھے اور آپ کے سینے پر پسینہ بہہ رہا تھا تو آپ نے خدائے واحد کا نام لیکر ابتداء فرمائی؛ مفضل بن عمر جعفی اور ۳۰ سے زائد بار اسے دہرایا اور فرمایا، وہ والد کے بعد والد ہے، اور فرمایا؛ ہاں خدا کی قسم۔

کشی فرماتے ہیں کہ اسد بن ابی علاء اس روایت کا راوی بری احادیث بیان کرتا ہے ،شاید یہ روایت مفضل کے ابو الخطاب کے ہم نظریہ ہونے سے پہلے اس کی مستقیم ہونے کی حالت میں صادر ہوئی ہو۔

[۱۵۲] ۔ رجال الکشی، ص: ۳۲۳۔

۵۸۶ حَدَّثَنِی حَمْدَوَیْهِ بْنُ نُصَیْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا یَعْقُوبُ بْنُ یَزِیدَ، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ وَ حَمَّادُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنْ إِسْمَاعِیلَ بْنِ جَابِرٍ، قَالَ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: ایتِ الْمُفَضَّلَ قُلْ لَهُ یَا كَافِرُ یَا مُشْرِكُ مَا تُرِیدُ إِلَی ابْنِی تُرِیدُ أَنْ تَقْتُلَهُ.

اسماعیل بن جابر نے امام صادقؑ سے روایت کی آپ نے فرمایا؛ مفضل بن عمر جعفی سے کہہ دو؛ اے کافر، اے مشرک، تو میرے بیٹے سے کیا چاہتا ہے، تو اس کا قتل چاہتا ہے۔

۵۸۷ حَدَّثَنِی الْحُسَیْنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ بُنْدَارَ الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِی خَلَفٍ الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ أَبِی الْخَطَّابِ وَ الْحَسَنُ بْنُ مُوسَی، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ یَحْیَی، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْكَانَ، قَالَ، دَخَلَ حُجْرُ بْنُ زَائِدَةَ وَ عَامِرُ بْنُ جُذَاعَةَ الْأَزْدِیُّ عَلَی أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَقَالا جَعَلَنَا فِدَاكَ، إِنَّ الْمُفَضَّلَ بْنَ عُمَرَ یَقُولُ إِنَّكُمْ تَقْدِرُونَ أَرْزَاقَ الْعِبَادِ! فَقَالَ: وَ اللَّهِ مَا یَقْدِرُ أَرْزَاقَنَا إِلَّا اللَّهُ وَ لَقَدِ احْتَجْتُ إِلَی طَعَامٍ لِعِیَالِی فَضَاقَ صَدْرِی وَ أَبْلَغْتُ إِلَی الْفِكْرَةِ فِی ذَلِكَ حَتَّی أَحْرَزْتُ قُوتَهُمْ فَعِنْدَهَا طَابَتْ نَفْسِی، لَعَنَهُ اللَّهُ وَ بَرِئَ مِنْهُ، قَالا أَ فَتَلْعَنُهُ وَ تَتَبَرَّأُ مِنْهُ قَالَ نَعَمْ فَالْعَنَاهُ وَ ابْرَءَا مِنْهُ بَرِئَ اللَّهُ وَ رَسُولُهُ مِنْهُ.

عبداللہ بن مسکان نے روایت کی کہ حجر بن زائدہ اور عامر بن جذاعہ ازدی امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی ہم آپ پر قربان، مفضل بن عمر کہتا ہے کہ آپ حضراب لوگوں کو رزق دینے پر قدرت رکھتے ہیں، امام نے فرمایا، خدا کی قسم، ہمارے رزق و روزی پر سوائے اللہ تعالی کے کوئی قدرت نہیں رکھتا، مجھے اپنے اہل و عیال کے کھانے کی ضرورت تھی تو

میرا سینہ تنگ ہو گیا اور میں اس کی فکر کرنے لگا، یہاں تک کہ ان کی ضرورت کا کھانا مجھے میسر آیا تو اس وقت میری جان میں سکون آیا، خدا اس پر لعنت کرے اور اس سے بری ہو، ان دونوں نے کہا کیا آپ اس پر لعنت فرماتے ہیں اور اس سے براءت کرتے ہیں، فرمایا؛ ہاں، تم دونوں بھی اس پر لعنت کرو اور اس سے بری ہو جاو، خدا اور اس کا رسول ﷺ بھی اس سے بری ہیں۔

۵۸۸ حَدَّثَنِی حَمْدَوَیْه وَ إِبْرَاهِیمُ ابْنَا نُصَیْرٍ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی، عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحَکَمِ، عَنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ کَانَ یُشِیرُ أَنَّکُمَا لَمِنَ الْمُرْسَلِینَ[۱۵۳].

علی بن حکم نے بیان کیا کہ مفضل بن عمر کہتا تھا کہ تم دونوں رسولوں میں سے ہو۔

قَالَ الْکَشِّیُّ: وَ ذَکَرَتِ الطَّیَّارَةُ الْغَالِیَةُ فِی بَعْضِ کُتُبِهَا عَنِ الْمُفَضَّلِ: أَنَّهُ قَالَ لَقَدْ قُتِلَ مَعَ أَبِی إِسْمَاعِیلَ یَعْنِی أَبَا الْخَطَّابِ سَبْعُونَ نَبِیّاً کُلُّهُمْ رَأَی وَ هَلَکَ نَبِیُّنَا فِیهِ، وَ أَنَّ الْمُفَضَّلَ قَالَ أُدْخِلْنَا عَلَی أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ نَحْنُ اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا، قَالَ، فَجَعَلَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) یُسَلِّمُ عَلَی رَجُلٍ رَجُلٍ مِنَّا وَ یُسَمِّی کُلَّ رَجُلٍ مِنَّا بِاسْمِ نَبِیٍّ، وَ قَالَ لِبَعْضِنَا السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نُوحُ، وَ قَالَ لِبَعْضِنَا السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا إِبْرَاهِیمُ، وَ کَانَ آخِرُ مَنْ سَلَّمَ عَلَیْهِ وَ، قَالَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا یُونُسُ، ثُمَّ قَالَ لَا تُخَایِرْ بَیْنَ الْأَنْبِیَاءِ.

[۱۵۳] ۔ رجال الکشی، ص: ۳۲۴، اس روایت میں تم دونوں سے کیا مراد ہے ؟ شاید امام باقر و صادقؑ کو مراد لیا ہے ، لیکن یہ ضروریات دین کے خلاف ہے کیونکہ کوئی مسلمان بھی جو قرآن و نبی اکرم ﷺ کی نبوت اور آپ کے فرامین سے کچھ آگاہی رکھتا ہو وہ جانتا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، گمان غالب یہ ہے کہ یہ روایت ثقہ راویوں کے نام پر جعل کی گئی جیسا کہ محققین نے اس احتمال کو تقویت دی (مامقانی نے تنقیح میں اس احتمال کی تاکید کی)۔

کشی فرماتے ہیں کہ طیار کے پیروکار غالی گروہ نے اپنی بعض کتابوں میں مفضل سے نقل کیا کہ اس نے کہا میرے باپ ابو اسماعیل یعنی ابو الخطاب کے ساتھ ۷۰ نبی قتل ہوئے اور ہمارے نبی بھی اس میں ہلاک ہوئے اور مفضل نے کہا کہ ہم امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوئے اور ہم ۱۲ مرد تھے تو آپ نے ہم میں سے ہر ایک پر سلام کیا اور ہمارا نام لیا اور نبی کہہ یاد کیا اور ہم میں سے بعض سے فرمایا؛ اے نوح تجھ پر سلام، اور بعض سے فرمایا اے ابراہیم، تجھ پر سلام اور ہم میں سے آخری جس پر آپ نے سلام کیا فرمایا؛ اے یونس تجھ پر سلام، پھر فرمایا؛ نبیوں کے درمیان بعض کو بعض پر فضیلت نہیں ہے۔

قَالَ أَبُو عَمْرٍو الْكَشِّيُّ: قَالَ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْحِمَّانِيُّ، فِي كِتَابِهِ الْمُؤَلَّفِ فِي إِثْبَاتِ إِمَامَةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع)، قُلْتُ لِشَرِيكٍ إِنَّ أَقْوَاماً يَزْعُمُونَ أَنَّ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ! فَقَالَ أُخْبِرُكَ الْقِصَّةَ: كَانَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ رَجُلًا صَالِحاً مُسْلِماً وَرِعاً، فَاكْتَنَفَهُ قَوْمٌ جُهَّالٌ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِ وَ يَخْرُجُونَ مِنْ عِنْدِهِ وَ يَقُولُونَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَ يُحَدِّثُونَ بِأَحَادِيثَ كُلُّهَا مُنْكَرَاتٌ كَذِبٌ مَوْضُوعَةٌ عَلَى جَعْفَرٍ، يَسْتَأْكِلُونَ النَّاسَ بِذَلِكَ وَ يَأْخُذُونَ مِنْهُمُ الدَّرَاهِمَ، فَكَانُوا يَأْتُونَ مِنْ ذَلِكَ بِكُلِّ مُنْكَرٍ، فَسَمِعْتُ الْعَوَامَّ بِذَلِكَ مِنْهُمْ فَمِنْهُمْ مَنْ هَلَكَ وَ مِنْهُمْ مَنْ أَنْكَرَ، وَ هَؤُلَاءِ مِثْلُ الْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ وَ بَيَانٍ وَ عَمْرٍو النَّبْطِيِّ[۱۵۴] وَ غَيْرِهِمْ، ذَكَرُوا أَنَّ جَعْفَراً حَدَّثَهُمْ أَنَّ مَعْرِفَةَ الْإِمَامِ تَكْفِي مِنَ الصَّوْمِ وَ الصَّلَاةِ، وَ حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ وَ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ قَبْلَ الْقِيَامَةِ، وَ أَنَّ عَلِيّاً (ع) فِي السَّحَابِ يَطِيرُ مَعَ الرِّيحِ، وَ أَنَّهُ كَانَ يَتَكَلَّمُ بَعْدَ

[۱۵۴] ۔ رجال الکشی، ص: ۳۲۵۔

الْمَوْتِ، وَ أَنَّهُ كَانَ يَتَحَرَّكُ عَلَى الْمُغْتَسَلِ، وَ أَنَّ إِلَهَ السَّمَاءِ وَ إِلَهَ الْأَرْضِ الْإِمَامُ، فَجَعَلُوا لِلَّهِ شَرِيكاً، جُهَّالٌ ضُلَّالٌ، وَ اللَّهِ مَا قَالَ جَعْفَرٌ شَيْئاً مِنْ هَذَا قَطُّ، كَانَ جَعْفَرٌ أَتْقَى لِلَّهِ وَ أَوْرَعَ مِنْ ذَلِكَ، فَسَمِعَ النَّاسُ ذَلِكَ، فَضَعَّفُوهُ، وَ لَوْ رَأَيْتَ جَعْفَراً لَعَلِمْتَ أَنَّهُ وَاحِدُ النَّاسِ.

کشی فرماتے ہیں؛ یحییٰ بن عبدالحمید حمّانی نے اپنی کتاب میں جسے اس نے امیرالمومنینؑ کی امامت کے اثبات کے لیے لکھا،فرمایا؛ میں نے شریک سے کہا کہ بعض گروہ اور قومیں خیال کرتی ہیں کہ جعفر بن محمد امام صادقؑ حدیث میں ضعیف ہیں ،اس نے کہا کہ میں تجھے حقیقت حال کی خبر دیتاہوں کہ امام صادق ایک صالح اور پرہیزگار اور حقیقی مسلمان تھ مگر انہیں ایک جاہل گروہ نے گھیر رکھا تھاجو آپ کے پاس آتے اور جب واپس جاتے تو کہتے کہ امام صادقؑ نے ہمیں یہ حدیث بیان کی پھر ایسی حدیثیں بیان کرتے جو تمام بری ہوتی تھیں جھوٹ ہوتی تھیں اور امام صادقؑ کے نام پر بنائی گئی ہوتی تھیں ،ان کے ذریعے وہ لوگوں سے مال و دولت بٹور کر کھاتے تھے اور لوگوں سے درہم و دینار لیا کرتے تھے اس لیے وہ ہر برائی کو حدیث میں بیان کرتے تھے ،ان میں سے بعض لوگ ہلاک ہوچکے اور بعض ابھی باقی ہیں جیسے مفضل بن عمر ،بیان، عمرو نیطی وغیرہ ، انہوں نے بیان کیا ہے کہ امام صادقؑ نے انہیں فرمایا کہ امام کی معرفت روزے و نماز کو معاف کرادیتی ہے اور آپ نے انہیں یہ بات اپنے والد گرامی کے واسطے سے اپنے جدامجد سے بھی نقل کی اور آپ نے انہیں بیان کیا کہ قیامت سے پہلے امام علیؑ بادلوں میں ہواوں کے ساتھ اڑا کرتے ہیں ،اور مرنے کے بعد بولتے ہیں اور امام علیؑ نے تختہ غسل پر حرکت کی اور آسمانوں اور زمینوں کے معبود امام ہوتے ہیں ،ان جاہل اور گمراہوں نے اللہ تعالی کے ساتھ شریک بنالیے ہیں خدا کی قسم حضرت امام صادقؑ نے ان چیزوں میں سے کچھ نہیں کہا ،آپ تو تقوی اور پرہیزگاری کا مجسمہ اور پیکر تھے مگر لوگوں نے جب ان جاہلوں کی

باتیں سنیں تو ان کو ضعیف قرار دیا، اگر تم امام صادقؑ کو دیکھتا تو تجھے یقین ہو جاتا کہ آپ اپنے زمانے میں نابغہ روزگار اور صدق و صفا کا مجسمہ تھے۔

۵۸۹ وَجَدْتُ بِخَطِّ جِبْرِيلَ بْنِ أَحْمَدَ الْفَارَيَابِيِّ فِي كِتَابِهِ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ وَهْبٍ وَ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ قَالا: خَرَجْنَا نُرِيدُ زِيَارَةَ الْحُسَيْنِ (ع)، فَقُلْنَا لَوْ مَرَرْنَا بِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ فَعَسَاهُ يَجِيءُ مَعَنَا، فَأَتَيْنَا الْبَابَ فَاسْتَفْتَحْنَا فَخَرَجَ إِلَيْنَا فَأَخْبَرْنَا، فَقَالَ أَسْتَخْرِجُ الْحِمَارَ وَ أَخْرُجُ فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَ رَكِبَ وَ رَكِبْنَا، فَطَلَعَ لَنَا الْفَجْرُ عَلَى أَرْبَعَةِ فَرَاسِخَ مِنَ الْكُوفَةِ فَنَزَلْنَا فَصَلَّيْنَا، وَ الْمُفَضَّلُ وَاقِفٌ لَمْ يَنْزِلْ يُصَلِّي، فَقُلْنَا يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ أَ لَا تُصَلِّي! فَقَالَ قَدْ صَلَّيْتُ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ مِنْ مَنْزِلِي.

معاویہ بن وہب اور اسحاق بن عمار کا بیان ہے کہ ہم زیارت امام حسینؑ کے ارادے سے نکلے تو ہم نے کہا؛ابو عبداللہ مفضل بن عمر سے مل کے چلتے ہیں شاید وہ بھی ہمارے ساتھ آئے تو ہم اس کے دروازے پہ آئے ہم نے آواز دی وہ ہمارے پاس آئے، ہم نے اسے خبر دی تو اس نے کہا میں ابھی اپنی سواری نکال کر لاتا ہوں پس وہ ہمارے ساتھ چل پڑے تو کوفہ سے چار فرسخ کے فاصلے پر فجر طلوع ہو گئی ہم نے اتر کر نماز صبح ادا کی مگر مفضل بن عمر ایک طرف کھڑا رہا اور اس نے نماز نہیں پڑھی، تم ہم نے کہا؛اے ابو عبداللہ ! کیا تو نماز نہیں پڑھے گا ؟اس نے کہا میں گھر سے نکلنے سے پہلے نماز پڑھ آیا ہوں۔

۵۹۰ حَدَّثَنِي حَمْدَوَيْهِ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ، دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَوَصَفْتُ لَهُ الْأَئِمَّةَ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَيْهِ، قُلْتُ وَ إِسْمَاعِيلُ مِنْ بَعْدِكَ، فَقَالَ: أَمَّا

[155]ذَا فَلَا، قَالَ حَمَّادٌ، فَقُلْتُ لِإِسْمَاعِيلَ وَ مَا دَعَاکَ إِلَى أَنْ تَقُولَ وَ إِسْمَاعِيلُ مِنْ بَعْدِکَ قَالَ أَمَرَنِى الْمُفَضَّلُ بْنُ عُمَرَ.

اسماعیل بن عامر کا بیان ہے کہ میں امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوااور میں نے آپ کے سامنے ائمہ معصومینؑ کا ذکر کیا یہاں تک کہ آپ کا نام لیااور عرض کی ؛کیاآپ کے بعد (آپ کا بیٹا)اسماعیل امام ہے ؟

آپ نے فرمایانہیں۔

راوی حماد کہتا ہے کہ میں نے اسماعیل بن عامر سے کہا: تو نے امام صادقؑ کے بعد اسماعیل کا نام کیوں لیا؟

تواس نے کہا: مجھے مفضل بن عمر نے اس کا حکم دیا تھا۔

۵۹۱ حَدَّثَنِى مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِى إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ خَالِدٍ الْجَوَّانِ، قَالَ، کُنْتُ أَنَا وَ الْمُفَضَّلُ بْنُ عُمَرَ وَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِنَا بِالْمَدِينَةِ، وَ قَدْ تَکَلَّمْنَا فِى الرُّبُوبِيَّةِ، قَالَ، فَقُلْنَا مُرُوا إِلَى بَابِ أَبِى عَبْدِ اللَّهِ (ع) حَتَّى نَسْأَلَهُ، قَالَ، فَقُمْنَا بِالْبَابِ، قَالَ، فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَ هُوَ يَقُولُ بَلْ عِبادٌ مُکْرَمُونَ لا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَ هُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ.

قَالَ الْکَشِّيُّ: إِسْحَاقُ وَ عَبْدُ اللَّهِ وَ خَالِدٌ مِنْ أَهْلِ الارْتِفَاعِ.

خالد جوّان کا بیان ہے کہ میں اور مفضل بن عمر اور کچھ دوسرے لوگ مدینہ میں تھے ہم نے (ائمہ کی) ربوبیت کے بارے میں بحث کی تو ہم نے کہا چلو امام صادقؑ کے دروازے پہ جاتے

---

[155] رجال الکشی، ص: ۳۲۶۔

ہیں اور آپ سے سوال کرتے ہیں امام ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا؛ بلکہ ہم خدا کے مکرم بندے ہیں جو اس کے امر سے سبقت نہیں کرتے اور اس کے حکم کی تعمیل بجالاتے ہیں۔ کشی فرماتے ہیں؛اس روایت کی سند میں اسحاق، عبداللہ اور خالد غالی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں

۔

۵۹۲ قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ، رَفَعَهُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، أَنَّ عِدَّةً مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ كَتَبُوا إِلَى الصَّادِقِ (ع) فَقَالُوا إِنَّ الْمُفَضَّلَ يُجَالِسُ الشُّطَّارَ وَ أَصْحَابَ الْحَمَّامِ وَ قَوْماً يَشْرَبُونَ الشَّرَابَ، فَيَنْبَغِي أَنْ تَكْتُبَ إِلَيْهِ وَ تَأْمُرَهُ أَلَّا يُجَالِسَهُمْ، فَكَتَبَ إِلَى الْمُفَضَّلِ كِتَاباً وَ خَتَمَ وَ دَفَعَ إِلَيْهِمْ، وَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَدْفَعُوا الْكِتَابَ مِنْ أَيْدِيهِمْ إِلَى يَدِ الْمُفَضَّلِ، فَجَاءُوا بِالْكِتَابِ إِلَى الْمُفَضَّلِ، مِنْهُمْ زُرَارَةُ وَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُكَيْرٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَ أَبُو بَصِيرٍ وَ حُجْرُ بْنُ زَائِدَةَ، وَ دَفَعُوا الْكِتَابَ إِلَى الْمُفَضَّلِ فَفَكَّهُ وَ قَرَأَهُ، فَإِذَا فِيهِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمنِ الرَّحِيمِ اشْتَرِ كَذَا وَ كَذَا وَ اشْتَرِ كَذَا، وَ لَمْ يَذْكُرْ قَلِيلًا وَ لَا كَثِيراً مِمَّا قَالُوا فِيهِ، فَلَمَّا قَرَأَ[۱۵۶] الْكِتَابَ إِلَى زُرَارَةَ وَ دَفَعَ زُرَارَةُ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ حَتَّى دَارَ الْكِتَابُ إِلَى الْكُلِّ فَقَالَ الْمُفَضَّلُ مَا تَقُولُونَ قَالُوا هَذَا مَالٌ عَظِيمٌ حَتَّى نَنْظُرَ وَ نَجْمَعَ وَ نَحْمِلَ إِلَيْكَ لَمْ نُدْرِكْ إِلَّا نَرَاكَ بَعْدُ نَنْظُرُ فِي ذَلِكَ، وَ أَرَادُوا الِانْصِرَافَ، فَقَالَ الْمُفَضَّلُ حَتَّى تَغَدَّوْا عِنْدِي، فَحَبَسَهُمْ لِغَدَائِهِ وَ وَجَّهَ الْمُفَضَّلَ إِلَى أَصْحَابِهِ الَّذِينَ سَعَوْا بِهِمْ، فَجَاءُوا فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ كِتَابَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع)، فَرَجَعُوا مِنْ

---

[۱۵۶] ۔ رجال الکشی، ص: ۳۲۷۔

عِنْده وَ حَبَسَ الْمُفَضَّلُ هؤُلَاء لِيَتَغَدَّوْا، عِنْدَهُ فَرَجَعَ الْفِتْيان وَ حَمَلَ كُلٌّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ عَلَى قَدْرِ قُوَّته أَلْفاً وَ أَلْفَيْنِ وَ أَقَلَّ وَ أَكْثَرَ، فَحَضَرُوا أَوْ أَحْضَرُوا أَلْفَيْ دِينَارٍ وَ عَشَرَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ هؤُلَاءِ مِنَ الْغَدَاة، فَقَالَ لَهُمُ الْمُفَضَّلُ: تَأْمُرُونِّي أَنْ أَطْرُدَ هؤُلَاءِ مِنْ عِنْدِي، تَظُنُّونَ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَحْتَاجُ إِلَى صَلَاتِكُمْ وَ صَوْمِكُمْ.

نصر بن صباح نے مرفوعا محمد بن سنان سے روایت کی کہ کوفیوں کی ایک جماعت نے امام صادقؑ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جس میں کہا کہ مفضل جوے بازوں اور کبوتر بازوں اور ایسے لوگوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں جو شراب خوری کرتے ہیں، تو سزاوار ہے کہ آپ اسے خط لکھیں اور حکم دیں کہ ایسے لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست نہ کرے۔

آپ نے مفضل کے نام ایک خط لکھ کر مہر لگادی اور انہیں حکم دیا کہ تم سب جاکر مفضل کے ہاتھ میں دینا تو وہ خط لیکن سیدھے مفضل کے پاس آئے اور ان میں زرارہ، عبداللہ بن بکیر، محمد بن مسلم، ابو بصیر اور حجر بن زائدہ شامل تھے انہوں نے خط مفضل کے حوالے کیا اس نے اسے کھول کر پڑھا اور اس میں لکھا تھا؛ خدائے رحمٰن و رحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں، یہ یہ چیزیں خرید کر و اور اس میں ان باتوں کا اصلاً ذکر ہی نہیں تھا جو انہوں نے امام صادقؑ کو ذکر کی تھیں۔

جب اس نے وہ خط پڑھ لیا تو وہ زرارہ کو دیا انہوں نے پڑھ کر محمد بن مسلم کو دیا یہاں تک کہ سب نے خط پڑھا تو مفضل نے ان سے کہا؛ تم کیا کہتے ہو؟ وہ کہنے لگے یہ بہت زیادہ مال ہے، ہم غور و فکر کر کے اسے جمع کرتے ہیں اور تجھے بھیج دیں گے، چونکہ اب تو ہمارے پاس بہت کم مال ہے اور یہ کہہ کر واپس جانا چاہتے تھے کہ مفضل نے کہا: میرے پاس کھانا کھا کر جاو اور انہیں روک لیا اور مفضل نے اپنے ان ساتھیوں کی طرف اپنا آدمی بھیجا جن کی انہوں نے چغلی

کی تھی وہ سب آ گئے اور مفضل نے ان کو امام صادقؑ کا خط پڑھ کر سنایا تو وہ جلدی سے لوٹ گئے اور مفضل نے زرارہ وغیرہ کو کھانے کے لیے روکے رکھا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ لوگ بقدر امکان ہزار دوہزار درہم اور کم و بیش درہم و دینار لیکر پہنچ گئے اور ان لوگوں کے کھانے سے فارغ ہونے سے پہلے انہوں نے دوہزار دینار اور دس ہزار درہم حاضر کر دیئے تو مفضل نے ان لوگوں سے کہا کیا تم لوگ مجھے حکم دیتے ہو کہ میں ان لوگوں کو اپنے سے دور کر دوں اور تم گمان کرتے ہو کہ اللہ تمہاری نمازوں اور روزوں کا محتاج ہے۔

وَحَكَى نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ بِإِسْنَادِهِ أَنَّ الشِّيعَةَ حِينَ أَحْدَثَ أَبُو الْخَطَّابِ مَا أَحْدَثَ خَرَجُوا إِلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَقَالُوا أَقِمْ لَنَا رَجُلًا نَفْزَعُ إِلَيْهِ فِي أَمْرِ دِينِنَا وَ مَا نَحْتَاجُ إِلَيْهِ مِنَ الْأَحْكَامِ! قَالَ لَا تَحْتَاجُونَ إِلَى ذَلِكَ، مَتَى مَا احْتَاجَ أَحَدُكُمْ عَرَجَ إِلَيَّ وَ سَمِعَ مِنِّي وَ يَنْصَرِفُ، فَقَالُوا لَا بُدَّ! فَقَالَ قَدْ أَقَمْتُ عَلَيْكُمُ الْمُفَضَّلَ اسْمَعُوا مِنْهُ وَ اقْبَلُوا عَنْهُ فَإِنَّهُ لَا يَقُولُ عَلَى اللَّهِوَ عَلَيَّ إِلَّا الْحَقَّ، فَلَمْ يَأْتِ عَلَيْهِ كَثِيرُ شَيْءٍ حَتَّى شَنَّعُوا عَلَيْهِ وَ عَلَى أَصْحَابِهِ، وَ قَالُوا أَصْحَابُهُ لَا يُصَلُّونَ وَ يَشْرَبُونَ النَّبِيذَ وَ هُمْ أَصْحَابُ الْحَمَّامِ وَ يَقْطَعُونَ الطَّرِيقَ، وَ الْمُفَضَّلُ يُقَرِّبُهُمْ وَ يُدْنِيهِمْ.

کشی فرماتے ہیں کہ نصر بن صباح نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا کہ جب ابو الخطاب کے قتل کا واقعہ ہوا تو قوم شیعہ کا ایک گروہ امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی ہمارے لیے ایک شخص مقرر فرمائیں جس سے ہم اپنے دینی معاملات اور ضروری احکام و مسائل شرعی میں رجوع کریں۔

امام نے فرمایا: تمہیں اس کی ضرورت نہیں ہے ،جب تمہیں کبھی کوئی مسئلہ پیش آئے تو میرے پاس آ و اور مجھ سے دریافت کرو اور لوٹ جاو۔

انہوں نے عرض کی: ضرور کوئی شخص معین فرمائیں، کیونکہ ہم آپکے پاس بعض اوقات نہیں پہنچ سکتے۔

امام نے فرمایا: میں نے تم پر مفضل بن عمر کو معین کیا ہے اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو، کیونکہ وہ خدااور مجھ پر صرف حق بات کہے گا۔

راوی کہتا ہے کہ ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ لوگوں نے مفضل اور اس کے ساتھیوں پر طعنہ بازی شروع کردی اور کہنے لگے وہ تو نماز نہیں پڑھتے اور نبیذ اور نشہ آور چیزیں پیتے ہیں ،وہ کبوتر بازی کرتے ہیں اور راستوں میں ڈاکے ڈالتے ہیں اور مفضل ایسے لوگوں کو اپنے قریب کرتے ہیں، اور انہیں اپناقرب عطا کرتے ہیں۔

۵۹۳ حَدَّثَنِی حَمْدَوَیْهِ بْنُ نُصَیْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ سَعِیدٍ الزَّیَّاتِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَبِیبٍ، قَالَ حَدَّثَنِی بَعْضُ أَصْحَابِنَا، مَنْ کَانَ عِنْدَ أَبِی الْحَسَنِ الثَّانِی (ع) جَالِساً، فَلَمَّا نَهَضُوا قَالَ لَهُمْ الْقَوْا أَبَا جَعْفَرٍ (ع) فَسَلِّمُوا عَلَیْهِ وَ أَحْدِثُوا بِهِ عَهْداً، فَلَمَّا نَهَضَ الْقَوْمُ الْتَفَتَ إِلَیَّ وَ قَالَ: یَرْحَمُ اللَّهُ الْمُفَضَّلَ إِنْ کَانَ لَیَکْتَفِی بِدُونِ هَذَا[157].

محمد بن حبیب کا بیان ہے کہ مجھے ان بعض شیعہ نے بیان کیا جو امام ابو الحسن دومؑ کے پاس حاضر تھا،جب وہ اٹھنے لگے تو امام نے ان سے فرمایا؛ابو جعفر سے ملاقات کرو اور انہیں سلام کرو اور ان سے عہد و پیمان باندھو،جب وہ لوگ اٹھ گئے توآپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا؛خدا مفضل پر رحم فرمائے وہ اس سے کم پر اکتفاء کرتے۔

[157]۔ یہ روایت کلینی نے بھی نقل کی ملاحظہ ہو: الکافی ،ج۱، کتاب الحجۃ ۴، باب الاشارۃ والنص علی ابی جعفر الثانیؑ، ص ۳۷۰، ح۱۔

۵۹۴ وَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْهِ، قَالَ حَدَّثَنِی سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی، عَنِ الْبَرْقِیِّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِیسَی، عَنْ خَالِدِ بْنِ نَجِیحٍ الْجَوَّانِ، قَالَ، قَالَ لِی أَبُو الْحَسَنِ (ع) مَا یَقُولُونَ فِی الْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ قُلْتُ یَقُولُونَ فِیهِ هَبْهُ یَهُودِیّاً أَوْ نَصْرَانِیّاً وَ هُوَ یَقُومُ بِأَمْرِ صَاحِبِکُمْ، قَالَ: وَیْلَهُمْ مَا أَخْبَثَ مَا أَنْزَلُوهُ! مَا عِنْدِی کَذَلِکَ وَ مَا لِی فِیهِمْ مِثْلُهُ.

خالد بن **نجیح** جوان کا بیان ہے کہ امام ابو الحسنؑ نے مجھ سے فرمایا؛ لوگ مفضل بن عمر کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

میں نے عرض کی: وہ کہتے ہیں کہ وہ یہودی یا نصرانی تھا اور وہ امام کا وکیل تھا۔

امام نے فرمایا: خدا ان کا برا کرے، انہوں نے اسے کتنا برا اقرار دیا! حالانکہ میرے نزدیک وہ ایسا نہیں ہے، مجھے تو ان میں کوئی مفضل جیسا نظر نہیں آیا۔

۵۹۵ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِی سَلَمَةُ بْنُ الْخَطَّابِ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ مُوسَی بْنِ بَکْرٍ، قَالَ، کُنْتُ فِی خِدْمَةِ أَبِی الْحَسَنِ (ع) وَ لَمْ أَکُنْ أَرَی شَیْئاً یَصِلُ إِلَیْهِ إِلَّا مِنْ نَاحِیَةِ الْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ، وَ لَرُبَّمَا رَأَیْتُ الرَّجُلَ یَجِیءُ بِالشَّیْءِ فَلَا یَقْبَلُهُ مِنْهُ وَ یَقُولُ أَوْصِلْهُ إِلَی الْمُفَضَّلِ.

موسی بن بکر نے کہا کہ میں امام ابو الحسنؑ کی خدمت میں تھا اور میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی جو آپ کے پاس پہنچی ہو مگر وہ مفضل بن عمر کی طرف سے آتی تھی اور بعض اوقات میں نے دیکھا کہ ایک شخص امام کے حضور کوئی چیز پیش کرنا چاہتا تو آپ اسے حکم دیتے کہ اسے مفضل کے پاس پہنچادو۔

۵۹۶ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّد، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ کُلَیْب، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَیْنِ، عَنْ صَفْوَانَ، قَالَ، بَلَغَ مِنْ شَفَقَةِ الْمُفَضَّلِ أَنَّهُ کَانَ [۱۵۸] یَشْتَرِی لِأَبِی الْحَسَنِ (ع) الْحِیتَانَ، فَیَأْخُذُ رُءُوسَهَا وَ یَبِیعُهَا وَ یَشْتَرِی لَهَا حِیتَاناً شَفَقَةً عَلَیْه.

صفوان کا بیان ہے کہ مفضل کی امام ابو الحسنؑ کے لیے شفقت کا یہ حال تھا کہ وہ امامؑ کے لیے مچھلیاں خریدتا اور ان کے سر کاٹ کر انہیں بیچ دیتا اور آپ ی شفقت کی وجہ سے وہ خریدتا تھا۔

۵۹۷ حَدَّثَنِی نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ حَدَّثَنِی إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ یَقْطِینٍ، عَنْ عِیسَی بْنِ سُلَیْمَانَ، عَنْ أَبِی إِبْرَاهِیمَ (ع)، قَالَ، قُلْتُ جَعَلَنِیَ اللَّهُ فِدَاکَ خَلَّفْتُ مَوْلَاکَ الْمُفَضَّلَ عَلِیلًا فَلَوْ دَعَوْتَ اللَّهَ لَهُ! قَالَ: رَحِمَ اللَّهُ الْمُفَضَّلَ قَدِ اسْتَرَاحَ، قَالَ، فَخَرَجْتُ إِلَی أَصْحَابِنَا فَقُلْتُ لَهُمْ قَدْ وَ اللَّهِ مَاتَ الْمُفَضَّلُ، قَالَ، ثُمَّ دَخَلْتُ الْکُوفَةَ وَ إِذَا هُوَ قَدْ مَاتَ قَبْلَ ذَلِکَ بِثَلَاثَةِ أَیَّامٍ.

عیسی بن سلیمان نے امام ابو ابراہیمؑ سے عرض کی میں آپ پر قربان جاوں میں نے آپ کے دوستدار مفضل کو مرض کی حالت میں چھوڑا،آپ اس کے لیے دعا فرمائیں۔

امام نے فرمایا؛خدا مفضل پر رحم فرمائے کہ وہ اس دنیا کی مشکلات سے سکون پا گیا تو میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان سے کہا: خدا کی قسم مفضل فوت ہو گئے۔

راوی کہتا ہے میں کوفہ میں داخل ہوا تو وہ اس سے تین دن پہلے فوت ہو چکا تھا۔

[۱۵۸] ۔ رجال الکشی، ص: ۳۲۹۔

۵۹۸ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا، عَنْ يُونُسَ بْنِ ظَبْيَانَ، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) جُعِلْتُ فِدَاكَ لَوْ كَتَبْتَ إِلَى هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ بِالْكَفِّ عَنْ هَذَا الرَّجُلِ فَإِنَّهُمَا لَهُ مُؤْذِيَانِ! فَقَالَ إِذَنْ أُغْرِيهِمَا بِهِ، كَانَ كُثَيِّرُ عَزَّةَ فِي مَوَدَّتِهَا أَصْدَقَ مِنْهُمَا فِي مَوَدَّتِي حَيْثُ يَقُولُ:

ـــ لَقَدْ عَلِمَتْ بِالْغَيْبِ أَلَّا أُحِبَّهَا — إِذَا هُوَ لَمْ يُكْرَمْ عَلَيَّ كَرِيمُهَا

أَمَا وَ اللَّهِ لَوْ كَرُمْتُ عَلَيْهِمَا لَكَرُمَ عَلَيْهِمَا مَنْ أَقْرَبُ وَ أُوثِرُ[159].

یونس بن ظبیان کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کی میں آپ پر قربان جاوں کاش آپ ان دو شخصوں کی طرف خط لکھتے کہ وہ اس سے زبان بند کریں کیونکہ وہ دونوں اسے اذیت پہنچاتے ہیں۔

آپ نے فرمایا میں پہلے ان دونوں کو روک چکا ہوں (لیکن انہوں نے میری باتوں پر کوئی توجہ نہیں دی)، ان کی مجھ سے محبت کے دعووں سے بہتر کثیر عزّہ کی اپنی محبوبہ سے محبت کا دعوی ہے جو اس نے کہا تھا؛ اس نے غیب میں جان لیا کہ میں اس سے خیانت کرتا ہوں جب وہ اس کی عزت نہیں کرتا جو مجھے عزیز تھا، خدا کی قسم اگر وہ میرا احترام کرتے ہوتے تو ضرور اس شخص کا بھی احترام کرتے جسے میں ترجیح دیتا ہوں اور اسے میرا قرب حاصل ہے۔

[159] ۔اس روایت کو کلینی نے روضۃ الکافی، ح۵۶۱ میں نقل کیا ہے اور گذشتہ روایت ۵۸۳ سے ظاہر ہے کہ حجر بن زائدہ و عامر بن جذاعہ کی مفضل بن عمر کی غیبت کرنا مراد ہے جس کی امامؑ نے مذمت کی ہے۔

عیسی بن ابو منصور شلقان[160]

۵۹۹ مُحَمَّدُ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ، كَانَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِذَا رَأَى عِيسَى بْنَ أَبِي مَنْصُورٍ، قَالَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرَى رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا.

ابراہیم بن علی کا بیان ہے کہ امام صادقؑ جب عیسی بن ابو منصور کو دیکھتے تو فرماتے: جو شخص اہل جنت کر دیکھنا چاہتا ہے وہ ان کو دیکھ لے۔

۶۰۰ كَتَبَ إِلَيَّ أَبُو مُحَمَّدٍ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، يَذْكُرُ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَعْفُورٍ، قَالَ، كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِذْ أَقْبَلَ عِيسَى بْنُ أَبِي مَنْصُورٍ، فَقَالَ: إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَى خِيَارٍ فِي الدُّنْيَا وَ خِيَارٍ فِي الْآخِرَةِ فَانْظُرْ إِلَيْهِ. قَالَ أَبُو

---

[160] ۔ رجال البرقی ۱۱، ۱۲، ۳۰، مشیخۃ من لایحضرہ الفقیہ ۴ص ۸۶، الرسالۃ العددیۃ ۹ص ۴۲، رجال النجاشی ۲ص ۸ ۱۴ان ۸۰۲، رجال الطوسی ۱۲۹ان ۲۷ و ۲۵۷ ۲ن ۵۵۸ و ۵۶۱ و ۵۶۶، فہرست الطوسی ۳ ۱۴ان ۵۲۴، معالم العلماء ۸۷ن ۵۹۷، التحریر الطاووسی ۲۰۰ن ۲۹۷، رجال ابن داود ۲۶۵ ۲ن ۱۱۴۲ و ۱۱۵۱، رجال العلامۃ الحلی ۱۲۲ان ۲، ایضاح الاشتباہ ۲۳۴ ۲ن ۴۵۲، نقد الرجال ۲۶۰ ۲ن ۳، مجمع الرجال ۴ص ۲۹۷ و ۳۰۳، نضد الایضاح ۲۴۷، جامع الرواۃ اص ۶۴۸، وسائل الشیعۃ ۲۰ص ۲۸۶ ۲ن ۸۸۸ و ۲۸۸ ۲ن ۸۹۴، الوجیزۃ ۱۶۰، ہدایۃ المحدثین ۱۲۶ و ۳۰۷، مستدرک الوسائل ۳ص ۶۳۹ و ۷۴۰، بہجۃ الآمال ۵ص ۶۳۵، تنقیح المقال ۲ص ۳۵۶ ن ۹۲۷۹ و ۹۳۰۶ و ۹۳۰۸، الذریعۃ ۶ص ۳۵۶ ۲ن ۲۱۵۱، معجم رجال الحدیث ۱۳ص ۶۷ان ۹۱۵۱ و ۹۱۸۷ و ۹۲۳۳، قاموس الرجال ۷ص ۲۵۸ و ۲۷۲ و ۲۷۳.

عَمْرٍو الْكَشِّيُّ: سَأَلْتُ حَمْدَوَيْهِ بْنَ نُصَيْرٍ، عَنْ عِيسَى فَقَالَ: خَيْرٌ فَاضِلٌ هُوَ الْمَعْرُوفُ بِشَلَقَانَ وَ هُوَ ابْنُ أَبِي مَنْصُورٍ، وَ اسْمُ أَبِي مَنْصُورٍ صَبِيحٌ.

عبداللہ بن ابی یعفور کا بیان ہے کہ میں امام صادقؑ کے پاس تھا کہ عیسی بن ابو منصور حاضر ہورہے تھے تو امام نے فرمایا؛ جب تو دنیا اور آخرت کے بہترین شخص کو دیکھنا چاہے تو اس کو دیکھ لے۔

کشی فرماتے ہیں؛ میں نے حمدویہ سے عیسی کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے کہا؛ وہ بہترین اور فاضل انسان ہیں اور شلقان کے نام سے مشہور تھے اور وہ ابو منصور جن کا نام صبیح تھا کے فرزند تھے۔

ابان بن تغلب[۱۶]

۶۰۱ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنِی سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقُمِّیُّ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیزِ، عَنْ جَمِیلٍ، عَنْ أَبِی

---

[۱۶]۔ رجال الطوسی ۱۵۱. خاتمة المستدرک ۷ ۵۴. تنقیح المقال ۱: ۳. رجال النجاشی ۷. معالم العلماء ۲۷. فہرست الطوسی ۱۷. رجال ابن داود ۲۹. معجم رجال الحدیث ۱: ۱۴۳- ۱۵۴. منہج المقال ۱۵. فہرست الندیم ۲۷۶. منتہی المقال ۱۷. تاسیس الشیعة ۲۳۵ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۴۳. الذریعة ۱۶: ۴۶ و ۲۴۹ و ۱۷: ۵۶ و ۲۱: ۲۰۵، الموسوعة الاسلامیہ ۱: ۲۰۵. جامع الرواة ۱: ۹. رجال الحلی ۲۱. نقد الرجال ۴. مجمع الرجال ۱: ۱۶- ۲۳. ہدایة المحدثین ۶. اِعیان الشیعة ۲: ۹۶. سفینہ البحار ۱: ۷. التحریر الطاووسی ۴۹. تتمة المنتہی ۱۶۲. توضیح الاشتباہ ۳. مجالس المؤمنین (فارسی) ۱۳۵۵. فرق الشیعة ۶۷. رجال البرقی ۹ و ۱۶. معجم الثقات ۲. العندبیل ۱: ۲. ایضاح الاشتباہ ۲. جامع المقال ۵۲. نضد الایضاح ۵. بہجة الامال ۱: ۴۸۶. اِضبط المقال ۴۱۶. اتقان المقال ۵. روضة المتقین ۱۴: ۳۲۵. وسائل الشیعة ۲۰: ۱۱۶. الوجیزة للمجلسی ۲۴. شرح مشیخة من لایحضرہ الفقیہ ۲۳. رجال الشیخ الانصاری ۱ و ۲۴. تہذیب المقال ۱: ۲۰۴. المقالات والفرق ۸۸ و ۲۳۰. ثقات الرواة ۱: ۱۰. مشاہیر علماء الَامصار ۲۵۹ ن ۱۲۹۷، الِامام الصادق والمذاہب الَاربعة اص ۴۴۶، قاموس الرجال اص ۳۷، الجامع فی الرجال اص ۱۲۔

تہذیب التہذیب ۱: ۹۳. تقریب التہذیب ۱: ۳۰. میزان الاعتدال ۱: ۵. خلاصة تذہیب الکمال ۱۳. ہدیة العارفین ۱: ۱. معجم المصنّفین ۳: ۲۴. لسان المیزان ۷: ۱۶۸. بغیہ الوعاة ۱۷۶. معجم الادباء ۱: ۱۰۷. التاریخ الکبیر ۱: ۴۵۳. شذرات الذہب ۱: ۲۱۰. مرآة الجنان ۱: ۲۹۳. البدایة والنہایة ۱۰: ۷۷. الکامل فی التاریخ ۵: ۵۰۸. طبقات الداودی ۱: ۳. طبقات ابن الجزری ۱: ۴. العبر ۱: ۱۹۲. اِعلام الزرکلی ۱: ۲۶. معجم المؤلفین ۱: ۱. طبقات ابن سعد ۶: ۲۵۰. الضعفاء الکبیر ۱: ۳۶. المجروحین ۱: ۹۸. الجرح والتعدیل ۱: ۲۹۶. تہذیب الکمال ۲: ۶. تاریخ اِسماء الثقات لابن شاہین ۶۷. طبقات ابن خیاط ۱۶۶. الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی ۱: ۱۵. اِحوال الرجال ۶۷. الوافی بالوفیات ۵: ۳۰۰. سیر اِعلام النبلاء ۶: ۳۰۸. المغنی فی الضعفاء ۱: ۶. الثقات لابن حبان ۶: ۶۷. الاکمال ۱: ۵۰۷ و ۲: ۲۰۸. المعرفة والتاریخ ۲ص ۶۴۷ و ۶۷۲،، الثقات لابن حبان ۶ص ۶۷، طبقات المفسرین للداودی اص ۳ ن ۱، دائرة المعارف الِاسلامیة الکبری ۲ص ۳۴۴، ثقات الرواة اصفہانی اص ۱۰، تہذیب المقال فی تنقیح کتاب الرجال اص ۲۰۴ ن ۶۔

عَبْدِ اللَّه (ع) قَالَ، ذَكَرْنَا أَبَانَ بْنِ تَغْلِبَ عِنْدَ أَبِی عَبْدِ اللَّه (ع)، فَقَالَ: رَحِمَهُ اللَّهُ أَمَا وَ اللَّه لَقَدْ أَوْجَعَ قَلْبِی مَوْتُ أَبَانٍ.

جمیل کا بیان ہے کہ ہم امام صادقؑ کے پاس تھے ابان بن تغلب کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا؛خدا اس پر رحم فرمائے خدا کی قسم! ابان کی موت نے میرے دل کو رلا دیا ہے۔

۶۰۲ حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنَا یَعْقُوبُ بْنُ یَزِید، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ إِسْمَاعِیلَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ، عَنْ أَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِی عَبْدِ اللَّه (ع) إِنِّی أَقْعُدُ فِی الْمَسْجِدِ فَیَجِیءُ النَّاسُ فَیَسْأَلُونِّی، فَإِنْ لَمْ أُجِبْهُمْ لَمْ یَقْبَلُوا مِنِّی وَ أَكْرَهُ أَنْ أُجِیبَهُمْ بِقَوْلِكُمْ وَ مَا جَاءَ عَنْكُمْ! فَقَالَ لِیَ: انْظُرْ مَا عَلِمْتَ أَنَّهُ مِنْ قَوْلِهِمْ فَأَخْبِرْهُمْ بِذَلِكَ.

ابان بن تغلب کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کی کہ میں مسجد میں بیٹھتا ہوں تو لوگ آ کر مجھ سے سوال کرتے ہیں اگر میں ان کو جواب نہ دوں تو وہ راضی نہیں ہوتے اور میں ڈرتا ہوں کہ آپ کے قول کے ذریعے جواب دوں تو فرمایا؛ جو تجھے ان کے اقوال یاد ہیں ان میں غور کر اور ان کے مطابق جواب دے۔

۶۰۳ حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنَا یَعْقُوبُ بْنُ یَزِید، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، عَنْ أَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ، قَالَ، قَالَ لِی أَبُو عَبْدِ اللَّه (ع) جَالِسْ أَهْلَ الْمَدِینَةِ فَإِنِّی أُحِبُّ أَنْ یَرَوْا فِی شِیعَتِنَا مِثْلَكَ.

ابان بن تغلب کا بیان ہے کہ امام صادقؑ نے مجھ سے فرمایا؛اہل مدینہ کی مجلس میں بیٹھو کیونکہ میں پسند کرتا ہوں کہ وہ ہمارے شیعوں تجھ جیسے افراد کو دیکھ لیں۔

۶۰۴ وَ رُوِیَ عَنْ صَالِحِ بْنِ السِّنْدِیِّ، عَنْ أُمَیَّةَ بْنِ عَلِیٍّ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِی حَیَّةَ، قَالَ، کُنْتُ عِنْدَ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فِی خِدْمَتِهِ، فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أُفَارِقَهُ وَدَّعْتُهُ وَ قُلْتُ لَهُ أُحِبُّ أَنْ تُزَوِّدَنِی! قَالَ ائْتِ أَبَانَ بْنَ تَغْلِبَ فَإِنَّهُ قَدْ سَمِعَ مِنِّی حَدِیثاً کَثِیراً، فَمَا رَوَی لَکَ عَنِّی فَارْوِ عَنِّی.

مسلم بن ابی حیہ کا بیان ہے کہ میں امام صادقؑ کی خدمت میں تھا جب میں نے آپ سے الوداع کہنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کی میں پسند کرتا ہوں کہ آپ مجھے کچھ زاد عطافرمائیں، فرمایا؛ ابان بن تغلب کے پاس جاؤ کہ اس نے مجھ سے بہت سی روایات سنی ہیں جو کچھ وہ تیرے لیے نقل کرے وہ مجھ سے بیان کرے گا۔

عمر بن یزید[162] بیاع سابری مولی ثقیف

۶۰۵ حَدَّثَنِی جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوفٍ، قَالَ حَدَّثَنِی یَعْقُوبُ بْنُ یَزِیدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُذَافِرٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ یَزِیدَ، قَالَ، قَالَ، لِی أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) یَا ابْنَ یَزِیدَ أَنْتَ وَ اللَّهِ مِنَّا أَهْلَ الْبَیْتِ! قُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاکَ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ قَالَ إِی وَ اللَّهِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، قُلْتُ مِنْ أَنْفُسِهِمْ قَالَ إِی وَ اللَّهِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ یَا عُمَرُ، أَ مَا تَقْرَأُ کِتَابَ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: إِنَّ أَوْلَى النّاسِ بِإِبْرٰاهِیمَ لَلَّذِینَ اتَّبَعُوهُ وَ هذَا النَّبِیُّ وَ الَّذِینَ آمَنُوا وَ اللّهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِینَ.

عمر بن یزید امام صادقؑ سے نقل فرمایا کہ آپ نے مجھ سے فرمایا؛اے فرزند یزید! خدا کی قسم تو ہم اہل بیت میں سے ہے، میں نے عرض کی میں آپ پر قربان جاوں، میں آل محمد میں ہوں؟فرمایا؛ ہاں تو انہی میں سے ہے، میں نے عرض کی؛ میں ان میں سے ہوں؟فرمایا ہاں خدا

[162]۔ رجال البرقی ۳۶ و ۴۷، من لایحضرہ الفقیہ (المشیخۃ) ۴ص ۸، رجال النجاشی ۲ص ۱۲۵ان ۷۴۹، رجال الطوسی ۲۵۱ن ۴۵۰ و ۴۵۷، ۳۵۳ن ۷، فہرست الطوسی ۱۳۹ان ۵۰۳، معالم العلماء ۸۵ ن ۵۸۴، التحریر الطاووسی ۱۹۶ان ۲۸۹، رجال ابن داود ق اص ۲۶۱ ن ۱۱۱۲، رجال العلامۃ الحلی ق اص ۱۱۹ ن ا، نقد الرجال ۲۵۵ ن ۶۷، مجمع الرجال ۴ص ۲۶۴، جامع الرواۃ اص ۶۳۷، وسائل الشیعۃ ۲۰ص ۲۸۴ن ۸۷۳ و ۸۷۵، الوجیزۃ ۱۶۰، مستدرک الوسائل ۳ص ۶۳۷ و ۷۴۰، بہجۃ الآمال ۵ص ۶۱۶، تنقیح المقال ۲ص ۳۴۷ن ۹۰۳۹، الذریعۃ ۶ص ۳۵۵ن ۲۱۳۷و ج ۲۲ص ۲۶۹ن ۷۰۳۶، معجم رجال الحدیث ۱۳اص ۵۳ن ۸۷۹۱ و ۸۸۱۷ و ۸۸۲۰ و ۸۸۲۱ و ص ۱۲۴ان ۸۹۷۵ و ۹۰۰۶ و ۳۸۷، قاموس الرجال ۷ص ۲۲۲. (بیاع سابری؛ پارچہ فروش)

کی قسم اے عمر تو ان میں سے ہے ، کیا تو نے قرآن میں اللہ کا فرمان نہیں پڑھا؛ حضرت ابراہیم سے سب سے قریب وہ افراد تھے جو ان کی پیروی کرتے تھے اور یہ نبی اور ایمان والے ،اور اللہ تعالی مومنین کا ولی ہے (آل عمران،٦٨)

عبداللہ قمی کے بیٹے عمران و عیسیٰ

۶۰۶ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنِی سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّه الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی، عَنْ مُوسَی بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ بَعْضِ الْکُوفِیِّینَ رَفَعَهُ قَالَ، کُنْتُ بِمِنًی إِذْ أَقْبَلَ[۱۶۳] عِمْرَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّه الْقُمِّیُّ، وَ مَعَهُ مَضَارِبُ لِلرِّجَالِ وَ النِّسَاءِ فِیهَا کُنُفٌ، فَضَرَبَهَا فِی مَضْرَبِ أَبِی عَبْدِ اللَّه (ع)، إِذْ أَقْبَلَ أَبُو عَبْدِ اللَّه (ع) وَ مَعَهُ نِسَاؤُهُ، قَالَ، فَقَالَ مَا هَذَا قَالُوا جَعَلَنَا اللَّهُ فِدَاکَ هَذِه مَضَارِبُ ضَرَبَهَا لَکَ عِمْرَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّه، قَالَ، فَنَزَلَ، ثُمَّ قَالَ یَا غُلَامُ، عِمْرَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّه! قَالَ، فَأَقْبَلَ فَقَالَ جُعِلْتُ فِدَاکَ هَذِه الْمَضَارِبُ الَّتِی أَمَرْتَنِی بِهَا أَنْ أَعْمَلَهَا لَکَ، فَقَالَ بِکَمْ ارْتَفَعَتْ فَقَالَ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاکَ إِنَّ الْکَرَابِیسَ مِنْ ضَیْعَتِی وَ عَمِلْتُهَا لَکَ، فَأَنَا أُحِبُّ جُعِلْتُ فِدَاکَ أَنْ تَقْبَلَهَا مِنِّی هَدِیَّةً، فَإِنِّی رَدَدْتُ الْمَالَ الَّذِی أَعْطَیْتَنِیه، قَالَ، فَقَبَضَ أَبُو عَبْدِ اللَّه (ع) عَلَی یَدِه ثُمَّ قَالَ: أَسْأَلُ اللَّهَ أَنْ یُصَلِّیَ عَلَی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ، وَ أَنْ یُظِلَّکَ وَ عِتْرَتَکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ.

---

[۱۶۳]۔ رجال الکشی، ص: ۳۳۲

موسی بن طلحہ نے بعض کوفیوں سے نقل کیا کہ میں منی میں تھا کہ عمران بن عبداللہ قمی بڑے سایہ دار خیمے لایا اور امام صادقؑ کی محل اقامت میں لگا دیئے ،امام اپنی رشتہ داروں کے ساتھ تشریف لائے اور پوچھا؛یہ کیا ہے ؟لوگوں نے عرض کی اللہ ہمیں آپ پر قربان کرے یہ خیمے عمران بن عبداللہ نے آپ کے لیے لگائے ہیں ،آپ اتر پڑے اور فرمایا ؛ عمران بن عبداللہ کو بلاو ،عمران حاضر ہوا اور عرض کی ؛میں آپ پر قربان جاوں ،یہ وہ خیمے ہیں جنہیں بنانے کا آپ نے حکم دیا تھا تو آپ نے فرمایا؛کتنے میں بنے ہیں ؟اس نے عرض کی میں آپ پر قربان ،کپڑے میرا پیشہ ہے ،اور میں نے آپ کے لیے بنائے ہیں ،اور مجھے پسند ہے کہ آپ مجھ سے ہدیہ میں قبول فرمائیں ،اور میں نے وہ مال واپس کر دیا جو آپ نے بھجوایا ،تو امام نے اس کے ہاتھوں کو پکڑا اور فرمایا ؛میں اللہ سے محمد وآل محمد پر درود اور تجھے اور تیرے اہل و عیال کو اس دن سایہ عطا کرنے کا سوال کرتا ہوں جس دن سوائے اس کے کوئی سایہ نہ ہوگا۔

۶۰۷ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّد، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّد، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ أَخِي يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ، عَنْهُ، قَالَ، كُنْتُ بِالْمَدِينَةِ فَاسْتَقْبَلَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ (ع) فِي بَعْضِ أَزِقَّتِهَا، قَالَ، فَقَالَ اذْهَبْ يَا يُونُسَ فَإِنَّ بِالْبَابِ رَجُلٌ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ، قَالَ فَجِئْتُ إِلَى الْبَابِ فَإِذَا عِيسَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقُمِّيُّ[۱۶۴] جَالِسٌ، قَالَ، فَقُلْتُ لَهُ مَنْ أَنْتَ فَقَالَ لَهُ أَنَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ قُمَّ، قَالَ، فَلَمْ يَكُنْ بِأَسْرَعَ مِنْ أَنْ أَقْبَلَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع)، [عَلَى

[۱۶۴]۔ رجال الطوسی ۲۵۸. رجال النجاشی ۲۱۰. تنقیح المقال ۲: ۳۶۱. فہرست الطوسی ۱۱۶. رجال ابن داود ۱۴۹. معالم العلماء ۸۶. رجال الحلی ۱۲۲ و ۱۲۳. معجم الثقات ۹۳. معجم رجال الحدیث ۱۳: ۱۹۴ و ۲۰۰ و ۲۱۳. نقد الرجال ۲۶۱. رجال البرقی ۳۰. جامع الرواۃ ۱: ۶۵۲. ہدایۃ المحدثین ۲۲۲. مجمع الرجال ۴: ۳۰۳ و ۳۰۴. تاریخ قم (فارسی) ۲۷۹. الاختصاص ۶۸ و ۱۹۵. سفینہ البحار ۲: ۱۹۲. بہجۃ الآمال ۵: ۶۴۳. التحریر الطاووسی ۲۰۲. روضۃ المتقین ۱۴: ۴۰۸. منتہی المقال ۲۳۷. منہج المقال ۲۵۵. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۲۸۸. اتقان المقال ۱۰۷ و ۲۱۴ (حسن قرار دیا). الوجیزۃ ۴۳. رجال الانصاری ۱۳۷. قاموس الرجال ۷ ص ۲۷۳.

حِمَارٍ قَالَ، فَدَخَلَ عَلَى الْحِمَارِ الدَّارَ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا فَقَالَ ادْخُلَا! ثُمَّ قَالَ يَا يُونُسَ بْنَ يَعْقُوبَ أَحْسَبُكَ أَنْكَرْتَ قَوْلِي لَكَ إِنَّ عِيسَى بْنَ عَبْدِ اللَّهِ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ! قَالَ قُلْتُ إِي وَ اللَّهِ جُعِلْتُ فِدَاكَ لِأَنَّ عِيسَى بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ قُمَّ، فَقَالَ يَا يُونُسُ عِيسَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ هُوَ مِنَّا حَيٌّ وَ هُوَ مِنَّا مَيِّتٌ.

یونس بن یعقوب کا بیان ہے کہ میں مدینہ منورہ میں تھا کہ امام جعفر صادقؑ ایک گلی سے تشریف لائے اور فرمایا چلوائے یونس دروازے پہ ہم اہل بیت میں سے ایک شخص موجود ہے، میں دروازے پہ آیا وہاں عیسی بن عبداللہ قمی موجود تھا میں نے اس سے کہا؛ تم کون ہو؟ اس نے کہا میں قم کا رہنے والا ہوں، ابھی تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ امام پہنچ گئے اور فرمایا؛ جبکہ آپ سواری پر ہی داخل ہونے لگے اور ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم بھی آجاو، فرمایا؛ اے یونس بن یعقوب، میرا خیال ہے تجھے میرا یہ قول کہ عیسی بن عبداللہ ہم اہل بیت میں سے ہے، برالگا ہے (یعنی تجھے سمجھ نہیں آیا)، میں نے عرض کی، ہاں خدا کی قسم میں آپ پر قربان جاوں، کیونکہ عیسی بن عبداللہ اہل قم میں سے ہے تو آپ نے فرمایا؛ اے یونس، عیسی بن عبداللہ زندگی و موت دونوں میں ہم اہل بیت میں سے ہے۔

۶۰۸ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالا حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَمْزَةَ، عَنْ عِمْرَانَ الْقُمِّيِّ، عَنْ حَمَّادٍ النَّابِ، قَالَ، كُنَّا عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ نَحْنُ جَمَاعَةٌ إِذْ دَخَلَ عَلَيْهِ عِمْرَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقُمِّيُّ فَسَأَلَهُ وَ بَرَّهُ وَ بَشَّهُ، فَلَمَّا أَنْ قَامَ، قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) مَنْ هَذَا الَّذِي بَرَرْتَهُ هَذَا الْبِرَّ فَقَالَ هَذَا مِنْ أَهْلِ بَيْتِ النُّجَبَاءِ، مَا أَرَادَهُمْ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ إِلَّا قَصَمَهُ اللَّهُ.

حماد ناب کا بیان ہے کہ ہم ایک گروہ امام صادقؑ کے پاس موجود تھے کہ آپ کے پاس عمران بن عبداللہ قمی حاضر ہوا اور آپ سے سوال کیے تو امام اس سے خیر وخوبی سے پیش آئے اور جب وہ اٹھ کر چلا گیا تو میں نے آپ سے عرض کی ؛یہ کون تھا جن سے آپ اس قدر خیر وخوبی سے پیش آئے ؟فرمایا؛ یہ ایک شرفاء اور نجباء کے گھرانے سے تھا کہ جن سے اگر کوئی جابر وظالم ٹکر لے تو اللہ تعالی اس کی کمر توڑ دے گا۔

۶۰۹ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالا حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَمْزَةَ، عَنِ الْمَرْزُبَانِ بْنِ عِمْرَانَ، عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ، قَالَ، دَخَلَ عِمْرَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقُمِّيُّ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع)، فَقَرَّبَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ، فَقَالَ لَهُ كَيْفَ أَنْتَ وَ كَيْفَ وُلْدُكَ وَ كَيْفَ أَهْلُكَ وَ كَيْفَ بَنُو عَمِّكَ وَ كَيْفَ أَهْلُ بَيْتِكَ ثُمَّ حَدَّثَهُ مَلِيّاً فَلَمَّا خَرَجَ، قِيلَ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا نَجِيبُ قَوْمٍ نُجَبَاءَ مَا نَصَبَ لَهُمْ جَبَّارٌ إِلَّا قَصَمَهُ اللَّهُ. قَالَ حُسَيْنٌ: عَرَضْتُ هَذَيْنِ الْحَدِيثَيْنِ عَلَى أَحْمَدَ بْنِ حَمْزَةَ، فَقَالَ أَعْرِفُهُمَا وَ لَا أَحْفَظُ مَنْ رَوَاهُمَا لِي.

ابان بن عثمان کا بیان ہے کہ عمران بن عبداللہ قمی امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے اسے اپنے قریب بٹھایا اور اس سے احوال پوچھتے ہوئے فرمایا؛ تو کیسا ہے؟ تیرے اہل واولاد کیسے ہیں؟ تیرے چچازاد اور تیرے خاندان والے کیسے ہیں؟ پھر آپ نے اس سے کافی دیر تک گفتگو کی پھر وہ چلا گیا تو آپ سے پوچھا گیا یہ کون تھا؟ تو آپ نے فرمایا؛ یہ ایک شریف گھرانے کا فرد ہے ان سے جب کوئی جابر وظالم دشمنی کرے گا تو اللہ تعالی اسے تباہ کردے گا۔

۶۱۰ حَدَّثَنِی حَمْدَوَیْه بْنُ نُصَیْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ أَبِی الْخَطَّابِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِی نَصْرٍ، عَنْ یُونُسَ بْنِ یَعْقُوبَ.[۱۶۵] قَالَ وَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی بْنِ عُبَیْدٍ، عَنْ یُونُسَ بْنِ یَعْقُوبَ، قَالَ،دَخَلَ عِیسَی بْنُ عَبْدِ اللَّه الْقُمِّیُّ عَلَی أَبِی عَبْدِ اللَّه (ع)، فَأَوْصَاهُ بِأَشْیَاءَ ثُمَّ وَدَّعَهُ وَ خَرَجَ عَنْهُ، فَقَالَ لِخَادِمه ادْعُهُ! فَانْصَرَفَ إِلَیْه فَخَرَجَ إِلَیْه فَأَوْصَاهُ بِأَشْیَاءَ ثُمَّ وَدَّعَهُ وَ خَرَجَ عَنْهُ، فَقَالَ لِخَادِمه ادْعُهُ! فَانْصَرَفَ إِلَیْه فَأَوْصَاهُ بِأَشْیَاءَ، ثُمَّ قَالَ لَهُ یَا عِیسَی بْنَ عَبْدِ اللَّه إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ یَقُولُ وَ أْمُرْ أَهْلَکَ بِالصَّلٰاة، وَ إِنَّکَ مِنَّا أَهْلَ الْبَیْتِ، فَإِذَا کَانَت الشَّمْسُ منْ هَاهُنَا مِقْدَارَهَا منْ هَاهُنَا منَ الْعَصْرِ، فَصَلِّ ستَّ رَکَعَاتٍ، قَالَ ثُمَّ وَدَّعَهُ وَ قَبَّلَ مَا بَیْنَ عَیْنَیْ عِیسَی فَانْصَرَفَ، قَالَ یُونُسُ بْنُ یَعْقُوبَ فَمَا تَرَکْتُ السِّتَّ رَکَعَاتٍ مُنْذُ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّه (ع) یَقُولُ ذَلکَ لِعِیسَی بْنِ عَبْدِ اللَّه.

یونس بن یعقوب نے نقل کیا کہ عیسی بن عبداللہ قمی امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے اسے چند چیزوں کی وصیت کی پھر اسے الوداع کیا وہ چلا گیا تو اپنے خادم سے فرمایا؛ اسے بلاو، وہ واپس آیا،آپ نے اسے چند چیزوں کی وصیت فرمائی، پھر اسے الوداع کیا وہ چلا گیا تو اپنے خادم سے فرمایا؛ اسے بلاو، وہ واپس آیا،آپ نے اسے چند چیزوں کی وصیت فرمائی اور فرمایا؛ اے عیسی بن عبداللہ،اللہ تعالی کا حکم ہے کہ تم اپنے اہل اور قریبیوں کو نماز کا حکم دو ،اور تو ہم اہل بیت میں سے ہے ،جب سورج عصر کے وقت اس مقدار تک پہنچ جائے تو چھ رکعت نماز پڑھ ،پھر اسے الوداع کرنے لگے تو عیسی کی آنکھوں کے درمیان میں بوسہ لیا اور وہ

[۱۶۵]۔رجال کشی ص۳۳۴۔

چلا گیا،یونس کا بیان ہے کہ جب سے میں نے امام سے یہ بات سنی جو آپ نے عیسی کو نصیحت کی تو آج تک میں نے وہ چھ رکعت نماز نہیں چھوڑی۔

یزید بن خلیفہ حارثی[۱۶۶]

۶۱۱ حَمْدَوَيْهِ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى. وَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ، رَفَعَهُ قَالَ، دَخَلَ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ يَزِيدُ بْنُ خَلِيفَةَ، فَقَالَ لَهُ مَنْ أَنْتَ فَقَالَ مِنْ بَلْحَارِثِ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) لَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ إِلَّا وَ فِيهِمْ نَجِيبٌ أَوْ نَجِيبَانِ وَ أَنْتَ نَجِيبُ بَلْحَارِثِ بْنِ كَعْبٍ.

نضر بن سوید نے مرفوعہ روایت بیان کی کہ امام صادقؑ کے پاس ایک شخص حاضر ہوا جسے یزید بن خلیفہ کہتے تھے، آپ نے اس سے پوچھا؛ تو کون ہے؟ اس نے کہا میں قبیلہ بنی حارث بن کعب سے ہوں، تو امام نے فرمایا؛ ہر گھرانے میں ایک دو شریف اور نجیب انسان ضرور ہوتے ہیں اور تو قبیلہ بنی حارث بن کعب کا نجیب ہے۔

---

[۱۶۶] رجال الطوسی ۳۳۸ و ۳۶۴. تنقیح المقال ۳: قسم الیاء: ۳۲۵. خاتمۃ المستدرک ۸۵۸. معجم رجال الحدیث ۲۰: ۱۱۱ و ۱۱۳. رجال النجاشی ۳۱۴. رجال الحلی ۲۶۵. رجال ابن داود ۲۰۵ و ۲۸۴. رجال البرقی ۳۱. معجم الثقات ۳۷۲. نقد الرجال ۳۷۷. جامع الرواۃ ۲: ۳۴۲. ہدایۃ المحدثین ۱۶۲. مجمع الرجال ۶: ۲۶۹ و ۲۷۰. منتہی المقال ۳۳۲. منہج المقال ۳۷۳. جامع المقال ۹۴. التحریر الطاووسی ۳۰۸. روضۃ المتقین ۱۴: ۴۷۰. اتقان المقال ۳۹۳. الوجیزۃ ۵۴. بہجۃ الامال ۷: ۳۱۰.

عمر بن اذینہ[۱۶۷]

اور اسکے اس مقام کی طرف نکلنے کا سبب جہاں وہ فوت ہوا۔

مَا رُوِیَ فِی عُمَرَ بْنِ أُذَیْنَةَ وَ سَبَبُ خُرُوجِهِ إِلَی الْمَوْضِعِ الَّذِی مَاتَ فِیهِ

۶۱۲ حَمْدَوَیْهِ بْنُ نُصَیْرٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَشْیَاخِی مِنْهُمُ الْعُبَیْدِیُّ وَ غَیْرُهُ،أَنَّ ابْنَ أُذَیْنَةَ کُوفِیٌّ، وَ کَانَ هَرَبَ مِنَ الْمَهْدِیِّ وَ مَاتَ بِالْیَمَنِ فَلِذَلِکَ لَمْ یرْوِ عَنْهُ کَثِیرٌ، وَ یُقَالُ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ أُذَیْنَةَ، غَلَبَ عَلَیْهِ اسْمُ أَبِیهِ، وَ هُوَ کُوفِیٌّ مَوْلًی لِعَبْدِ الْقَیْسِ.

میں نے اپنے مشائخ سے سنا جن میں عبیدی وغیرہ شامل ہیں کہ ابن اذینہ کوفی تھا اور مہدی خلیفہ سے ڈر کے بھاگا اور یمن میں فوت ہوا اس لیے اس سے زیادہ روایات نقل نہیں ہوئیں

[۱۶۷]۔ رجال الطوسی ۲۵۳ و ۳۵۳. تنقیح المقال ۲: ۳۴۰ و ۳: قسم الکنی ۴۲. رجال النجاشی ۲۰۲. الکنی والألقاب ۱: ۲۰۱. معالم العلماء ۸۵. فہرست الطوسی ۱۱۳. رجال ابن داود ۱۴۴ و ۱۴۶. سفینہ البحار ۱: ۱۷. رجال الحلی ۱۱۹. معجم الثقات ۸۸. ہدایۃ المحدثین ۱۲۳. معجم رجال الحدیث ۱۳: ۱۸ و ۲۲: ۱۵۵ و ۱۵۷. ہدیۃ الأحباب (فارسی) ۴۸. نقد الرجال ۲۵۳ و ۲۵۵ و ۴۰۳. رجال البرقی ۴۷. توضیح الاشتباہ ۲۳۸. جامع الرواۃ ۱: ۶۳۱ و ۶۳۷ و ۲: ۴۳۰. الذریعۃ ۱۶: ۱۴۷. ریحانۃ الأدب (فارسی) ۷: ۳۷۹، مجمع الرجال ۴: ۲۵۵ و ۲۶۴ و ۷: ۱۵۸. الاختصاص ۷۰ و ۲۷۹. بہجۃ الآمال ۵: ۶۰۳ و ۶۱۵. منتہی المقال ۲۳۲. منہج المقال ۲۴۹. جامع المقال ۸۳. ایضاح الاشتباہ ۵۷. التحریر الطاووسی ۱۹۶. نضد الایضاح ۲۳۹. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۲۸۲ و ۲۸۴. اتقان المقال ۱۰۲. الوجیزۃ ۴۲. شرح مشیخۃ الفقیہ ۶۰. معجم المؤلفین ۷: ۳۰۷. قاموس الرجال ۷ ص ۱۷۹.

، کہا جاتا ہے کہ اس کا نام محمد بن عمر بن اذینہ تھا مگر اس پر اس کے والد کا نام غالب رہا اور وہ کوفی عبد قیس کا ہم پیمان تھا۔

جابر مکفوف[168]

۶۱۳ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ جَابِرٍ الْمَکْفُوفِ، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ، دَخَلْتُ عَلَیْهِ فَقَالَ أَ مَا یَصِلُونَکَ قُلْتُ بَلَى رُبَّمَا فَعَلُوا، قَالَ، فَوَصَلَنِی بِثَلَاثِینَ دِینَاراً، قَالَ: یَا جَابِرُ کَمْ مِنْ عَبْدٍ إِنْ غَابَ لَمْ یَفْقِدُوهُ وَ إِنْ شَهِدَ لَمْ یَعْرِفُوهُ فِی أَطْمَارٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ قَسَمَهُ.

جابر مکفوف کا بیان ہے کہ میں امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کیا وہ لوگ تیرے ساتھ صلہ رحمی نہیں کرتے؟ میں نے عرض کی، ہاں مولا بعض اوقات کرتے ہیں، تو امام نے مجھے ۳۰ دینار عطا فرمائے اور فرمایا اے جابر! کتنے لوگ ہیں اگر غائب ہوں تو ان کی کمی محسوس ہوتی ہے اور اگر حاضر ہوں تو پرانے کپڑوں میں ہونے کی وجہ سے ان کی پہچان نہیں ہوتی حالانکہ وہ ایسا شخص ہے اگر خدا کو قسم دے تو خدا اس کی قسم ضرور پوری کرے گا۔

[168]۔ رجال الطوسی ۱۶۳. تنقیح المقال ۱: ۲۰۱. رجال البرقی ۴۴. معجم رجال الحدیث ۴: ۲۷. المناقب ۴: ۲۸۱. جامع الرواۃ ۱: ۱۴۴. رجال الحلی ۳۵. رجال ابن داود ۶۱. معجم الثقات ۲۶۱. نقد الرجال ۶۵. اعیان الشیعۃ ۴: ۵۰. منتہی المقال ۷۲. العندبیل ۱: ۸۹. منہج المقال ۷۸. التحریر الطاووسی ۶۹. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۱۵۱. اتقان المقال ۱۶۹. الوجیزۃ للمجلسی ۲۹. رجال الانصاری ۵۱. لسان المیزان ۲: ۸۶ (اس میں جابر بن اعصم مکفوف کا عنوان دیا).

زکریا بن سابور[۱۶۹]

۶۱۴ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَیُّوبَ، قَالَ حَدَّثَنِی الْعَمْرَكِیُّ، عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ، عَنْ یُونُسَ بْنِ یَعْقُوبَ، عَنْ سَعِیدِ بْنِ یَسَارٍ، أَنَّهُ حَضَرَ أَحَدَ ابْنَیْ سَابُورَ وَ كَانَ لَهُمَا وَرَعٌ وَ إِخْبَاتٌ فَمَرِضَ أَحَدُهُمَا وَ لَا أَحْسَبُهُ إِلَّا زَكَرِیَّا بْنَ سَابُورَ، قَالَ، فَحَضَرْتُهُ عِنْدَ مَوْتِهِ، قَالَ، فَبَسَطَ یَدَهُ ثُمَّ قَالَ ابْیَضَّتْ یَدِی یَا عَلِیُّ، قَالَ، فَدَخَلْتُ عَلَى أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ عِنْدَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ، فَلَمَّا قُمْتُ مِنْ عِنْدِهِ ظَنَنْتُ أَنْ مُحَمَّدَ بْنَ مُسْلِمٍ أَخْبَرَهُ بِخَبَرِ الرَّجُلِ،فَأَتْبَعَنِی رَسُولٌ فَرَجَعْتُ إِلَیْهِ، فَقَالَ أَخْبِرْنِی خَبَرَ الرَّجُلِ الَّذِی حَضَرْتَهُ عِنْدَ الْمَوْتِ أَیَّ شَیْءٍ سَمِعْتَهُ یَقُولُ قُلْتُ بَسَطَ یَدَهُ فَقَالَ ابْیَضَّتْ یَدِی یَا عَلِیُّ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) رَءَاهُ وَ اللَّهِ رَءَاهُ وَ اللَّهِ رَءَاهُ.

سعید بن یسار کا بیان ہے کہ سابور کے دو بیٹوں میں سے ایک کے پاس حاضر ہوا جبکہ وہ دونوں پرہیز گار اور خدا کے نیک و صالح بندے تھے، ان میں سے ایک بیمار ہوا اور میرا خیال ہے کہ وہ زکریا بن سابور تھا میں اس کی موت کے وقت حاضر تھا اس نے اپنے ہاتھ پھیلائے اور کہنے لگا ؛اے علیؑ، میرا ہاتھ روشن ہو گیا، پھر میں امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا، آپ کے پاس محمد بن

[۱۶۹]۔ رجال الطوسی ۱۹۹. تنقیح المقال ۱: ۴۵۰. رجال النجاشی ۱۸۰ احوال بسطام بن سابور. رجال ابن داود ۹۸. معجم الثقات ۵۵. معجم رجال الحدیث ۷: ۲۸۰. جامع الرواۃ ۱: ۳۳۲. رجال الحلی ۷۵. توضیح الاشتباہ ۱۶۳. نقد الرجال ۱۳۹. مجمع الرجال ۳: ۶۰. إعیان الشیعۃ ۷: ۶۵. بہجۃ الامال ۴: ۳۰۳. منتہی المقال ۷ ۱۳. العندبیل ۱: ۲۹۴. منہج المقال ۱۵۰. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۱۹۹. التحریر الطاووسی ۱۰۸. روضۃ المتقین ۱۴: ۳۶۴. اتقان المقال ۶۳. الوجیزۃ ۳۵. رجال الانصاری ۹۰. ثقات الرواۃ ۱: ۷ ۳۳ و ۳۳۸.

مسلم پہلے موجود تھا جب میں امام سے رخصت ہونے لگا تو میں نے خیال کیا کہ محمد بن مسلم نے آپ کو اس شخص کی خبر دی ہو گی تو آپ نے میرے پیچھے ایک آدمی بھیجا میں واپس آیا تو آپ نے فرمایا؛ مجھے اس شخص کی خبر دو جس کی موت کے وقت تو حاضر تھا تو نے اس سے کیا سنا؟ میں نے عرض کی؛ اس نے اپنے ہاتھ پھیلائے اور کہا؛ اے علیؑ، میرا ہاتھ روشن ہو گیا، امام صادقؑ نے فرمایا؛ خدا کی قسم اس نے امام علیؑ کو دیکھا، خدا کی قسم اس نے امام علیؑ کو دیکھا۔

حریز، فضل بن عبدالملک بقباق اور حذیفۃ بن منصور

۶۱۵ حَمْدَوَیْه وَ مُحَمَّدٌ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی، عَنْ صَفْوَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَجَّاجِ، قَالَ، سَأَلَ أَبُو الْعَبَّاسِ فَضْلٌ الْبَقْبَاقُ لِحَرِیزٍ الْإِذْنَ عَلَی أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَلَمْ یَأْذَنْ لَهُ، فَعَاوَدَهُ فَلَمْ یَأْذَنْ لَهُ، فَقَالَ أَیَّ شَیْءٍ لِلرَّجُلِ أَنْ یَبْلُغَ مِنْ عُقُوبَةِ غُلَامِه قَالَ، قَالَ: عَلَی قَدْرِ ذُنُوبِه، فَقَالَ قَدْ عَاقَبْتَ وَ اللَّه حَرِیزاً بِأَعْظَمَ مِمَّا صَنَعَ، قَالَ، وَیْحَکَ إِنِّی فَعَلْتُ ذَلِکَ أَنَّ حَرِیزاً جَرَّدَ السَّیْفَ، ثُمَّ قَالَ: أَمَا لَوْ کَانَ حُذَیْفَةُ بْنُ مَنْصُورٍ: مَا عَاوَدَنِی فِیه بَعْدَ أَنْ قُلْتُ لَا.

عبدالرحمٰن بن الحجاج کا بیان ہے کہ ابوالعباس فضل بقباق نے حریز سے کہا کہ امام صادقؑ سے میرے لیے اذن حضور مانگیئے مگر امام نے اسے اجازت نہیں دی اس نے پھر کہا مگر اجازت نہیں ملی اور امام نے فرمایا ؛انسان کو کیا ہے کہ وہ اپنے غلام کو اس قدر سزادے پھر فرمایا ؛اس کے گناہوں کے برابر، فرمایا ؛خدا کی قسم میں نے حریز کو اس کے فعل سے بڑی سزا دی، میں نے اس وجہ کیا کہ حریز نے تلوار نکال لی پھر فرمایا اگر وہ حذیفہ بن منصور ہوتا تو میرے نہ کہنے کے بعد ہر گز دوبارہ نہ کہتا۔

۶۱۶ مُحَمَّدُ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، قَالَ حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ، قُلْتُ لِحَرِيزٍ يَوْماً، يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ كَمْ يُجْزِيكَ أَنْ تَمْسَحَ مِنْ شَعْرِ رَأْسِكَ فِي وُضُوءِ الصَّلَاةِ قَالَ بِقَدْرِ ثَلَاثِ أَصَابِعَ وَ أَوْمَأَ بِالسَّبَّابَةِ وَ الْوُسْطَى وَ الثَّالِثَةِ، وَ كَانَ يُونُسُ يَذْكُرُ عَنْهُ فِقْهاً كَثِيراً.

یونس بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ میں نے ایک دن حریز سے کہا اے ابو عبداللہ نماز کے وضو میں سر کے بالوں کو کس حد تک مسح کرنا کافی ہے؟ انہوں نے کہا: تین انگلیوں کے برابر اور انگشت شہادت، اور ساتھ والی دو انگلیوں کی طرف اشارہ فرمایا اور یونس ان سے بہت سے فقہی مسائل کو نقل کیا کرتا تھا۔

۶۱۷ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو دَاوُدَ الْمُسْتَرِقُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ، دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ عِنْدَهُ الْبَقْبَاقُ، فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ رَجُلٌ أَحَبَّ بَنِي أُمَيَّةَ [۱۷۰] أَ هُوَ مَعَهُمْ قَالَ نَعَمْ، قُلْتُ رَجُلٌ أَحَبَّكُمْ أَ هُوَ مَعَكُمْ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَ إِنْ زَنَى وَ إِنْ سَرَقَ قَالَ فَنَظَرَ إِلَى الْبَقْبَاقِ فَوَجَدَ مِنْهُ غَفْلَةً ثُمَّ أَوْمَى بِرَأْسِهِ نَعَمْ.

عبید بن زرارہ کا بیان ہے کہ میں امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کے پاس بقباق موجود تھا تو میں نے امام سے عرض کی میں آپ پر قربان جاوں، ایک شخص بنی امیہ سے محبت کرتا ہے کیا وہ ان کے ساتھ ہو گا؟ فرمایا ہاں میں نے عرض کی ایک شخص آپ حضرات سے محبت کرتا ہے کیا وہ آپ کے ساتھ ہو گا؟ فرمایا؛ ہاں، میں نے عرض کی؛ اگرچہ وہ برائی کرے، اگرچہ وہ

[۱۷۰] ۔ رجال الکشی، ص: ۳۳۷۔

چوری کرے تو آپ نے بقباق کی طرف دیکھا تو اسے غافل پایا پھر سر مبارک سے اشارہ فرمایا؛ ہاں۔

زید شحام[۱۷۱] اور حارث بن مغیرہ نصری

۶۱۸ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَی الْهَمْدَانِیِّ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْعَبَّاسِ، عَنْ مَرْوَکِ بْنِ عُبَیْدٍ، عَمَّنْ رَوَاهُ، عَنْ زَیْدٍ الشَّحَّامِ، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) اسْمِی فِی تِلْکَ الْأَسَامِیَ یَعْنِی فِی کِتَابِ أَصْحَابِ الْیَمِینِ قَالَ نَعَمْ.

زید شحام کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کی کیا میرا نام ان ناموں میں ہے یعنی اصحاب یمین کے اسماء کی کتاب میں ہے؟ فرمایا؛ ہاں۔

۶۱۹ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ أَبِی عُثْمَانَ سَجَادَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَضَّاحِ، عَنْ زَیْدٍ الشَّحَّامِ، قَالَ، دَخَلْتُ عَلَی أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَقَالَ لِی یَا زَیْدُ جَدِّدِ التَّوْبَةَ وَ أَحْدِثْ عِبَادَةً، قَالَ، قُلْتُ نُعِیَتْ إِلَیَّ

---

[۱۷۱]۔ رجال البرقی ۱۸، رجال النجاشی اص۳۹۶ ن ۴۶۰، رجال الطوسی ۱۲۲ ن ۲ و ۱۹۵ ن ۲، فہرست الطوسی ۹۷ ن ۳۰۰، معالم العلماء ۵۱ ن ۳۳۷، التحریر الطاووسی ۱۱۵ ن ۱۶۸، رجال ابن داود ۱۶۴ ن ۶۵۴، رجال العلامۃ الحلی ۷۳ ن ۳، ایضاح الاشتباہ ۱۸۸ ن ۲۹۲، نقد الرجال ۱۴۳ ن ۲۳۳ وص ۱۴۴ ن ۳۷، مجمع الرجال ۳ص۷۹ و ۸۵، نضد الایضاح ۱۴۹، جامع الرواۃ اص ۳۴۲ و ۳۴۴، وسائل الشیعۃ ۲۰ص ۲۰۳ ن ۵۱۲، الوجیزۃ ۱۵۳، ہدایۃ المحدثین ۶۸، مستدرک الوسائل ۳ص ۵۹۸ و ۳۲۷، بہجۃ الآمال ۴ص ۲۵۱، تنقیح المقال اص ۴۶۵ ن ۴۴۲۶، اعیان الشیعۃ ۷ص ۱۲۷، الذریعۃ ۶ص ۳۳۴ ن ۱۹۲۲، العندبیل اص ۳۰۹، الجامع فی الرجال اص ۸۲۲، معجم رجال الحدیث ۷ص ۳۳۱ ن ۴۸۲۳ و ۴۸۹۰ و ۴۸۹۴، قاموس الرجال ۴ص ۲۵۳.

نَفْسِی، قَالَ، فَقَالَ لِی یَا زَیْدُ مَا عِنْدَنَا لَکَ خَیْرٌ وَ أَنْتَ مِنْ شِیعَتِنَا إِلَیْنَا الصِّرَاطُ وَ إِلَیْنَا الْمِیزَانُ وَ إِلَیْنَا حِسَابُ شِیعَتِنَا وَ اللَّهِ لَأَنَّا لَکُمْ أَرْحَمُ مِنْ أَحَدِکُمْ بِنَفْسِهِ، یَا زَیْدُ کَأَنِّی أَنْظُرُ إِلَیْکَ فِی دَرَجَتِکَ مِنَ الْجَنَّةِ وَ رَفِیقُکَ فِیهَا الْحَارِثُ بْنُ الْمُغِیرَةِ النَّصْرِیُّ.

زید شحام کا بیان ہے کہ میں امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا توآپ نے فرمایا؛اے زید دوبارہ توبہ کرو اور خدا کی عبادت کرلو۔ میں نے عرض کی آپ مجھے میرے مرنے کی تعزیت کررہے ہیں ،فرمایااے زید ! ہمارے پاس تیرے لیے جوکچھ ہے وہ بہتر ہے[172]،تو ہمارے شیعوں میں سے ہے ،پل صراط، میزان، اور ہمارے شیعوں کا حساب ہمارے پاس ہے، خدا کی قسم، ہم تم پر خود تم سے زیادہ رحم دل ہیں،اے زید گویا میں تمہیں جنت میں تمہارے درجے میں دیکھ رہا ہوں،اور وہاں تمہارا رفیق اور ساتھی حارث بن مغیرہ نصری ہے۔

۶۲۰ وَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْهِ، قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْحَجَّالِ، عَنْ یُونُسَ بْنِ یَعْقُوبَ، قَالَ، کُنَّا عِنْدَ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَقَالَ أَ مَا لَکُمْ مِنْ مَفْزَعٍ أَ مَا لَکُمْ مِنْ مُسْتَرَاحٍ تَسْتَرِیحُونَ إِلَیْهِ مَا یَمْنَعُکُمْ مِنَ الْحَارِثِ بْنِ الْمُغِیرَةِ النَّصْرِیِّ.

[172]۔ صاحب قاموس نے روایت کے اس جملے (ہمارے پاس تیرے لیے جوکچھ ہے وہ بہتر ہے)کو غالیوں کی تحریف قراردیا ہے کیونکہ قرآن کی زبان میں (جوکچھ خدا کے پاس ہے)سے تعبیر کیا گیا اس پر تنقیح المقال ط جدید کے حاشیہ نگار نے تقصیر کی نسبتیں دی ہیں حالانکہ اس روایت کی سند نہایت درجہ ضعیف ہے اس لیے اس پر بحث کی اساس ہی موجود نہیں ہے کہ اس سے عقیدے کی بحثوں میں استدلال کیا جاسکے۔

یونس بن یعقوب کا بیان ہے کہ ہم امام صادقؑ کے پاس موجود تھے فرمایا؛ تمہیں کوئی بھی مشکل ہو اور کوئی بھی مسئلہ درکار ہو تو تمہیں حارث بن مغیرہ نصری [۱۷۳] کی طرف رجوع کرنے سے کیا چیز مانع ہے۔

[۱۷۳]۔ رجال الطوسی ۱۱۷ و ۱۷۹ (اسند عنہ)۔ تنقیح المقال ۱: ۲۴۷۔ رجال النجاشی ۱۰۱، (رجال النجاشی ۱ص ۳۳۳ ن ۳۵۹ ط محققہ) خاتمۃ المستدرک ۵۸۶۔ معالم العلماء ۴۶۔ فہرست الطوسی ۶۵۔ رجال ابن داود ۶۸۔ معجم الثقات ۳۰۔ رجال البرقی ۳۹۔ معجم رجال الحدیث ۴: ۲۰۴-۲۰۸ و ۲۱۰۔ جامع الرواۃ ۱: ۱۷۵۔ رجال الحلی ۵۵۔ نقد الرجال ۸۰۔ مجمع الرجال ۲: ۴۷ و ۵۷۔ ہدایۃ المحدثین ۳۵۔ اِعیان الشیعۃ ۴: ۳۷۵۔ توضیح الاشتباہ ۱۰۴۔ بہجۃ الامال ۳: ۱۳۔ منتہی المقال ۸۵۔ العندبیل ۱: ۱۲۳۔ منہج المقال ۹۰۔ جامع المقال ۵۹ نضد الایضاح ۸۲۔ إیضاح الاشتباہ ۲۹۔ التحریر الطاووسی ۹۰، اِضبط المقال ۴۹۵۔ وسائل الشیعۃ ۲۰: ۱۵۹۔ اتقان المقال ۳۶۔ الوجیزۃ للمجلسی ۳۰۔ شرح مشیخۃ الفقیہ ۵۱۔ رجال الأنصاری ۵۶ و ۶۷۔ ثقات الرواۃ ۱: ۱۸۲ و ۱۸۳۔ لسان المیزان ۲: ۱۶۰۔ قاموس الرجال ۳ ص ۳۴۔

فضیل بن زبیر رسّان[۱۷۴] اور اس کے بھائی

۶۲۱ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود: وَ سَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحَسَنِ عَنْ فُضَيْلٍ الرَّسَّانِ قَالَ هُوَ فُضَيْلُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَ كَانُوا ثَلَاثَةَ إِخْوَةٍ عَبْدُ اللَّهِ وَ آخَرُ؛

محمد بن مسعود کا بیان ہے کہ میں نے علی بن حسن (بن فضال) سے فیض رسّان کے بارے میں پوچھا؟ تو انہوں نے کہا؛ وہ فضیل بن زبیر ہے اور وہ تین بھائی تھے؛ فضیل، عبداللہ اور ایک دیگر۔

۶۲۲ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْخُتَّلِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ الْقُمِّيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَيَابَةَ، قَالَ دَفَعَ إِلَيَّ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) دَنَانِيرَ، وَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْسِمَهَا فِي عِيَالاتِ مَنْ أُصِيبَ مَعَ عَمِّهِ زَيْدٍ، فَقَسَمْتُهَا، قَالَ، فَأَصَابَ عِيَالَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ الرَّسَّانِ أَرْبَعَةُ دَنَانِيرَ.

---

[۱۷۴] رجال الطوسی ۱۳۲ و ۲۷۲. تنقیح المقال ۲: قسم الفاء: ۱۳. خاتمۃ المستدرک ۸۳۵. رجال ابن داود ۱۵۱. معجم الثقات ۳۳۲. معجم رجال الحدیث ۱۳: ۲۸۶ و ۳۲۶. رجال البرقی ۱۱ و ۳۴. نقد الرجال ۲۶۶ و ۲۶۸. جامع الرواۃ ۲: ۵ و ۹. مجمع الرجال ۵: ۳۴. المقالات والفرق ۷۱ و ۷۴ و ۲۰۱. منہج المقال ۲۶۲. فہرست الندیم ۲۲۷. التحریر الطاووسی ۲۲۱. فرق الشیعۃ ۵۵ و ۵۸. منتہی المقال ۲۴۳.

عبدالرحمٰن بن سیابہ کا بیان ہے کہ مجھے امام صادقؑ نے کچھ دینار دیئے اور مجھے حکم دیا کہ میں یہ ان لوگوں میں تقسیم کردوں جو آپ کے چچا کے ساتھ مصیبت کا شکار ہوئے تو میں نے وہ تقسیم کر دیئے تو عبداللہ بن زبیر رسان کے گھر والوں کو ۴ دینار ملے۔

سلام، مثنی بن ولید اور مثنی بن عبدالسلام

۶۲۳ قَالَ أَبُو النَّصْرِ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود: قَالَ عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ، سَلَّامٌ وَ الْمُثَنَّی بْنُ الْوَلِیدِ وَ الْمُثَنَّی بْنُ عَبْدِ السَّلَامِ كُلُّهُمْ حَنَّاطُونَ كُوفِيُّونَ لَا بَأْسَ بِهِمْ.

محمد بن مسعود نے علی بن حسن (بن فضال) سے نقل کیا کہ سلام، مثنی بن ولید اور مثنی بن عبدالسلام یہ سب کوفہ کے گندم فروش تھے اور ان کی احادیث میں کوئی حرج نہیں۔

امام صادقؑ کا غلام مسلم[۱۷۵]

۶۲۴ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الْبَجَلِیُّ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِی الْحَسَنِ (ع)، قَالَ، ذَكَرَ أَنَّ مُسْلِماً مَوْلَى جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ سِنْدِیٌّ وَ أَنَّ جَعْفَراً قَالَ لَهُ أَرْجُو أَنْ تَكُونَ قَدْ وُفِّقْتَ الِاسْمَ، وَ أَنَّهُ عُلِّمَ الْقُرْآنَ فِی النَّوْمِ فَأَصْبَحَ وَ قَدْ عَلِمَهُ، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ: كَانَ مِنْ أَوْلَادِ السِّنْدِ. ح۶۲۵ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ الْوَشَّاءِ، عَنِ الرِّضَا (ع) مِثْلَهُ.

---

[۱۷۵]۔ رجال البرقی ۲۳. معجم رجال الحدیث ۱۸: ۱۵۲. تنقیح المقال ۳: قسم المیم: ۲۱۵. جامع الرواۃ۲: ۲۳۰. نقد الرجال ۳۴۴. مجمع الرجال ۶: ۹۰. سفینۃ البحار ۱: ۶۵۳. منتہی المقال ۳۰۰. منہج المقال ۳۳۳. خاتمۃ المستدرک ۸۴۹. التحریر الطاووسی ۲۸۰. روضۃ المتقین ۱۴: ۴۵۶. اتقان المقال ۲۳۵. الوجیزۃ ۵۱. بہجۃ الامال ۷: ۱۸.

عباس بن ہلال نے امام ابوالحسنؑ سے روایت کی کہ امام صادقؑ کاغلام مسلم سندی تھااور امام نے اس سے فرمایا؛ مجھے امید ہے کہ تو نام کی طرح موفق ہوگااور اسے نیند میں قرآن کی تعلیم دی گئی جب وہ صبح اٹھاتو وہ قرآن پڑھ چکا تھااور محمد بن ولید نے کہاکہ مسلم سندھی نسل میں سے تھا، اور محمد بن مسعود نے عبداللہ بن محمد بن خالد کے واسطہ سے وشاء سے یہ روایت اسی طرح امام رضاؑ سے نقل کی۔

عبداللہ بن غالب شاعر[۱۷۶]

۶۲۶ قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَلْخِيُّ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ غَالِبٍ الشَّاعِرُ الَّذِی، قَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِنَّ مَلَكاً يُلْقِی عَلَيْهِ الشِّعْرَ وَ إِنِّی لَأَعْرِفُ ذَلِکَ الْمَلَکَ.

نصر بن صباح بلخی نے کہا کہ عبداللہ بن غالب شاعر وہ شخص ہے جس بارے میں امام صادقؑ نے فرمایا ؛بے شک اس پر ایک فرشتہ القاء و الہام کرتا ہے اور میں اس فرشتے کو جانتا ہوں۔

[۱۷۶]۔ رجال البرقی ۱۷، رجال النجاشی ۲ص ۲۴ن ۵۸۰، رجال الطوسی ۱۳۱ و ۲۲۷، التحریر الطاووسی ۱۶۷ن ۲۲۰، رجال ابن داود ۲۰۹ن ۸۷۴، رجال العلامۃ الحلی ۱۰۴، تنقیح المقال ۲ص ۲۰۲ن ۷۰۰۰، معجم رجال الحدیث ۱۰ص ۲۷۳ن ۷۰۴۸. معجم الثقات ۷۴. نقد الرجال ۲۰۴. جامع الرواۃ ۱: ۴۹۹. ہدایۃ المحدثین ۱۰۴. مجمع الرجال ۴: ۳۳. بہجۃ الآمال ۵: ۲۶۶. تأسیس الشیعۃ ۲۰۵. منتہی المقال ۱۸۹. منہج المقال ۲۰۹. جامع المقال ۷۸. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۲۴۲. روضۃ المتقین ۱۴: ۳۸۶. اتقان المقال ۸۳. الوجیزۃ ۳۹. رجال الأنصاری ۱۱۰.

کلیب صیداوی[۱۷۷]

۶۲۷ عَلِيُّ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ مُخْتَارٍ، عَنْ أَبِي أُسَامَةَ، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِنَّ عِنْدَنَا رَجُلًا يُسَمَّى كُلَيْباً، فَلَا يَجِيءُ عَنْكُمْ شَيْءٌ إِلَّا، قَالَ أَنَا أُسَلِّمُ فَسَمَّيْنَاهُ كُلَيْباً بِتَسْلِيمِهِ، قَالَ فَتَرَحَّمَ عَلَيْهِ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ قَالَ أَ تَدْرُونَ مَا التَّسْلِيمُ فَسَكَتْنَا، فَقَالَ: هُوَ وَ اللَّهِ الْإِخْبَاتُ، قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: الَّذِينَ آمَنُوا وَ عَمِلُوا الصَّالِحاتِ وَ أَخْبَتُوا إِلى رَبِّهِمْ.

ابو اسامہ کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کی کہ ہمارے پاس ایک شخص ہے جسے کلیب کہتے ہیں آپ کی طرف سے جو کچھ نقل کیا جاتا ہے وہ کہتا ہے؛ میں تسلیم کرتا ہوں تو ہم نے اس کی اس تسلیم و رضا کی وجہ سے اس کا نام کلیب رکھ دیا ہے ،تو امام نے اس کے لیے رحمت کی دعا کی اور فرمایا؛ کیا تم تسلیم و رضا کی حقیقت جانتے ہو؟ ہم خاموش ہوگئے تو آپ نے فرمایا؛ خدا کی قسم تسلیم خشوع و خضوع ہے جیسا کہ خدا تعالی نے فرمایا ہے ؛وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور اپنے پروردگار کے لیے خشوع و خضوع کرتے ہیں (ہود ۲۳)

۶۲۸ أَيُّوبُ بْنُ نُوحٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ كُلَيْبِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْأَسَدِيِّ، قَالَ، سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ وَ اللَّهِ إِنَّكُمْ لَعَلَى دِينِ اللَّهِ وَ دِينِ مَلَائِكَتِهِ

---

[۱۷۷]۔ رجال البرقی ۱۵و۱۸، رجال النجاشی ۲ص ۱۸۷ان ۸۶۹، رجال الطوسی ۲۷۸ن ۱۵و ۱۳۳ان ۲و۱۹۴ن ا، فہرست الطوسی ۱۵۴ ن ۵۸۳، معالم العلماء ۹۳ن ۶۴۶، التحریر الطاووسی ۲۲۸ن ۳۴۶، رجال ابن داود ۲۸۱ن ۱۲۲۴، رجال العلامۃ الحلی ۱۳۵ان ۴، نقد الرجال ۲۷۷، مجمع الرجال ۵ص ۲۷، جامع الرواۃ ۲ص ۳۰، وسائل الشیعۃ ۲۰ص ۳۰۳ن ۹۳۷، الوجیزۃ ۱۶۱، ہدایۃ المحدثین ۱۳۵، بہجۃ الآمال ۶ص ۱۰۵، تنقیح المقال ۲ص ۴۰ن ۹۹۳۰، الذریعۃ ۶ص ۳۵۹ن ۲۱۸۶، معجم رجال الحدیث ۱۴ص ۱۱۹ان ۹۷۴۷و ۹۷۵۱، قاموس الرجال ۷ص ۴۲۸.

فَأَعِينُونِی بِوَرَعٍ وَ اجْتِهَادٍ، فَوَ اللَّهِ مَا يُتَقَبَّلُ إِلَّا مِنْكُمْ، فَاتَّقُوا اللَّهَ وَ كُفُّوا أَلْسِنَتَكُمْ وَ صَلُّوا فِی مَسَاجِدِهِمْ، فَإِذَا تَمَيَّزَ الْقَوْمُ فَتَمَيَّزُوا.

کلیب بن معاویہ صیداوی نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا ؛خدا کی قسم، تم ہی اللہ اور اس کے ملائکہ کے دین پہ ہو اب تم تقوی اور پرہیزگاری اور اعمال صالحہ کی کوشش کے ذریعے میری مدد کرو کیونکہ خدا کی قسم صرف تمہارے اعمال قبول ہونگے ،تم خدا سے تقوی اختیار کرو اور اپنی زبانوں کو بری باتوں سے روکے رکھو اور ان کی مساجد میں نماز ادا کرو اور جب لوگوں کے امتیاز کا وقت آئے تو تم ممتاز نظر آو۔

۶۲۹ رُوِیَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُعَلَّى النِّيلِیِّ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ حَمَّادٍ الْخَزَّازِ عَنْ كُلَيْبٍ، قَالَ، قَالَ رَجُلٌ لِأَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَ يُحِبُّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ وَ لَمْ يَرَهُ قَالَ هَا هُوَ ذَا أَنَا أُحِبُّ كُلَيْباً الصَّيْدَاوِیَّ وَ لَمْ أَرَهُ.

وَ هُوَ كُلَيْبُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الصَّيْدَاوِیُّ الْأَسَدِیُّ وَ الصَّيْدَاءُ بَطْنٌ مِنْ بَنِی أَسَدٍ.

کلیب نے روایت کی کہ ایک شخص نے امام صادقؑ سے عرض کی کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک شخص دوسرے سے محبت کرتا ہو مگر اس نے اپنے محبوب کو نہ دیکھا ہو ؟فرمایا ؛ہاں ایسا ہو سکتا ہے جیسے میں کلیب صیداوی کو پسند کرتا ہوں مگر اسے دیکھا نہیں ہے [۱۷۸]، اور کشی فرماتے ہیں کہ کلیب بن معاویہ صیداوی اسدی ہے اور صیدا بنی اسد کا ایک قبیلہ ہے۔

---

[۱۷۸]۔سابقہ روایت میں ہے کہ کلیب نے امام صادقؑ سے سنا تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور امام سے اس کی ملاقات ہوئی لیکن اس روایت میں ہے کہ امام نے اس کو نہیں دیکھا تو ان میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ امام کا یہ فرمان اس کے امام کے پاس آنے سے پہلے کا ہو ۔

محمد بن قیس

۶۳۰ رَوَى مُحَمَّدُ بْنِ غَالب، عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ فَضَّال، عَنْ مُحَمَّد بْنِ زِیَاد، عَنْ فُضَیْلِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ مَرْزُوق، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِی عَبْد اللَّه (ع) مُحَمَّدُ بْنُ قَیْسٍ یُقْرِئُکَ السَّلَامَ! فَقَالَ لِی مُحَمَّدُ بْنُ الْقَیْسِ الَّذِی بَیْنَهُ وَ بَیْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَصِیرِ قَرَابَةٌ قُلْتُ نَعَمْ، قَالَ: قُلْ لَهُ اعْبُدُ اللَّهَ وَ لَا تُشْرِکْ بِه شَیْئاً وَ آمِنْ بِرَسُولِه خَاتَمِ النَّبِیِّینَ لَا نَبِیَّ بَعْدَهُ، وَ أَنَّهُ کَانَ لِرَسُولِ اللَّه الطَّاعَةُ الْمَفْرُوضَةُ وَ عَلِیٍّ ابْنِ عَمِّه، وَ إِیَّاکَ وَ السَّمْعَ مِنْ فُلَانٍ وَ فُلَانٍ.

مرزوق کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کی کہ محمد بن قیس نے آپ کو سلام کہے ہیں تو آپ نے فرمایا؛ وہ محمد بن قیس جو عبدالرحمٰن قصیر کا رشتہ دار ہے ، میں نے عرض کی ہاں ،فرمایا ؛اس سے کہنا کہ اللہ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور رسول اکرم ﷺ جو خاتم النبیین ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہے ان پر ایمان رکھے اور یہ کہ رسول اکرم ﷺ اور ان کے چچازاد امام علیؑ کی اطاعت واجب ہے اور فلاں فلاں سے باتیں سننا چھوڑ دے۔

عبدالواحد بن مختار انصاری[۱۷۹]

۶۳۱ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ غَالِبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ الْخَزَّازِ، عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ الْمُخْتَارِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) عَنِ الشِّطْرَنْجِ فَقَالَ إِنَّ عَبْدَ الْوَاحِدِ لَفِي شُغُلٍ عَنِ اللَّعْبِ، قَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ: عَبْدُ الْوَاحِدِ مَا كَانَ عِنْدِي يَذْكُرُ اللَّعْبَ حَتَّى يَسْأَلَ عَنْهُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع).

عبدالواحد بن مختار انصاری کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے شطرنج کے بارے میں سوال کیا ؟ فرمایا ؛ بے شک عبدالواحد لہو و لعب سے کنارہ کش ہے ،راوی ابن بکیر کا کہنا ہے کہ عبدالواحد نے میرے پاس اس کھیل کا ذکر نہیں یہاں تک کہ امام صادقؑ سے اس کا سوال کیا۔

صالح بن سہل[۱۸۰]

۶۳۲ رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الصَّيْرَفِيِّ، عَنْ صَالِحِ بْنِ سَهْلٍ، قَالَ، كُنْتُ أَقُولُ فِي أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع)

---

[۱۷۹] رجال الطوسی ۱۲۸و ۲۳۸. تنقیح المقال ۲: ۲۳۴. خاتمۃالمستدرک ۸۲۴. معجم الثقات ۳۱۵. معجم رجال الحدیث ۱۱: ۳۹. رجال البرقی ۱۱. نقد الرجال ۲۱۳. جامع الرواۃ۱: ۵۲۳. مجمع الرجال ۴: ۱۱۰و ۱۱۱. منہج المقال ۲۱۶. روضۃ المتقین ۱۴: ۳۸۸. اتقان المقال ۲۰۳. الوجیزۃ۳۹.

[۱۸۰]۔ رجال الطوسی ۱۲۶و ۱۲۹و ۲۲۱. تنقیح المقال ۲: ۹۲ و ۹۳. خاتمۃالمستدرک ۸۱۲. رجال ابن داود ۲۵۰. رجال الحلی ۲۲۹. معجم رجال الحدیث ۹: ۱۷ و ۴۳. رجال البرقی ۲۷. نقد الرجال ۱۷۰. جامع الرواۃ۱: ۴۰۶. مجمع الرجال ۳: ۲۰۵. بہجۃ الامال ۵: ۲۷. منتہی المقال ۱۶۳. منہج المقال ۱۸۱. التحریر الطاوسی ۱۵۵. اتقان المقال ۳۰۱. الوجیزۃ ۳۷. رجال الأنصاری ۹۶.

بِالرُّبُوبِيَّة، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيَّ قَالَ: يَا صَالِحُ إِنَّا وَ اللَّهِ عَبِيدٌ مَخْلُوقُونَ لَنَا رَبٌّ نَعْبُدُهُ وَ إِنْ لَمْ نَعْبُدْهُ عَذَّبَنَا.

صالح بن سہل کا بیان ہے کہ میں امام صادقؑ کی وبوبیت کا قائل تھا پھر میں آپکے پاس حاضر ہوا تو آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا؛ اے صالح، خدا کی قسم ہم اللہ کے بندے ہیں اور اس کی مخلوق ہیں، ہمارا ایک رب ہے جس کی ہم عبادت کرتے ہیں اور اگر ہم اس کی عبادت نہ کریں تو وہ ہمیں عذاب دے گا۔

رزام مولی خالد قسری[۱۸۱]

۶۳۳ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ خُرَّزَاذَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ الْقَاسِمِ الْبَلْخِيِّ، قَالَ حَدَّثَنِي رِزَامٌ مَوْلَى خَالِدٍ الْقَسْرِيِّ، قَالَ، كُنْتُ أُعَذَّبُ، بِالْمَدِينَةِ بَعْدَ مَا خَرَجَ مِنْهَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، فَكَانَ صَاحِبُ الْعَذَابِ يُعَلِّقُنِي بِالسَّقْفِ وَ يَرْجِعُ إِلَى أَهْلِهِ وَ يُغْلِقُ عَلَيَّ الْبَابَ، وَ كَانَ أَهْلُ الْبَيْتِ إِذَا انْصَرَفَ إِلَى أَهْلِهِ حَلُّوا الْحَبْلَ عَنِّي حَتَّى يُرِيحُونِي، وَ أَقْعُدُ عَلَى الْأَرْضِ حَتَّى إِذَا دَنَا مَجِيئُهُ عَلَّقُونِي، فَوَ اللَّهِ إِنِّي كَذَلِكَ ذَاتَ يَوْمٍ إِذَا رُقْعَةٌ وَقَعَتْ مِنَ الْكُوَّةِ إِلَيَّ مِنَ الطَّرِيقِ، فَأَخَذْتُهَا فَإِذَا هِيَ مَشْدُودَةٌ بِحَصَاةٍ، فَنَظَرْتُ فِيهَا فَإِذَا خَطُّ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ إِذَا فِيهَا؛ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ قُلْ يَا رِزَامُ! يَا كَائِناً قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَ يَا كَائِناً بَعْدَ كُلِّ شَيْءٍ وَ يَا مُكَوِّنَ كُلِّ شَيْءٍ أَلْبِسْنِي دِرْعَكَ

[۱۸۱]۔ رجال الطوسی ۱۹۵. تنقیح المقال۱: ۴۲۹. خاتمۃ المستدرک ۸۰۱. رجال ابن داود ۹۴. معجم الثقات ۲۸۳. رجال البرقی ۴۵. معجم رجال الحدیث ۷: ۱۸۳. جامع الرواۃ۱: ۳۱۸. توضیح الاشتباہ ۱۵۷. نقد الرجال ۱۳۴. مجمع الرجال ۳: ۱۲و ۱۳. إعیان الشیعۃ۶: ۴۷۰. منتہی المقال ۱۳۴. العندبیل۱: ۲۷۶. منہج المقال ۱۳۹. التحریر الطاووسی ۱۰۶. اتقان المقال ۱۸۹. الوجیزۃ ۳۴.

الْحَصِينَةَ مِنْ شَرِّ جَمِيعِ خَلْقِکَ، قَالَ رِزَامٌ، فَقُلْتُ ذَلِکَ فَمَا عَادَ إِلَيَّ شَيْءٌ مِنَ الْعَذَابِ بَعْدَ ذَلِکَ.

رزام غلام خالد قسری کا بیان ہے کہ محمد بن خالد کے مدینہ میں خروج کے بعد مجھے مدینہ میں بہت زیادہ سزا دی جاتی تھی مجھے سزا دینے والا مجھے چھت سے لٹکا دیتا اور اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاتا اور مجھ پر دروازہ بند کر دیتا تھا جب وہ چلا جاتا تو دروازے کے محافظ رسی کھول دیتے اور مجھے کچھ آرام و سکون پہنچاتے اور مجھے زمین پر بیٹھنا نصیب ہوتا یہاں تک کہ جب اس کے آنے کا وقت قریب ہوتا مجھے دوبارہ چھت سے لٹکا دیتے تھے خدا کی قسم میری یہی حالت رہی یہاں تک کہ ایک دن راستے میں میری طرف گھر کے ایک سوراخ سے ایک رقعہ پھینکا گیا میں نے اسے اٹھایا وہ پتھروں سے باندھا ہوا تھا میں نے اس میں دیکھا تو وہ امام صادقؑ کا خط تھا اس میں یہ دعا لکھی تھی؛ (بِسْمِ اللّهِ الرَّحْمنِ الرَّحِيمِ قُلْ يَا رِزَامُ! يَا كَائِناً قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَ يَا كَائِناً بَعْدَ كُلِّ شَيْءٍ وَ يَا مُكَوِّنَ كُلِّ شَيْءٍ أَلْبِسْنِي دِرْعَکَ الْحَصِينَةَ مِنْ شَرِّ جَمِيعِ خَلْقِکَ)؛ رزام کہتا ہے میں نے یہ دعا پڑھی تو اس کے بعد مجھے وہ سزا نہیں دی گئی ۔

ابو بجیر عبداللہ بن نجاشی[۱۸۲]

۶۳۴ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ خُرَّزَاذَ، عَنْ مُوسَی بْنِ الْقَاسِمِ الْبَجَلِیِّ، عَنْ إِبْرَاهِیمَ بْنِ أَبِی الْبِلَادِ، عَنْ عَمَّارٍ السِّجِسْتَانِیِّ، قَالَ زَامَلْتُ أَبَا بُجَیْرٍ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ النَّجَاشِیِّ مِنْ سِجِسْتَانَ إِلَی مَکَّةَ، وَ کَانَ یَرَی رَأْیَ الزَّیْدِیَّةِ، فَلَمَّا صِرْنَا إِلَی الْمَدِینَةِ مَضَیْتُ أَنَا إِلَی أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ مَضَی هُوَ إِلَی عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَسَنِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ رَأَیْتُهُ مُنْکَسِراً یَتَقَلَّبُ عَلَی فِرَاشِهِ وَ یَتَأَوَّهُ، قُلْتُ مَا لَکَ أَبَا بُجَیْرٍ فَقَالَ اسْتَأْذِنْ لِی عَلَی صَاحِبِکَ إِذَا أَصْبَحْتَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا دَخَلْتُ عَلَی أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَقُلْتُ هَذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ النَّجَاشِیِّ سَأَلَنِی أَنْ أَسْتَأْذِنَ لَهُ عَلَیْکَ وَ هُوَ یَرَی رَأْیَ الزَّیْدِیَّةِ، فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ! فَلَمَّا دَخَلَ عَلَیْهِ قَرَّبَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع)، فَقَالَ لَهُ أَبُو بُجَیْرٍ جُعِلْتُ فِدَاکَ إِنِّی لَمْ أَزَلْ مُقِرّاً بِفَضْلِکُمْ أَرَی الْحَقَّ فِیکُمْ لَا فِی غَیْرِکُمْ، وَ إِنِّی

[۱۸۲]۔ رجال البرقی ۲۲. تنقیح المقال ۲: ۲۲۰. رجال الحلی ۱۰۸. مجمع الرجال ۴: ۵۷ و ۵۸. رجال النجاشی ۱۴۷. توضیح الاشتباہ ۲۱۳. معجم رجال الحدیث ۱۰: ۳۵۸. بہجۃ الآمال ۵: ۲۹۴. اِعیان الشیعۃ ۸: ۸۷. معجم الثقات ۳۱۳. رجال ابن داود ۱۲۴. المناقب ۴: ۲۲۰. نقد الرجال ۲۰۹. جامع الرواۃ ۱: ۵۱۴. الاختصاص ۲۸۶. سفینہ البحار ۲: ۱۳۸ و ۵۷۱. منتہی المقال ۱۹۴. منہج المقال ۲۱۳. ایضاح الاشتباہ ۴۶. التحریر الطاووسی ۱۶۷. نضد الایضاح ۱۹۸. اِضبط المقال ۵۲۸. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۲۴۵. اتقان المقال ۳۱۷. رجال الانصاری ۱۱۲. الوجیزۃ ۳۹.

قَتلْتُ ثَلَاثَةَ عَشرَ رَجُلًا مِنَ الْخَوَارِجِ كُلُّهُمْ سَمِعْتُهُمْ يَتَبرَّأُ مِنْ عَلِیٍّ بْنِ أَبِی طَالِبٍ (ع)، فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) سَأَلْتَ عَنْ هَذِهِ الْمَسْأَلَةِ أَحَداً غَيْرِی فَقَالَ نَعَمْ سَأَلْتُ عَنْهَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْحَسَنِ فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ فِيهَا جَوَابٌ وَ عَظُمَ عَلَيْهِ، وَ قَالَ لِی أَنْتَ مَأْخُوذٌ[۱۸۳] فِی الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ، فَقُلْتُ أَصْلَحَکَ اللَّهُ فَعلَی مَا ذَا عَادَيْنَا النَّاسَ فِی عَلِیٍّ (ع)! فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ كَيْفَ قَتَلْتَهُمْ يَا أَبَا بُجَيْرٍ فَقَالَ مِنْهُمْ مَنْ كُنْتُ أَصْعَدُ سَطْحَهُ بِسُلَّمٍ حَتَّى أَقْتُلَهُ، وَ مِنْهُمْ مَنْ دَعَوْتُهُ بِاللَّيْلِ عَلَى بَابِهِ فَإِذَا خَرَجَ عَلَيَّ قَتَلْتُهُ، وَ مِنْهُمْ مَنْ كُنْتُ أَصْحَبُهُ فِی الطَّرِيقِ فَإِذَا خَلَا لِی قَتَلْتُهُ، وَ قَدِ اسْتَتَرَ ذَلِکَ كُلُّهُ عَلَيَّ-

عمار سجستانی کا بیان ہے کہ میں ابو بجیر عبداللہ بن نجاشی کے ساتھ سجستان سے مکہ کی طرف گیا وہ زیدیہ کا نظریہ رکھتا تھا جب ہم مدینہ پہنچے تو میں امام صادقؑ کے پاس چلا گیا اور وہ عبداللہ بن حسن کے پاس گیا جب وہ واپس لوٹا تو میں نے اس کی حالت متغیر دیکھی وہ بستر پہ کروٹیں بدلتا اور افسوس کرتا تھا۔

میں نے کہا اے ابو بجیر! تجھے کیا ہے؟

اس نے کہا: جب صبح ہو تو تم اپنے امام سے میرے لیے اذن حضور طلب کرو گے، ،جب صبح ہوئی تو میں امام صادقؑ کے پاس گیا میں نے عرض کی: مولا، عبداللہ بن نجاشی نے مجھے کہا ہے کہ آپ سے اس کے لیے اذن حضور طلب کروں جب کہ وہ زیدیہ کا نظریہ رکھتا ہے؟

فرمایا اسے اجازت ہے۔

---

[۱۸۳] ۔ رجال الکشی، ص: ۳۴۳۔

جب وہ حاضر ہوا تو امام نے اسے اپنے قریب بٹھایا اور ابو بجیر نے عرض کی میں آپ پر فدا ہو جاوں میں ہمیشہ اہل بیتؑ کی فضیلت کا اقرار کرتا ہوں اور حق خلافت و ولایت بھی آپ ہی کے لیے مانتا ہوں نہ دوسروں کے لیے ، اور میں نے ۱۳خارجیوں کو قتل کیا ہے جن سب کو میں نے امام علی بن ابی طالبؑ سے براءت کا اظہار کرتے ہوئے سنا[۱۸۴]۔

امام نے فرمایا: کیا تو نے اس مسئلے کے بارے میں کسی دوسرے سے بھی پوچھا؟

اس نے کہا ہاں، میں نے اس کے متعلق عبداللہ بن حسن سے سوال کیا مگر اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا بلکہ اس نے اس فعل کو بہت برا اقرار دیا اور مجھے کہا کہ تو اس دنیا اور آخرت میں گرفتار ہوگا، تو میں نے اس سے کہا خدا تیرا بھلا کرے تو پھر ہم کس بات پر لوگوں سے امام علیؑ کے متعلق دشمنی اور اختلاف رکھتے ہیں ؟

امام نے فرمایا: اے ابو بجیر ! تو نے ان کو کیسے قتل کیا ؟

نجاشی نے جواب دیا: ان میں سے بعض کی چھت پہ سیڑھی کے ذریعے چڑھ جاتا اور اسے قتل کر دیتا اور بعض کو اس کے دروازے پر رات کے وقت بلاتا جب وہ میری طرف نکلتا تو اسے قتل کر دیتا اور بعض کو میں نے ساتھی بنالیا اور جب وہ میرے ساتھ اکیلا ہوا تو میں نے اسے قتل کر دیا اور یہ سب کچھ مخفی رہا۔

---

[۱۸۴]۔خارجی وہ گروہ ہیں جنہوں نے نبی اکرمﷺ پر زبان اعتراض دراز کی اور نبی اکرم ؐ نے ان کے خشک تقوے کی قلعی کھول دی اور متواتر روایات نبوی میں ان کی مذمت اور اسلام سے دوری کو بیان کیا، انہیں دین سے ایسے نکلنے والے قرار دیا جس طرح کمان سے تیر نکل جاتا ہے اس گروہ نے متعدد موارد میں معصومین سے جنگ کی اور مسلسل امام علیؑ سے براءت کا اظہار کرتے رہے، ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، یہ فتنہ پرداز اور وحدت اسلامی کے لیے ایک ناسور رہے ہیں امام علیؑ نے جنگ نہروان انہی خارجیوں سے لڑی تھی جب انہوں نے آپ کی بیعت توڑ کر مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کردیا اور لا حکم الا للہ کا نعرہ لگایا پس ایسی روایت سے ہرگز شبہ نہ ہو کہ کسی توحید پرست مسلمان کا خون بہانا جائز ہے بلکہ جو شخص شہادتین کا اقرار کرے اور اصول دین کے خلاف کوئی حرکت اس سے ظاہر نہ ہو جس سے کا مرتد ہونا لازم آتا ہو تو اس کا قتل کرنا ہمیشہ کی جہنم کا موجب ہے ۔

فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَا أَبَا بُحَيْرٍ لَوْ كُنْتَ قَتَلْتَهُمْ بِأَمْرِ الْإِمَامِ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ فِي قَتْلِهِمْ شَيْءٌ وَ لَكِنَّكَ سَبَقْتَ الْإِمَامَ، فَعَلَيْكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ شَاةً تَذْبَحُهَا بِمِنًى وَ لْتَصَدَّقْ بِلَحْمِهَا لِسَبْقِكَ الْإِمَامَ، وَ لَيْسَ عَلَيْكَ غَيْرُ ذَلِكَ، ثُمَّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَا أَبَا بُحَيْرٍ أَخْبِرْنِي حِينَ أَصَابَكَ الْمِيزَابُ وَ عَلَيْكَ الصُّدْرَةُ مِنْ فِرَاءٍ فَدَخَلْتَ النَّهَرَ فَخَرَجْتَ وَ تَبِعَكَ الصِّبْيَانُ يُعَيِّطُونَ بِكَ، أَيُّ شَيْءٍ صَيَّرَكَ عَلَى هَذَا! فَقَالَ عَمَّارٌ، فَالْتَفَتَ إِلَيَّ أَبُو بُحَيْرٍ فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ كَانَ هَذَا مِنَ الْحَدِيثِ حَتَّى تُحَدِّثَهُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع)! فَقُلْتُ لَا وَ اللَّهِ مَا ذَكَرْتُ لَهُ وَ لَا لِغَيْرِهِ وَ هَذَا هُوَ يَسْمَعُ كَلَامِي، فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) لَمْ يُخْبِرْنِي بِشَيْءٍ يَا أَبَا بُحَيْرٍ، فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِ، قَالَ لِي أَبُو بُحَيْرٍ يَا عَمَّارُ أَشْهَدُ أَنَّ هَذَا عَالِمُ آلِ مُحَمَّدٍ، وَ أَنَّ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ بَاطِلٌ، وَ أَنَّ هَذَا صَاحِبُ الْأَمْرِ.

امام نے فرمایا: اے ابو بجیر! اگر تو ان کو امام کے حکم سے قتل کرتا تو تجھ پر ان کے قتل کی وجہ سے کچھ نہ ہوتا لیکن چونکہ تو نے امام کے حکم سے سبقت کی ہے اس لیے تجھے منی میں ۱۳ بکریاں ذبح کرنا لازم ہیں اور ان کے گوشت صدقہ کرنے ہونگے جو تو نے امام سے سبقت کی ہے اور اس کے علاوہ تجھ پر کچھ نہیں ہے۔

پھر امام نے فرمایا؛ اے بجیر مجھے اس واقعہ کی خبر دیتے ہو جب تجھ پر پرنالے کا پانی بہہ رہا تھا اور تو نے ایک چھوٹا سا فرو کا کپڑا سینے پہ ڈال رکھا تھا اور جلدی سے نہر میں داخل ہوا پھر جو نکلا تو بچے تیرے پیچھے ہو لیئے اور وہ تجھ پر چیخ رہے تھے تو اس طرح کیوں ہوا؟

عمار کہتا ہے یہ سن کر ابو بجیر میرے طرف متوجہ ہوا اور کہا؛ یہ کیا چیز ہے یقینا تو نے امام صادقؑ کو بتائی ہے؟

میں نے کہا: خدا کی قسم! ہر گز نہیں، میں نے امام کو نہیں بتایا اور نہ کسی دوسرے نے امام کو بتایا اور یہ بات امام بھی سن رہے تھے، تو امام نے فرمایا؛ اے ابو بجیر! اس نے مجھ سے کچھ نہیں کہا جب ہم امام کے پاس سے واپس ہوئے۔

ابو بجیر نے مجھ سے کہا اے عمار! میں گواہی دیتا ہوں، یہ آل محمد کے عالم ہیں اور پہلے جس نظریئے پر تھا وہ باطل تھا اور یہی صاحب امر ہیں۔

حماد سمندری[۱۸۵]

۶۳۵ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ النَّهْدِیُّ الْکُوفِیُّ، عَنْ مُعَاوِیَةَ بْنِ حَکِیمٍ الدُّهْنِیِّ، عَنْ شَرِیفِ بْنِ سَابِقٍ التَّفْلِیسِیِّ، عَنْ حَمَّادٍ السَّمَنْدَرِیِّ، قَالَ قُلْتُ لِأَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِنِّی أَدْخُلُ إِلَی بِلَادِ الشِّرْکِ وَ إِنَّ مَنْ عِنْدَنَا یَقُولُونَ إِنْ مِتَّ ثَمَّ حُشِرْتَ مَعَهُمْ، قَالَ، فَقَالَ: یَا حَمَّادُ إِذَا کُنْتَ ثَمَّ تَذْکُرُ أَمْرَنَا وَ تَدْعُو إِلَیْهِ قُلْتُ بَلَی، قَالَ فَإِذَا کُنْتَ فِی هَذِهِ الْمُدُنِ مُدُنِ الْإِسْلَامِ تَذْکُرُ أَمْرَنَا وَ تَدْعُو إِلَیْهِ قَالَ، قُلْتُ لَا، قَالَ، فَقَالَ لِی إِنَّکَ إِنْ مِتَّ ثَمَّ حُشِرْتَ أُمَّةً وَحْدَکَ وَ سَعَی نُورُکَ بَیْنَ یَدَیْکَ.

حماد سمندری کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کی مولا میں مشرکوں کے شہروں میں جاتا ہوں اور ہمارے ہاں لوگ کہتے ہیں کہ اگر تو وہاں مر جائے تو تجھے انہی کے ساتھ محشور

---

[۱۸۵]۔ رجال الشیخ: ۱۴۷ن ۱۴۸، اِصحاب الصادقؑ: "حماد بن عبد العزیز سمندلی کوفی"، رجال البرقی: ۲۱اِصحاب الصادقؑ: رجال ابن داود، قسم اول: ۸۳ن ۵۱۸: ، رجال ابن داود فی القسم الاول: ۵۷ن ۵. تنقیح المقال مامقانی: ۱/ ۳۶۴: "لامانع من اِن یکون ہناک رجلان اِحدہما: حماد السمندری والاخر: حماد بن عبد العزیز السمندلی "وان سمندر مدینۃ خلف باب الابواب بأرض الخزر، وانہ لم یقف علی ذکر لسمندل فی کتب اللغۃ اِو غیرہا. معجم رجال الحدیث، محقق خوئی: ۶/ ۲۴۴ن ۳۹۸۷: "ثم انہ احتمل بعضہم اتحاد الرجل مع حماد بن عبد العزیز السمندلی، وہذا الاحتمال لا بأس بہ". ممکن ہے "سمندلی" جو رجال الشیخ میں ذکر ہے راء کے لام سے تحریف ہونے سے ہوا ہو اس بناء پر "حماد بن عبد العزیز "سمندری ہے نہ "سمندلی"۔

کیا جائے گا تو آپ نے فرمایا اے حماد جب تو وہاں ہوتا ہے کیا تو وہاں ہمارا ذکر کرتا ہے اور انہیں ہماری طرف دعوت دیتا ہے ؟میں نے عرض کی ؛ جی ہاں ، مولا ، آپ نے پوچھا ؛ جب تو ان اسلامی شہروں میں ہوتا ہے تو کیا ہمارا ذکر کر سکتا ہے اور انہیں ہماری طرف بلا سکتا ہے ؟ میں نے عرض کی ؛ نہیں ، فرمایا ؛ اگر تم وہاں مر جائے تو تو تنہا ایک امت محشور ہو گا اور تیرے آگے تیرا نور چل رہا ہو گا۔

عقبہ بن خالد[۱۸۶]

۶۳۶ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی عَبْدُ اللَّه بْنُ مُحَمَّد، عَنِ الْوَشَّاء، قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ أَبِیه، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِی عَبْد اللَّه (ع) إِنَّ لَنَا خَادِماً لَا تَعْرِفُ مَا نَحْنُ عَلَیْه، فَإِذَا أَذْنَبَتْ ذَنْباً وَ أَرَادَتْ أَنْ تَحْلِفَ بِیَمِین: قَالَتْ لَا وَ حَقِّ الَّذِی إِذَا ذَکَرْتُمُوهُ بَکَیْتُمْ، قَالَ، فَقَالَ: رَحِمَکُمُ اللَّهُ مِنْ أَهْلِ الْبَیْت.

عقبہ بن خالد کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کی مولا ہماری ایک خادمہ ہے وہ اس امر ولایت کی اتنی معرفت نہیں رکھتی مگر جب اس سے کوئی غلطی ہو جائے اور وہ قسم اٹھانا چاہے تو کہتی ہے؛ نہیں، اس حق کی قسم جس کا جب تم ذکر کرتے ہو تو روتے ہو تو امامؑ نے فرمایا ؛خدا تم پر اہل بیت کی وجہ سے رحم فرمائے۔

[۱۸۶]۔ رجال الطوسی ۲۶۱. تنقیح المقال ۲: ۲۵۴. رجال النجاشی ۲۱۲. فہرست الطوسی ۱۱۸. معالم العلماء ۸۷. رجال الحلی ۱۲۶. معجم الثقات ۳۱۷. معجم رجال الحدیث ۱۱: ۱۵۲و ۱۵۸(اس میں ہے؛عقبہ بن ہلال بن خالد). نقد الرجال ۲۲۱. رجال البرقی ۴۵. جامع الرواۃ ۱: ۵۳۹. ہدایۃ المحدثین ۲۰۹. مجمع الرجال ۴: ۱۴۳. سفینہ البحار ۲: ۲۱۰. منتہی المقال ۲۰۲. منہج المقال ۲۲۱. جامع المقال ۸۰ (اس میں اس کے باپ کا نام اِبی خالد لکھا ہے). التحریر الطاووسی ۲۰۶. روضۃ المتقین ۱۴: ۳۸۹. الوجیزۃ ۴۰. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۲۵۳. اتقان المقال ۲۰۵، قاموس الرجال ۶ص ۳۱۳۔

اسماعیل بن حقیبہ

مَا رُوِیَ فِی إِسْمَاعِیلَ بْنِ حَقِیبَةَ وَ قِیلَ جُفَیْنَةَ؛ اسماعیل بن حقیبہ کے متعلق روایات اور ایک قول ہے کہ اس کے باپ کا نام جفینہ تھا۔ ۶۳۷ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود: وَ سَأَلْتُ عَلِیَّ بْنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ فَضَّالٍ، عَنْ إِسْمَاعِیلَ بْنِ حَقِیبَةَ قَالَ: صَالِحٌ، وَ هُوَ قَلِیلُ الرِّوَایَة.

محمد بن مسعود کا بیان ہے کہ میں نے علی بن حسن (بن فضال) سے اسماعیل بن حقیبہ کے بارے میں پوچھا؟ تو انہوں نے کہا؛ کہ اسماعیل ایک نیک و صالح اور پرہیز گار انسان تھے اور کم روایات نقل کرتے تھے۔

موسی بن اشیم، حفص بن میمون اور جعفر بن میمون

۶۳۸ حَمْدَوَیْهِ بْنُ نُصَیْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا أَیُّوبُ بْنُ نُوحٍ، عَنْ حَنَانِ بْنِ سَدِیرٍ، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ: إِنِّی لَأَنْفَسُ عَلَى أَجْسَادٍ أصیبت [أُصْلِیَتْ مَعَهُ یَعْنِی أَبَا الْخَطَّابِ النَّارَ، ثُمَّ ذَکَرَ ابْنُ الْأَشْیَمِ، فَقَالَ: کَانَ یَأْتِینِی فَیَدْخُلُ عَلَیَّ هُوَ وَ صَاحِبُهُ وَ حَفْصُ بْنُ مَیْمُونٍ وَ یَسْأَلُونِّی، فَأَخْبَرَهُمْ بِالْحَقِّ، ثُمَّ یَخْرُجُونَ مِنْ عِنْدِی إِلَى أَبِی الْخَطَّابِ، فَیُخْبِرُهُمْ بِخِلَافِ قَوْلِی، فَیَأْخُذُونَ بِقَوْلِهِ وَ یَذَرُونَ قَوْلِی.

حنان بن سدیر نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ میں ان اجسام پہ افسوس کرتا ہوں جو ابو الخطاب کے ساتھ جہنم رسید ہوئے پھر ابن اشیم کا ذکر کیا تو فرمایا؛ وہ اور اس کا ساتھی اور حفص بن میمون میرے پاس آتے تھے اور مجھ سے سوال کرتے تھے اور میں انہیں حق بات کی تعلیم دیتا تھا پھر وہ میرے پاس سے نکل کر سیدھے ابو الخطاب کے پاس جاتے تھے اور وہ انہیں میرے قول کے خلاف خبر دیتا تو وہ اس کے قول کو اخذ کر لیتے اور میرے قول کو چھوڑ دیتے تھے۔

عبداللہ بن بکیر بن اعین[۱۸۷]

۶۳۹ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود؛ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُكَيْرٍ وَ جَمَاعَةٌ مِنَ الْفَطَحِيَّةِ هُمْ فُقَهَاءُ أَصْحَابِنَا، مِنْهُمْ ابْنُ بُكَيْرٍ وَ ابْنُ فَضَّالٍ يَعْنِي الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَ عَمَّارٌ السَّابَاطِيُّ وَ عَلِيُّ بْنُ أَسْبَاطٍ وَ بَنُو الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ عَلِيٌّ وَ أَخَوَاهُ وَ يُونُسُ بْنُ يَعْقُوبَ وَ مُعَاوِيَةُ بْنُ حَكِيمٍ، وَ عَدَّ عِدَّةً مِنْ أَجِلَّةِ الْعُلَمَاءِ.

محمد بن مسعود نے فرمایا؛ عبداللہ بن بکیر اور فطحیہ کی ایک جماعت ہمارے اصحاب کے فقہاء شمار ہوتے ہیں ، ان میں ابن بکیر ، ابن فضال ، یعنی حسن بن علی ، عمار ساباطی ، علی بن اسباط ، اور حسن بن علی بن فضال کے بیٹے علی اور اس کے بھائی اور یونس بن یعقوب اور معاویہ بن حکیم اور اسی طرح انہوں نے جلیل القدر علماء کی ایک جماعت کو شمار کیا۔

---

[۱۸۷]۔ رجال الطوسی ۲۲۴. تنقیح المقال ۲: ۱۷۱و ۳: قسم الکنی ۴۲. رجال النجاشی ۱۵۴. فہرست الطوسی ۱۰۶. معالم العلماء ۷۷. رجال ابن داود ۱۱۷و ۲۵۳. رجال الحلی ۱۰۶. معجم الثقات ۲۷. معجم رجال الحدیث ۱۰: ۱۲۲و ۲۲: ۱۶۰و ۱۶۹. رجال البرقی ۲۲. نقد الرجال ۱۹۵و ۴۰۳. جامع الرواۃ۱: ۴۷۳ و ۲: ۴۳۱. ہدایۃ المحدثین ۲۰۲. مجمع الرجال ۳: ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۷: ۱۶۰. اِعیان الشیعۃ ۸: ۴۸. رسالۃ فی آل اِعین ۶ و ۲۵ و ۱۰۲. فہرست الندیم ۳۴۳. تاریخ آل زرارۃ ۱۳۴. المقالات والفرق ۸۹ و ۲۳۳. فرق الشیعۃ ۷۹ و ۱۱۲. سفینہ البحار ۱: ۹۲. بہجۃ الامال ۵: ۲۰۳. منتہی المقال ۱۸۲. منہج المقال ۲۰۰. التحریر الطاووسی ۱۶۸. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۲۳۳. اتقان المقال ۸۰. الوجیزۃ ۳۸. شرح مشیختہ الفقیہ ۱۳. رجال الانصاری ۱۰۵. میزان الاعتدال ۲: ۳۹۹. لسان المیزان ۳: ۲۶۴، الکامل فی ضعفاء الرجال ۴: ۱۵۶۳. الجرح والتعدیل ۲: ۲: ۱۶(میزان الاعتدال سے آخر تک کے مدارک میں شیبانی کے بدلے غنوی قرار دیا) .

داود بن فرقد[۱۸۸]

۶۴۰ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی عَبْدُ اللَّه بْنُ مُحَمَّد، قَالَ حَدَّثَنِی الْوَشَّاءُ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ فَرْقَد، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِی عَبْد اللَّه (ع) جُعِلْتُ فداکَ کُنْتُ أُصَلِّی عِنْدَ الْقَبْرِ وَ إِذَا رَجُلٌ خَلْفِی یَقُولُ: أَ تُرِیدُونَ أَنْ تَهْدُوا مَنْ أَضَلَّ اللّهُ وَ اللّهُ أَرْکَسَهُمْ بما کَسَبُوا، قَالَ، فَالْتَفَتُّ إِلَیْه وَ قَدْ تَأَوَّلَ عَلَیَّ هَذه الْآیَةَ، وَ مَا أَدْرِی مَنْ هُوَ! وَ أَنَا أَقُولُ- **وَإِنَّ الشَّیَاطِینَ لَیُوحُونَ إِلَى أَوْلِیَائِهِمْ لِیُجَادِلُوکُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّکُمْ لَمُشْرِکُونَ**، فَإِذَا هُوَ هَارُونُ بْنُ سَعْد، قَالَ، فَضَحِکَ أَبُو عَبْد اللَّه (ع) ثُمَّ قَالَ: إِذَا أَصَبْتَ الْجَوَابَ، قُلِ الْکَلَامَ بِإِذْنِ اللَّه. **داود بن فرقد کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ کی خدمت میں عرض کی ؛مولا میں قبر نبی اکرم ﷺ نزدیک نماز پڑھتا ہوں تو ایک شخص میرے پیچھے آ کر کہتا ہے کیا تم اسے ہدایت دینا چاہتا ہو جسے خدا نے گمراہ کر دیا اور خدا انہیں ان کے اعمال کے**

---

[۱۸۸]۔ رجال البرقی ۳۲، رجال النجاشی اص۳۶۵ ن ۴۱۶، رجال الطوسی ۱۸۹ن ۴، ۳۴۹ ن ۲، فہرست الطوسی ۹۴ن ۲۸۶، معالم العلماء ۴۹ن ۳۲۲، التحریر الطاووسی ۹۸، رجال ابن داود ۱۴۵ن ۵۸۲، رجال العلامۃ الحلی ۶۸ ن ۲، ایضاح الاشتباہ ۱۷۷ن ۲۶۵، نقد الرجال ۱۲۹ن ۳۶، مجمع الرجال ۲ص۲۸۶، نضد الایضاح ۱۳۰، جامع الرواۃ اص۳۰۵، الوجیزۃ ۱۵۲، ہدایۃ المحدثین ۵۷، بہجۃ الآمال ۴ص۶۰، تنقیح المقال اص۴۱۱ ن ۳۸۵۹، إعیان الشیعۃ ۶ص۳۷۷، العندبیل اص۲۶۲، معجم رجال الحدیث ۷ص۱۱۴ ن ۴۴۱۸، قاموس الرجال ۴ص۵۶.

نتیجے میں ذلیل کرتا ہے [۱۸۹]، جب میں نے اس شخص کی طرف توجہ کی تو وہ اس آیت کی میرے اوپر تطبیق اور تاویل کر رہا تھا اور مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ کون ہے؟ میں نے کہا بے شک شیاطین اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتے ہیں کہ وہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو تم بھی مشرک ہو جاو گے (انعام ۱۲۱) ،وہ شخص ہارون بن سعید تھا تو امامؑ نے مسکرا کے فرمایا تو نے بہترین جواب دیا اور بعض کلام خدا کے اذن سے بہت مناسب ہوتے ہیں۔

۶۴۱ حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنَا أَیُّوبُ، قَالَ حَدَّثَنِی صَفْوَانُ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ فَرْقَدٍ، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِی عَبْدِ اللَّه (ع) إِنَّ رَجُلًا خَلْفِی حِینَ صَلَّیْتُ الْمَغْرِبَ فِی مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّه (ص) فَقَالَ: **فَمَا لَكُمْ فِی الْمُنَافِقِینَ فِئَتَیْنِ وَاللَّهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا أَتُرِیدُونَ أَنْ تَهْدُوا مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ وَمَنْ یُضْلِلِ اللَّهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِیلًا** (نساء۸۸) ، فَعَلِمْتُ أَنَّهُ یَعْنِینِی، فَالْتَفَتُّ إِلَیْه فَقُلْتُ: **وَإِنَّ الشَّیَاطِینَ لَیُوحُونَ إِلَى أَوْلِیَائِهِمْ لِیُجَادِلُوكُمْ** (انعام۱۲۱)، وَ ذَكَرَ مِثْلَهُ سَوَاءً إِلَى آخِرِه، وَ قَالَ فِی آخِرِه: قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ لَا جَرَمَ وَ اللَّه مَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّه (ع) مَا أَحَدٌ أَجْهَلَ مِنْهُمْ إِنَّ فِی الْمُرْجِئَةِ فُتْیَا وَ عِلْماً وَ فِی الْخَوَارِجِ فُتْیَا وَ عِلْماً، وَ مَا أَحَدٌ أَجْهَلَ مِنْهُمْ.

داود بن فرقد کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ کی خدمت میں عرض کی؛ جب میں نے نماز مغرب مسجد نبوی میں پڑھی تو کسی نے پیچھے سے کہا؛ پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم

[۱۸۹] ۔پوری آیت اس طرح ہے اگرچہ اس شخص نے اسے مقدم کرکے پڑھا؛ **فَمَا لَكُمْ فِی الْمُنَافِقِینَ فِئَتَیْنِ وَاللَّهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا أَتُرِیدُونَ أَنْ تَهْدُوا مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ وَمَنْ یُضْلِلِ اللَّهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِیلًا** (نساء۸۸)؛ اور اللہ نے ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے انہیں اوندھا کر دیا ہے، کیا تم لوگ اللہ کے گمراہ کردہ کو ہدایت دینا چاہتے ہو؟ حالانکہ جسے اللہ گمراہ کر دے اس کے لیے تم کوئی راستہ نہیں پاؤ گے۔

منافقین کے بارے میں دو گروہ ہو گئے ہو؟ اور اللہ نے ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے انہیں اوندھا کر دیا ہے، کیا تم لوگ اللہ کے گمراہ کردہ کو ہدایت دینا چاہتے ہو؟ حالانکہ جسے اللہ گمراہ کر دے اس کے لیے تم کوئی راستہ نہیں پاو گے، راوی کہتا ہے کہ میں نے جان لیا کہ وہ مجھے مراد لے رہا ہے تو میں اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہا؛ بے شک شیاطین اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتے ہیں کہ وہ تم سے جھگڑا کریں اور سابقہ روایت کی طرح بیان کیا اور آخر میں یہ اضافہ کیا کہ میں نے عرض کی میں آپ پر قربان جاوں خدا کی قسم اس وہ ایک کلمہ بھی نہ بول سکا تو امام نے فرمایا؛ ان سے زیادہ کو جاہل و نادان نہیں ہے مرجئہ میں کچھ فتوے اور علم جمع ہے اور خوارج میں کچھ فتوے اور علم جمع ہے ان سے بڑا کوئی جاہل نہیں ہے۔

خالد بن جریر بجلی

۶۴۲ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ سَأَلْتُ عَلِیَّ بْنَ الْحَسَنِ، عَنْ خَالِد بْنِ جَرِیرٍ الَّذِی یَرْوِی عَنْهُ الْحَسَنُ بْنُ مَحْبُوبٍ فَقَالَ کَانَ مِنْ بَجِیلَةَ وَ کَانَ صَالِحاً.

محمد بن مسعود کا بیان ہے کہ میں نے علی بن حسن (بن فضال) سے خالد بن جریر کے بارے میں پوچھا جس سے حسن بن محبوب روایت کرتا ہے ؟ توانہوں نے کہا؛ کہ وہ قبیلہ بجیلہ سے تعلق رکھتا تھا اور ایک نیک و صالح اور پرہیزگار انسان تھا۔

وہب بن جمیع مولی اسحاق بن عمار

۶۴۳ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ، وَ سَأَلْتُهُ عَنْ وَهْبِ بْنِ جُمَیْعٍ فَقَالَ مَا سَمِعْتُ فِیهِ إِلَّا خَیْراً.

محمد بن مسعود کا بیان ہے کہ میں نے علی بن حسن (بن فضال) سے وہب بن جمیع کے بارے میں پوچھا؟ توانہوں نے کہا؛ کہ میں نے ان کے بارے میں فقط ذکر خیر ہی سنا ہے۔

علی بن خلید مکفوف

۶۴۴ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ سَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحَسَنِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ خُلَيْدٍ قَالَ: يُعْرَفُ بِأَبِي الْحَسَنِ الْمَكْفُوفِ وَ هُوَ بَغْدَادِيٌّ، قَالَ: لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ[۱۹۰].

محمد بن مسعود کا بیان ہے کہ میں نے علی بن حسن (بن فضال) سے علی بن خلید کے بارے میں پوچھا؟ تو انہوں نے کہا؛ وہ ابوالحسن مکفوف کے عنوان سے معروف ہے اور بغداد کا رہنے والا ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے

ادیم بن حرّ ابو حر حذاء[۱۹۱]

۶۴۵ قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَبُو الْحُرِّ اسْمُهُ أُدَيْمُ بْنُ الْحُرِّ وَ هُوَ حَذَّاءٌ صَاحِبُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ؑ.

نصر بن صباح نے کہا کہ ابو الحرّ کا نام ادیم بن حرّ اور حذّاء ان کا لقب تھا اور وہ امام صادق کے صحابی تھے۔

---

[۱۹۰]۔ رجال الکشی، ص: ۳۴۷۔

[۱۹۱]۔ رجال النجاشی اص۲۶۵ ۲ن ۲۶۵، رجال الطوسی ۱۴۳ن ۲۰، التحریر الطاووسی ۵۳ ن ۴۸، رجال ابن داود ۴۹ ن ۱۴۹، رجال العلامۃ الحلی ۲۴ ن ۱۱، ایضاح الاشتباہ ۸۴ ن ۱۱، لسان المیزان اص ۳۳۷، نقد الرجال ۳۷، مجمع الرجال اص ۱۷۹، نضد الایضاح ۵۲، جامع الرواۃ اص ۷۷، وسائل الشیعۃ ۲۰ص ۱۳۵ن ۱۲۲، الوجیزۃ ۱۴۵، بہجۃ الآمال ۲ص ۱۷۹، تنقیح المقال اص ۱۰۷ن ۶۲۷، الذریعۃ ۲ص ۱۴۰ن ۵۲۱، معجم رجال الحدیث ۳ص ۱۶ان ۱۰۶۷و ۱۰۶۸و ۱۰۶۹، قاموس الرجال اص ۴۶۳.

حبیب سجستانی

۶۴۶ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ: حَبِيبٌ السِّجِسْتَانِيُّ كَانَ أَوَّلًا شَارِياً، ثُمَّ دَخَلَ فِي هَذَا الْمَذْهَبِ وَ كَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي جَعْفَرٍ وَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (عَلَيْهِمَا السَّلَامُ) مُنْقَطِعاً إِلَيْهِمَا.

محمد بن مسعود کا بیان ہے کہ حبیب سجستانی پہلے خارجی شریر عقیدہ رکھتا تھا پھر مذہب حقہ میں داخل ہو گیا اور وہ امام باقرؑ و صادقؑ کا مخلص صحابی تھا۔

زیاد بن ابو رجاء[۱۹۲]

۶۴۷ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود: سَأَلْتُ ابْنَ فَضَّالٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي رَجَاءٍ فَقَالَ ثِقَةٌ. محمد بن مسعود کا بیان ہے کہ میں نے علی بن حسن (بن فضال) سے زیاد بن ابو رجاء کے بارے میں پوچھا؟ تو انہوں نے کہا؛ وہ ثقہ اور سچا شخص تھا۔

[۱۹۲]۔ان سے مراد ابو عبیدہ حذاء، زیاد بن ابی رجاء عیسی ہے، رجال البرقی ۱۳ و ۱۸، الاختصاص مفید ۸۳، رجال النجاشی اص۳۸۸ ن ۷۴۴، رجال الطوسی ۱۳۲ن ۵ و ۱۹۸ن ۳۴ و ۲۰۲ن ۱۰۸، رجال ابن داود ۱۶۲ن ۶۴۴، رجال العلّامۃ الحلی ۴۷، نقد الرجال ۱۴۱ن ۲۹، مجمع الرجال ۳ص۶۹، جامع الرواۃ اص۳۳۶، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۲۰۱ن ۵۰۶، الوجیزۃ ۱۵۲، ہدایۃ المحدثین ۶۷، بہجۃ الآمال ۴ص۲۱۲، تنقیح المقال اص۴۵۶ن ۴۳۴۹، اِعیان الشیعۃ ۷ص۹۷، الذریعۃ ۶ص۳۳۳ن ۱۹۱۷، معجم رجال الحدیث ۷ص۳۰۱ن ۴۷۶۳ و ۴۷۹۷و۲۱ص۲۳۲ن ۱۴۵۲۳و۲۱ص۲۳۵ن ۱۴۵۲۴، قاموس الرجال ۴ص۲۱۸.

طیار[193] اور اس کا بیٹا[194]

۶۴۸ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ نُصَیْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَیْنِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِیرٍ، عَنِ ابْنِ بُکَیْرٍ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ الطَّیَّارِ، قَالَ، سَأَلَنِی أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) عَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِذَلِکَ، قَالَ لَکِنْ أَبُوکَ، قَالَ، فَسَأَلَنِی عَنِ الْفَرَائِضِ فَقُلْتُ أَنَا وَ مَا أَنَا بِذَلِکَ فَقَالَ لَکِنْ أَبُوکَ،[195] قَالَ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا مِنْ قُرَیْشٍ کَانَ لِی صَدِیقاً وَ کَانَ عَالِماً قَارِئاً، فَاجْتَمَعَ هُوَ وَ أَبُوکَ عِنْدَ أَبِی جَعْفَرٍ (ع)، فَقَالَ لِیُقْبِلْ کُلُّ وَاحِدٍ مِنْکُمَا عَلَى صَاحِبِهِ وَ یُسَائِلْ کُلُّ وَاحِدٍ مِنْکُمَا صَاحِبَهُ! فَفَعَلَا، فَقَالَ الْقُرَشِیُّ لِأَبِی

---

[193]۔ان کا نام محمد بن عبداللہ طیار ہے ؛رجال الطوسی ۱۳۵ و ۲۹۲. تنقیح المقال ۳: قسم المیم: ۱۳۴ و ۱۴۴. خاتمة المستدرک ۸۴۵. معجم رجال الحدیث ۱۵: ۱۷۴(اس میں ان کا نام محمد بن جعفر طیار لکھا ہے)، و۱٦: ۱۹۴و ۲۵٦ و ۱۸: ۹۷ و ۲۳: ۱۱۹. رجال البرقی ۱۰و۱۷. رجال ابن داود ۱۷٦. رجال الحلی ۱۵۰. معجم الثقات ۳۵۳. نقد الرجال ۳۱٦. جامع الرواۃ ۲: ۱۳۳و ۱۴۲و ۴۴۸. مجمع الرجال ۵: ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۷: ۱۳۹. منتہی المقال ۲۷۹. منہج المقال ۳۰۳. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۳۳۳. رجال الأنصاری ۱٦۵. اتقان المقال ۲۲۹. الوجیزۃ ۴۸.

[194]۔ان کا نام حمزہ بن محمد بن عبد اللہ طیار ہے: رجال الطوسی ۱۱۷ و ۱۷۷. تنقیح المقال ۱: ۳۷۷ و ۳: قسم الکنی ۴۳. معجم رجال الحدیث ٦: ۲٦۹ و ۲۷۷ و ۲۸۷ و ۲۲: ۱۹۳. رجال البرقی ۳۹. رجال ابن داود ۸۵. معجم الثقات ۲۷۷. جامع الرواۃ ۱: ۲۸۱ و ۲۸۳ و ۲: ۴۳۴. رجال الحلی ۵۳. نقد الرجال ۱۱۹ و ۱۲۰ و ۴۰۴. مجمع الرجال ۲: ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۷: ۱٦۴. ہدایۃ المحدثین ۵۲. اِعیان الشیعۃ ٦: ۲۴۲. عمدۃ الطالب ۴۱. سفینہ البحار ۱: ۳۳۸ و ۲: ۴۹۲. منتہی المقال ۱۲۱ و ۱۲۲. العندبیل ۱: ۲۳۸. منہج المقال ۱۲٦.

[195] ۔ رجال الکشی، ص: ۳۴۸۔

جَعْفَرٍ (ع) قَدْ عَلِمْتُ مَا أَرَدْتَ! أَرَدْتَ أَنْ تُعَلِّمَنِی أَنَّ فِی أَصْحَابِکَ مِثْلَ هَذَا، قَالَ هُوَ ذَاکَ کَیْفَ رَأَیْتَ۔

حمزہ بن طیار کا بیان ہے کہ امام صادقؑ نے مجھ سے قرآن کی قراءت کے بارے میں پوچھا؟ میں نے عرض کی میں قاری نہیں ہوں ،تو آپ نے فرمایا؛مگر تیرا باپ تو قاری تھا ،پھر آپ نے مجھ سے فرائض (میراث) کے بارے میں سوال کیا؟

میں نے عرض کی : میں ابھی تک ان میں مہارت نہیں رکھتا۔

آپ نے فرمایا: لیکن تیرا باپ ان کا ماہر تھا۔

پھر فرمایا: ایک قریشی میرا دوست تھا اور وہ عالم اور قاری تھا ایک دن وہ اور تیرا باپ میرے والد گرامی ابو جعفر امام باقرؑ کے پاس جمع ہوئے تو اپ نے فرمایا تم دونوں آپس میں سوالات کرو تو ان دونوں نے بحث کی پھر قریشی نے امام باقرؑ سے عرض کی میں نے آپ کا ارادہ جان لی ہے ! آپ مجھے یہ بتانا چاہتے تھے کہ آپ کے اصحاب میں اس جیسے ماہر افراد بھی موجود ہیں تو امام نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے ،تو نے اسے کیسا پایا؟

۶۴۹ طَاهِرُ بْنُ عِیسَی، قَالَ حَدَّثَنِی جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنِی الشُّجَاعِیُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَیْنِ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ یَحْیَی، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ الطَّیَّارِ، عَنْ أَبِیهِ مُحَمَّدٍ قَالَ، جِئْتُ إِلَی بَابِ أَبِی جَعْفَرٍ (ع) أَسْتَأْذِنُ عَلَیْهِ فَلَمْ یَأْذَنْ لِی وَ أَذِنَ لِغَیْرِی، فَرَجَعْتُ إِلَی مَنْزِلِی وَ أَنَا مَغْمُومٌ، فَطَرَحْتُ نَفْسِی عَلَی سَرِیرٍ فِی الدَّارِ وَ ذَهَبَ عَنِّی النَّوْمُ، فَجَعَلْتُ أُفَکِّرُ وَ أَقُولُ أَ لَیْسَ الْمُرْجِئَةُ تَقُولُ کَذَا وَ الْقَدَرِیَّةُ تَقُولُ کَذَا وَ الْحَرُورِیَّةُ تَقُولُ کَذَا وَ الزَّیْدِیَّةُ تَقُولُ کَذَا، فَیُفْسِدُ عَلَیْهِمْ قَوْلَهُمْ، وَ أَنَا أُفَکِّرُ فِی هَذَا حَتَّی نَادَی الْمُنَادِی فَإِذَا الْبَابُ تُدَقُّ، فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالَ

رَسُولُ أَبِی جَعْفَرٍ (ع) یَقُولُ لَکَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) أَجِبْ! فَأَخَذْتُ ثِیَابِی وَ مَضَیْتُ مَعَهُ فَدَخَلْتُ عَلَیْهِ، فَلَمَّا رَءَانِی قَالَ یَا مُحَمَّدُ لَا إِلَی الْمُرْجِئَةِ وَ لَا إِلَی الْقَدَرِیَّةِ وَ لَا إِلَی الْحَرُورِیَّةِ وَ لَا إِلَی الزَّیْدِیَّةِ، وَ لَکِنْ إِلَیْنَا، إِنَّمَا حَجَبْتُکَ لِکَذَا وَ کَذَا، فَقَبِلْتُ وَ قُلْتُ بِهِ.

حمزہ بن طیار نے باپ محمد طیار سے روایت کی کہ میں امام باقرؑ کے دروازے پہ حاضر ہوا اور آپ سے اذن حضور طلب کیا مگر مجھے اجازت نہیں ملی اور میرے علاوہ دوسروں لوگوں کو اجازت مل گئی، تو میں غمگین ہوا اور اپنے گھر لوٹ آیا اور اپنے آپ کو بستر پر گرا دیا اور میری نیند اڑ گئی اور میں نے یہ سوچنا شروع کر دیا کہ کیا مرجئہ ایسے نہیں کہتے، قدریہ ایسے نہیں کہتے ،اور حروریہ کا یہ عقیدہ نہیں ہے اور زیدیہ کا یہ کہنا نہیں، پھر ان کے نظریات باطل ہیں، ابھی میں اس فکر میں تھا کہ دروازے پہ کسی نے آواز دی اور دقّ الباب کیا میں نے کہا؛ کون ہیں؟
جواب ملا: امام باقرؑ کا پیغام لانے والا آیا ہے، اور کہتا ہے کہ امام آپ کو بلا رہے ہیں، میں نے کپڑے پہنے اور چل پڑا جب میں آپ کے پاس پہنچا تو آپ نے دیکھتے ہی فرمایا اے محمد! نہ مرجئہ ،نہ قدریہ، اور نہ حروریہ و زیدیہ کی طرف، بلکہ ہمارے پاس آنا لازمی ہے اور میں نے اس وجہ سے تجھے روکا تھا، تو میں بات سمجھ لی اور آپ کا قائل ہو گیا۔

۶۵۰ حَمْدَوَیْهِ وَ مُحَمَّدٌ ابْنَا نُصَیْرٍ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی، عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحَکَمِ، عَنْ أَبَانٍ الْأَحْمَرِ، عَنِ الطَّیَّارِ قَالَ، قُلْتُ لِأَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع)[۱۹۶] بَلَغَنِی أَنَّکَ کَرِهْتَ مِنَّا مُنَاظَرَةَ النَّاسِ وَ کَرِهْتَ الْخُصُومَةَ فَقَالَ أَمَّا کَلَامُ مِثْلِکَ

---

[۱۹۶] ۔ رجال الکشی، ص: ۳۴۹۔

لِلنَّاسِ فَلَا نَكْرَهُهُ، مَنْ إِذَا طَارَ أَحْسَنَ أَنْ يَقَعَ وَ إِنْ وَقَعَ يُحْسِنُ أَنْ يَطِيرَ، فَمَنْ كَانَ هَكَذَا فَلَا نَكْرَهُ كَلَامَهُ.

طیار کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کی مجھے خبر ملی ہے کہ آپ ہم سے لوگوں کے ساتھ بحث کرنے کو پسند نہیں فرماتے اور مناظرے اور خصومت کو ناپسند کرتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: تم جیسے لوگوں سے بحث اور مناظرے کو ناپسند نہیں کرتے کہ جب وہ پرواز کرتے ہیں تو انہیں اترنا بھی خوب آتا ہے اور جب اتر جاتے ہیں تو انہیں اڑنا بھی خوب آتا ہے جو اس طرح ہو ان کی بحثوں کو ناپسند نہیں کرتے۔

۶۵۱ حَمْدَوَيْهِ وَ إِبْرَاهِيمُ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ، قَالَ، قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) مَا فَعَلَ ابْنُ الطَّيَّارِ قَالَ، قُلْتُ مَاتَ، قَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ وَ لَقَّاهُ نَضْرَةً وَ سُرُوراً فَقَدْ كَانَ شَدِيدَ الْخُصُومَةِ عَنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ.

ہشام بن حکم نے امام صادقؑ سے روایت کی، فرمایا فرزند طیار کا کیا بنا؟

میں نے عرض کی وہ فوت ہو گئے۔

فرمایا خدا اس پر رحمت فرمائے، اور انہیں شادابی اور خوشی نصیب فرمائے، کیونکہ وہ ہم سے دفاع کرنے میں لوگوں سے شدید مناظرہ کرتے تھے۔

۶۵۲ حَمْدَوَيْهِ وَ إِبْرَاهِيمُ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَقَالَ: مَا فَعَلَ ابْنُ الطَّيَّارِ فَقُلْتُ تُوُفِّيَ، فَقَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ أَدْخَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ الرَّحْمَةَ وَ نَضَّرَهُ، فَإِنَّهُ كَانَ يُخَاصِمُ عَنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ.

ابو جعفر مومن طاق نے امام صادقؑ سے روایت کی ،فرمایا فرزند طیار کا کیا بنا؟ میں نے عرض کی وہ فوت ہوگئے۔

فرمایا خدا اس پر رحمت فرمائے اور انہیں شادابی اور خوشی نصیب فرمائے ، کیونکہ وہ ہم سے دفاع کرنے میں لوگوں سے شدید مناظرہ کرتے تھے۔

۶۵۳[197] فَضَالَةُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبَانٍ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ الطَّيَّارِ، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ، أَخَذَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) بِيَدِی ثُمَّ عَدَّ الْأَئِمَّةَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ إِمَاماً إِمَاماً يَحْسُبُهُمْ بِيَدِهِ حَتَّى انْتَهَى إِلَى أَبِی جَعْفَرٍ (ع) فَكَفَّ، فَقُلْتُ جَعَلَنِیَ اللَّهُ فِدَاکَ لَوْ فَلَقْتَ رُمَّانَةً فَأَحْلَلْتَ بَعْضَهَا وَ حَرَّمْتَ بَعْضاً لَشَهِدْتُ أَنَّ مَا حَرَّمْتَ حَرَامٌ وَ مَا أَحْلَلْتَ حَلَالٌ، فَقَالَ: فَحَسْبُکَ أَنْ تَقُولَ بِقَوْلِهِ، وَ مَا أَنَا إِلَّا مِثْلُهُمْ لِی مَا لَهُمْ وَ عَلَیَّ مَا عَلَيْهِمْ، فَإِنْ أَرَدْتَ أَنْ تَجِیءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الَّذِينَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ، فَقُلْ بِقَوْلِهِ.

حمزہ بن طیار کا بیان ہے کہ امام صادقؑ نے میرا ہاتھ تھاما اور ائمہ معصومینؑ کے ایک ایک کر کے اسماء گنوائے یہاں تک کہ جب امام باقرتک پہنچے تو رک گئے تو میں نے عرض کی ؛مولا میں آپ پر قربان جاوں اگر آپ ایک انار کے دو حصے کریں اور ایک کو حلال اور دوسرے کو حرام قرار دیں تو میں گواہی دونگا کہ جسے آپ نے حرام قرار دیا وہ حرام ہے اور جسے آپ نے حلال قرار دیا وہ حلال ہے ،فرمایا؛ تیرے لیے امام باقرؑ کے قول کا قائل ہونا کافی ہے کیونکہ میں بھی انہی کی طرح ہون میرے لیے وہی حق ہے جو ان کے حاصل تھا اور مجھ پر بھی وہی ذمہ داری ہے جو ان پر تھی تو اگر تو چاہے کہ قیامت کے دن ان ائمہؑ کے ساتھ آئے جن کے

[197] یہ مضمون روایت نمبر ۴۶۲ میں بھی گزر چکا جو ابن یعفور کے ایمان کے متعلق تھا اور یہ ایمان کا بلند ترین درجہ ہے کہ انسان اپنے امام کے فرامین کی مکمل اتباع کرے اور ان کے بارے میں شبہات کا شکار نہ ہو۔

بارے میں خدا نے فرمایا اس دن ہم ہر شخص کو اس کے امام کے ساتھ اٹھائیں گے تو ان کے قول کو اختیار کر۔

ابو صباح کنانی ابراہیم بن نعیم[۱۹۸]

۶۵۴ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّد قَالَ حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّد، عَنِ الْوَشَّاءِ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا قَالَ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّه (ع) لِأَبِی الصَّبَّاحِ الْکِنَانِیِّ أَنْتَ مِیزَانٌ! فَقَالَ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاکَ الْمِیزَانُ رُبَّمَا کَانَ فِیهِ عَیْنٌ! قَالَ أَنْتَ مِیزَانٌ لَیْسَ فِیهِ عَیْنٌ.

وشاء نے بعض شیعہ سے روایت کی کہ امام صادقؑ نے ابو صباح کنانی سے فرمایا: تو میزان (ترازو) ہے۔

اس نے عرض کی: مولا، میں آپ پر قربان جاوں، ترازو کبھی کج ہوتے ہیں؟

آپ نے فرمایا؛ تو ایسا میزان (ترازو) ہے جس میں کوئی کجی نہیں ہے۔

---

[۱۹۸]۔ رجال الطوسی ۱۰۲ و ۱۴۴. تنقیح المقال ۱: ۳۸ و ۳ قسم الکنی: ۲۰. رجال النجاشی ۱۵. رجال ابن داود ۳۴. معجم الثقات ۵ و ۱۴۱. معجم رجال الحدیث ۱: ۳۱۲ و ۲۱: ۱۹۱ و ۱۹۲ و ۲۳: ۷ ۱۳. جامع الرواۃ ۱: ۳۶ و ۲: ۳۹۴ و ۴۵۰. رجال الحلی ۳. نقد الرجال ۱۵ و ۳۹۰ و ۴۱۱. مجمع الرجال ۱: ۶۷ و ۷: ۵۴ و ۱۴۶. ہدایۃ المحدثین ۱۲ و ۲۸۶. فہرست الطوسی ۱۸۵. إعیان الشیعۃ ۲: ۲۳۲. الکنی والألقاب ۱: ۹۳. ہدیۃ الأحباب (فارسی) ۲۳. توضیح الاشتباہ ۲۱ و ۳۱۲. سفینۃ البحار ۱: ۷۹ و ۲: ۳. رجال البرقی ۱۱ و ۱۸ و ۳۸. منتہی المقال ۲۷. العندبیل ۱۳. منہج المقال ۲۸. جامع المقال ۵۳. بہجۃ الامال ۱: ۵۸۲. التحریر الطاووسی ۲۹. إضبط المقال ۵۳۸. روضۃ المتقین ۱۴: ۳۲۷. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۱۲۲. اتقان المقال ۱۰. الوجیزۃ مجلسی ۲۵. رجال الأنصاری ۶. تہذیب المقال ۱: ۲۷۹. ثقات الرواۃ ۱: ۴۰ - ۴۳. معجم المصنفین ۴: ۴۶۲. معجم المؤلفین ۱: ۱۲۲. قاموس الرجال ۱ص ۲۲۰.

۶۵۵ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ أَحْمَدَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ بُرَيْدٍ الْعِجْلِيِّ، قَالَ، كُنْتُ أَنَا وَ أَبُو الصَّبَّاحِ الْكِنَانِيُّ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَقَالَ: كَانَ أَصْحَابُ أَبِي وَ اللَّهِ خَيْراً مِنْكُمْ، كَانَ أَصْحَابُ أَبِي وَرَقاً لَا شَوْكَ فِيهِ وَ أَنْتُمُ الْيَوْمَ شَوْكٌ لَا وَرَقَ فِيهِ، فَقَالَ أَبُو الصَّبَّاحِ الْكِنَانِيُّ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَنَحْنُ أَصْحَابُ أَبِيكَ! قَالَ: كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ خَيْراً مِنْكُمُ الْيَوْمَ.

برید عجلی نے روایت کی کہ میں اور ابو صباح کنانی امام صادقؑ کے پاس تھے آپ نے فرمایا : میرے والد گرامی کے اصحاب تم سے بہتر تھے، میرے والد کے اصحاب ایسے نرم (اور صاف و شفاف) دل والے تھے کہ ان میں کوئی کانٹا نہیں تھا اور تم ایسے کانٹے ہو جن میں کوئی نرمی (صفاء قلب) نہیں ہے۔

ابو صباح نے عرض کی : میں آپ پر قربان جاوں ہم آپ کے والد کے اصحاب میں سے ہیں ؟

فرمایا : تم اس سے آج سے بہتر تھے۔

۶۵۶ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ كَتَبَ إِلَيَّ الشَّاذَانِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ وَ غَيْرُهُ، عَنْ أَبِي الصَّبَّاحِ الْكِنَانِيِّ قَالَ جَاءَنِي سَدِيرٌ فَقَالَ لِي إِنَّ زَيْداً تَبَرَّأَ مِنْكَ، قَالَ فَأَخَذْتُ عَلَى ثِيَابِي، قَالَ وَ كَانَ أَبُو الصَّبَّاحِ رَجُلًا ضَارِياً، قَالَ، فَأَتَيْتُهُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ،[199] فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا الْحُسَيْنِ بَلَغَنِي أَنَّكَ قُلْتَ الْأَئِمَّةُ أَرْبَعَةٌ ثَلَاثَةٌ مَضَوْا وَ الرَّابِعُ هُوَ الْقَائِمُ! قَالَ زَيْدٌ هَكَذَا قُلْتُ، قَالَ، فَقُلْتُ لِزَيْدٍ هَلْ تَذْكُرُ قَوْلَكَ لِي بِالْمَدِينَةِ فِي حَيَاةِ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) وَ أَنْتَ تَقُولُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَضَى فِي كِتَابِهِ: أَنَّ مَنْ قُتِلَ مَظْلُوماً فَقَدْ

[199] ۔ رجال الکشی، ص: ۳۵۱

جَعَلْنا لِوَلِيِّهِ سُلْطاناً(اسراء۳۳)، وَ إِنَّمَا الْأَئِمَّةُ وُلَاةُ الدَّمِ وَ أَهْلُ الْبَابِ وَ هَذَا أَبُو جَعْفَرٍ الْإِمَامِ فَإِنْ حَدَثَ بِهِ حَدَثٌ فَإِنَّ فِينَا خَلَفاً، وَ قَالَ، كَانَ يَسْمَعُ مِنِّى خُطَبَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) وَ أَنَا أَقُولُ: فَلَا تُعَلِّمُوهُمْ فَهُمْ أَعْلَمُ مِنْكُمْ، فَقَالَ لِى أَ مَا تَذْكُرُ هَذَا الْقَوْلَ فَقُلْتُ بَلَى فَإِنَّ مِنْكُمْ مَنْ هُوَ كَذَلِكَ، قَالَ، ثُمَّ خَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ فَتَهَيَّأْتُ وَ هَيَّأْتُ رَاحِلَةً، وَ مَضَيْتُ إِلَى أَبِى عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ، وَ قَصَصْتُ عَلَيْهِ مَا جَرَى بَيْنِى وَ بَيْنَ زَيْدٍ، فَقَالَ أَ رَأَيْتَ لَوْ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى ابْتَلَى زَيْداً فَخَرَجَ مِنَّا سَيْفَانِ آخَرَانِ بِأَيِّ شَيْءٍ يُعْرَفُ أَيُّ السُّيُوفِ سَيْفُ الْحَقِّ، وَ اللَّهِ مَا هُوَ كَمَا قَالَ، لَئِنْ خَرَجَ لَيُقْتَلُنَّ، قَالَ فَرَجَعْتُ فَانْتَهَيْتُ إِلَى الْقَادِسِيَّةِ فَاسْتَقْبَلَنِى الْخَبَرُ بِقَتْلِهِ رَحِمَهُ اللَّهُ.(ح۶۵۷)عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَيْبَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، قَالَ حَدَّثَنِى عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ، بِإِسْنَادِهِ، هَذَا الْحَدِيثَ بِعَيْنِهِ.

ابو صباح کنانی کا بیان ہے کہ سدیر ایک دن میرے پاس آئے اور کہا؛زید بن علیؑ تجھ سے اظہار براءت کر چکا ہے میں نے اپنا لباس پہنا اور زید کی ملاقات کے لیے چلا گیا جب میں اس کے دروازے پر پہنچا، اسے سلام کر کے کہا اے ابوالحسین، میں نے سنا ہے کہ تو یہ گمان کرتا ہے کہ ائمہ صرف چار ہیں جن میں سے تین گزر چکے اور چوتھا وہ ہوگا جو تلوار سے قیام کرے گا۔

زید نے کہا ہاں۔

میں نے یہ کہا ہے، پھر میں نے اسے اس کے کچھ ایسے الفاظ یاد دلائے جو کہ اس نے امام باقر کے عہد امامت میں کہے تھے اور جن سے اس کے دعوے کی نفی ہوتی تھی ،تونے امام

باقرؑ کے زمانے میں مجھ سے کہا تھا اللہ نے قرآن میں فیصلہ کر دیا ہے کہ جو مظلوم قتل ہو گا اس کے ولی کے لیے ہم ن ے سلطان قرار دیا ہے اور ائمہ خون کے ولی اور اہل بیت ہیں اور یہ محمد باقرؑ ہیں اور اگر ان پر کوئی مصیبت آجائے تو ہم میں ان کا خلیفہ موجود ہے۔

ابو صباح کہتا ہے زید مجھ سے امام علیؑ کے خطبات سنا کرتا تھا اور ان نے کہا انکو تعلیم نہ دو وہ تم سے زیادہ جانتے ہیں، تو انے کہا کیا تجھے یاد ہے ؟ تو میں نے کہا ہاں یقینا تم میں سے ایک ایسا شخص موجود ہے جو ان صفات (عالم لدنی) کا مالک ہے پھر میں وہاں سے چل پڑا اور امام صادقؑ کے خدمت میں حاضر ہوا، اور ان سے زید اور اپنی گفتگو نقل کی۔

امام نے فرمایا : اگر خدا نے زید کو تلوار کے خروج میں مبتلا کر دیا تو اس کا نقصان ہو گا، جو مستقبل میں تلوار سے قیام ہو گا اس کے متعلق لوگوں کو فیصلہ کرنے میں مشکل ہو گی کہ ان تلواروں میں شمشیر حق کونسی ہے ؟ خدا کی قسم اس نے جو گمان کیا ہے وہ حقیقت کے مطابق نہیں ہے اگر اس نے خروج کیا تو قتل ہو گا جب میں واپس لوٹا تو مقام قادسیہ میں مجھے زید بن علی کے قتل کی اطلاع ملی۔

ح۶۵۷۔ علی بن حکم نے سابقہ حدیث کی طرح روایت نقل کی۔

۶۵۸ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ، قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ: أَبُو الصَّبَّاحِ الْكِنَانِيُّ ثِقَةٌ وَ كَانَ كُوفِيّاً، وَ إِنَّمَا سُمِّيَ الْكِنَانِيَّ لِأَنَّ مَنْزِلَهُ فِي كِنَانَةَ فَعَرَفَ بِهِ وَ كَانَ عَبْدِيّاً.

محمد بن مسعود نے علی بن حسن بن فضال سے نقل کیا کہ ابو صباح کنانی ثقہ اور کوفی شخص تھا انہیں کنانی اس لیے کہتے تھے کہ اس کا گھر کنانہ میں تھا اور وہ اسی سے معروف ہو گئے حالانکہ وہ عبدی (قبیلہ عبد بن قیس کی طرف منسوب) تھا۔

ابان بن عثمان احمر[۲۰۰]

۶۵۹ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود،قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ نُصَیْرٍ وَ حَمْدَوَیْه، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ یَقْطِینٍ، عَنْ إِبْرَاهِیمَ بْنِ أَبِی الْبِلَادِ، قَالَ، كُنْتُ أَقُودُ أَبِی وَ قَدْ كَانَ كَفَّ بَصَرَهُ، حَتَّی صِرْنَا إِلَی حَلْقَةٍ فِیهَا أَبَانٌ الْأَحْمَرُ، فَقَالَ لِی عَمَّنْ تُحَدِّثُ قُلْتُ عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع)، فَقَالَ وَیْحَهُ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) یَقُولُ: أَمَا إِنَّ مِنْكُمُ الْكَذَّابِینَ وَ مِنْ غَیْرِكُمُ الْمُكَذِّبِینَ.

ابراہیم بن ابی بلاد کا بیان ہے کہ جب میرے والد کی آنکھیں جاتی رہیں تو میں انہیں چلایا کرتا تھا یہاں تک کہ ہم ایک ایسے گروہ کے پاس سے گزرے جن میں ابان احمر موجود تھے تو اس نے مجھ سے کہا: تو کس سے حدیث بیان کرتا ہے؟

---

[۲۰۰]۔ رجال الطوسی ۱۵۲. تنقیح المقال ۱: ۵. خاتمۃ المستدرک ۷ ۵۴ و ۶۲۳ و ۶۹۷ و ۷۰۸. رجال النجاشی ۱۰. فہرست الطوسی ۱۸. معالم العلماء ۲۷. رجال ابن داود ۳۰. معجم الثقات ۲. معجم رجال الحدیث ۱: ۱۳۹ و ۱۵۷-۱۶۹. جامع الرواۃ ۱: ۱۲. رجال الحلی ۲۱. نقد الرجال ۴. مجمع الرجال ۱: ۲۴-۲۷. ہدایۃ المحدثین ۷. اعیان الشیعۃ ۲: ۱۰۰. الموسوعۃ الاسلامیہ ۱: ۲۰۷. منتہی المقال ۱۷. سفینہ البحار ۱: ۸. منہج المقال ۱۷. تأسیس الشیعۃ ۱۵۴ و ۲۳۵. توضیح الاشتباہ ۵. رجال البرقی ۳۹. توحید الصدوق ۱۰۳ و ۱۴۴ و ۱۶۷ و ۱۷۸ و ۳۴۹ و ۳۶۷ و ۴۰۱ و ۴۱۳. العندبیل ۱: ۳. جامع المقال ۵۲. بہجۃ الامال ۱: ۴۹۵. التحریر الطاووسی ۴۹. اضبط المقال ۴۸۳. روضۃ المتقین ۱۴: ۳۲۵ (اس میں ہے کہ وہ کبھی امام باقرؑ سے روایت کرتا ہے) وسائل الشیعۃ ۲۰: ۱۱۷. الوجیزۃ للمجلسی ۲۵. شرح مشیخۃ الفقیہ ۴: ۸۳. رجال الشیخ الأنصاری ۱. تہذیب المقال ۱: ۲۱۹. ثقات الرواۃ اص ۱۶ ان ۱۹. میزان الاعتدال ۱: ۶. لسان المیزان ۱: ۲۴. معجم المصنفین ۳: ۲۸. المغنی فی الضعفاء ۱: ۷. الضعفاء الکبیر ۱: ۳۷. معجم المؤلفین ۱: ۱. اعلام الزرکلی ۱: ۲۷. بغیۃ الوعاۃ ۱۷۷. معجم الادباء ۱: ۱۰۸.

میں نے عرض کی: امام صادقؑ سے۔

تو اس نے کہا: تمہارا برا ہو، میں نے امام صادقؑ سے سنا کہ تم میں ایک جھوٹ بولنے والے ہیں اور تمہارے غیر میں جھٹلانے والے ہیں۔

۶۶۰ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ، کَانَ أَبَانٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ وَ کَانَ مَوْلَى بَجِیلَةَ وَ کَانَ یَسْکُنُ الْکُوفَةَ وَ کَانَ مِنَ النَّاوُوسِیَّةِ.

محمد بن مسعود نے علی بن حسن بن فضال سے نقل کیا کہ ابان بصری تھا اور قبیلہ بجیلہ کا ہم پیمان تھا وہ کوفہ میں رہتا تھا اور ناووسی نظریئے کا قائل تھا۔

ابوخدیجہ سالم بن مکرم[۲۰۱]

۶۶۱ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَلِيَّ بْنَ الْحَسَنِ، عَنِ اسْمِ أَبِی خَدِيجَةَ قَالَ سَالِمُ بْنُ مُكْرَمٍ، فَقُلْتُ لَهُ ثِقَةٌ فَقَالَ: صَالِحٌ وَ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَ كَانَ جَمَّالًا، وَ ذَكَرَ أَنَّهُ حَمَلَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَة، قَالَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِی هَاشِمٍ عَنْ أَبِی‌خَدِيجَةَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) لَا تَكْتَنِ بِأَبِی خَدِيجَةَ! قُلْتُ فَبِمَ أَكْتَنِی فَقَالَ بِأَبِی سَلَمَةَ، وَ كَانَ سَالِمٌ مِنْ أَصْحَابِ أَبِی الْخَطَّابِ، وَ كَانَ فِی الْمَسْجِدِ يَوْمَ بُعِثَ عِيسَى بْنُ مُوسَى بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْعَبَّاسِ، وَ كَانَ عَامِلَ الْمَنْصُورِ عَلَى الْكُوفَةِ إِلَى أَبِی الْخَطَّابِ، لَمَّا بَلَغَهُ أَنَّهُمْ قَدْ أَظْهَرُوا الْإِبَاحَاتِ وَ دَعَوُا النَّاسَ إِلَى نُبُوَّةِ أَبِی الْخَطَّابِ، وَ إِنَّهُمْ يَجْتَمِعُونَ فِی الْمَسْجِدِ وَ لَزِمُوا الْأَسَاطِينَ يُوَرُّونَ النَّاسَ أَنَّهُمْ

---

[۲۰۱]۔ رجال الطوسی ۲۰۹. تنقیح المقال ۲: ۴ و ۵ و ۳: قسم الکنی ۱۵. فہرست الطوسی ۷۹. رجال النجاشی ۱۳۴. معالم العلماء ۵۷.. رجال ابن داود ۱۰۱ و ۲۴۷. رجال الحلی ۲۲۷. معجم الثقات ۵۷ و ۱۴۰. معجم رجال الحدیث ۸: ۹ و ۱۷ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۷ و ۲۱: ۱۴۳ و ۱۷۷. رجال البرقی ۳۳. رجال الکشی ۳۵۲. نقد الرجال ۱۴۵ و ۳۸۷. توضیح الاشتباہ ۱۶۷. جامع الرواۃ ۱: ۳۴۹ و ۳۸۳ و ۳۹۱. ہدایۃ المحدثین ۶۹. مجمع الرجال ۳: ۹۴ و ۹۵ و ۷: ۳۷. اعیان الشیعۃ ۷: ۱۸۰. بہجۃ الآمال ۴: ۳۰۹. المقالات والفرق ۸۱ و ۲۱۸. فرق الشیعۃ ۶۹. منتہی المقال ۱۴۲. سفینۃ البحار ۱: ۳۸۱ و ۶۴۱. منہج المقال ۱۵۷. جامع المقال ۷۰. التحریر الطاووسی ۱۴۴. نضد الایضاح ۱۵۰. اضبط المقال ۵۱۴. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۲۰۳. اتقان المقال ۱۸۶. الوجیزۃ ۳۵. تہذیب المقال ۳: ۷۹. رجال الانصاری ۹۱.

قَدْ لَزِمُوهَا لِلْعِبَادَةِ، وَ بَعَثَ إِلَيْهِمْ رَجُلًا فَقَتَلَهُمْ جَمِيعاً، لَمْ يُفْلِتْ مِنْهُمْ إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ أَصَابَتْهُ جِرَاحَاتٌ فَسَقَطَ بَيْنَ الْقَتْلَى يُعَدُّ فِيهِمْ، فَلَمَّا جَنَّهُ اللَّيْلُ خَرَجَ مِنْ بَيْنِهِمْ فَتَخَلَّصَ، وَ هُوَ أَبُو سَلَمَةَ سَالِمُ بْنُ مُكْرَمٍ الْجَمَّالُ الْمُلَقَّبُ بِأَبِي خَدِيجَةَ، فَذَكَرَ بَعْدَ ذَلِكَ أَنَّهُ تَابَ وَ كَانَ مِمَّنْ يَرْوِي الْحَدِيثَ.

محمد بن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے علی بن حسن بن فضال سےابو خدیجہ کا نام پوچھا؟ انہوں نے کہا؛اس کانام سالم بن مکرم ہے ، میں نے کہا کیا وہ ثقہ تھا؟انہوں نے کہا؛وہ صالح اور پرہیز گار شخص تھااور کوفہ کا رہنے والا تھا،وہ اونٹ چلایا کرتا تھااور وہ امام صادقؑ کومکہ سے مدینہ تک اپنے اونٹوں پر لایا تھا۔

اس نے کہا: ہمیں عبدالرحمٰن بن ابی ہاشم نےابو خدیجہ سے خبر دی کہ امام صادقؑ نے فرمایا : یہ کنیت (ابو خدیجہ) ختم کروں تو میں نے عرض کی کونسی کنیت رکھوں؟فرمایاابو سلمہ،اور سالم ابوالخطاب کے ساتھیوں میں سے تھااور وہ اس دن مسجد میں موجود تھاجب عیسی بن موسی بن علی بن عبداللہ بن عباس نے سپاہی وہاں بھیجے (جو عیسی بن منصور کا کوفہ پر عامل تھا)جب اسے خبر ملی کہ انہوں نے وہاں بے دینی کااعلان کر دیاہے اور لوگوں کوابوالخطاب کی نبوت کی طرف بلارہے ہیں اور مسجد میں جمع ہورہے ہیں اور ستونوں سے چمٹے ہوئے ہیں اور لوگوں سے توریہ کررہے ہیں کہ وہ عبادت کے لیے وہاں جمع ہورہے ہیں تواس نے سپاہیوں کو بھیجا جنہوں نے ان سب کو قتل کردیاان میں سے سوائے ایک شخص کے کوئی نہیں بچا،اسے بھی شدید زخم آئے اور وہ مقتولین میں گر گیااور ان میں چھپ گیا،اور جب رات کی تاریکی چھاگئی تو وہ ان کے درمیان سے نکلااور اس طرح اس نے اپنی جان بچائی،وہ ابو سلمہ سالم بن مکرم جمال تھااس کے بعد اس نے بتایااس نے توبہ کرلی اور وہ احادیث نقل کرتا تھا۔

فیض بن مختار، سلیمان بن خالد اور عبدالسلام بن عبدالرحمٰن

۶۶۲ حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنِی یَعْقُوبُ بْنُ یَزِیدَ، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ. وَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ الْمَنْصُورِ الْخُزَاعِیُّ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْفَضْلِ الْخُزَاعِیِّ، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ عِیسَی، عَنْ عَبْدِ الْحَمِیدِ بْنِ أَبِی الدَّیْلَمِ، قَالَ، کُنْتُ عِنْدَ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَأَتَاهُ کِتَابُ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نُعَیْمٍ[202] وَ کِتَابُ الْفَیْضِ بْنِ الْمُخْتَارِ وَ سُلَیْمَانَ بْنِ خَالِدٍ، یُخْبِرُونَهُأَنَّ الْکُوفَةَ شَاغِرَةٌ بِرِجْلِهَا، وَ أَنَّهُ إِنْ أَمَرَهُمْ أَنْ یَأْخُذُوهَا، أَخَذُوهَا، فَلَمَّا قَرَأَ کِتَابَهُمْ رَمَی بِهِ، ثُمَّ قَالَ: مَا أَنَا لِهَؤُلَاءِ بِإِمَامٍ أَ مَا عَلِمُوا أَنَّ صَاحِبَهُمُ السُّفْیَانِیُّ.

عبدالحمید بن ابو دیلم کا بیان ہے کہ میں امام صادقؑ کے پاس تھا کہ آپ کے پاس فیض بن مختار، سلیمان بن خالد اور عبدالسلام بن عبدالرحمٰن بن نعیم کا خط پہنچا انہوں نے آپ کو خبر

---

[202]۔ رجال الطوسی ۲۶۷. تنقیح المقال ۲: ۱۵۲. رجال ابن داود ۱۲۹. رجال الحلی ۱۱۷. معجم الثقات ۳۰۷. معجم رجال الحدیث ۱۰: ۱۸. المناقب ۴: ۲۸۱. نقد الرجال ۱۸۸. مجمع الرجال ۴: ۸۸ و ۸۹. بہجۃ الآمال ۵: ۱۵۷. منتہی المقال ۱۷۷. منہج المقال ۱۹۴. التحریر الطاووسی ۲۰۴. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۲۲۸. جامع الرواۃ ۱: ۴۵۷. روضۃ المتقین ۱۴: ۳۸۰. اتقان المقال ۱۹۹. الوجیزۃ ۳۸. رجال الانصاری ۱۰۱ (اس میں اس کا نام عبدالرحیم ہے)

دی کہ کوفہ محافظ اور نگہبان سے خالی ہے اگر آپ انہیں اسے گرفت میں لینے کا حکم دیں تو وہ اپنے قبضے میں لے لیں ،امام نے ان کا خط پڑھ کر زمین پر پھینک دیا اور فرمایا؛ میں ان کا امام نہیں ہوں ،کیا انہیں علم نہیں کہ ان کا ساتھی سفیانی ہے۔

فیض[۲۰۳] اور یونس بن ظبیان

مَارُوِیَ فِی الْفَیْضِ وَ یُونُسَ بْنِ ظَبْیَانَ وَ أَنَّ الْفَیْضَ أَوَّلُ مَنْ سَمِعَ عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ ؑ نَصَّهُ عَلَی ابْنِهِ مُوسَی بْنِ جَعْفَرٍ ؑ. ۶۶۳ جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَیُّوب، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ الْمِیثَمِیِّ، عَنْ أَبِی نَجِیحٍ، عَنِ الْفَیْضِ بْنِ الْمُخْتَارِ. وَ عَنْهُ عَنْ عَلِیِّ بْنِ إِسْمَاعِیلَ، عَنْ أَبِی نَجِیحٍ عَنِ الْفَیْضِ، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِی عَبْدِ اللَّهِ جُعِلْتُ فِدَاکَ، مَا تَقُولُ فِی الْأَرْضِ أَتَقَبَّلُهَا مِنَ السُّلْطَانِ ثُمَّ أُؤَاجِرُهَا آخَرِینَ عَلَی أَنَّ مَا أَخْرَجَ اللَّهُ مِنْهَا مِنْ شَیْءٍ کَانَ مِنْ ذَلِکَ النِّصْفُ أَوِ الثُّلُثُ أَوْ أَقَلُّ مِنْ ذَلِکَ أَوْ أَکْثَرُ قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ، فَقَالَ لَهُ إِسْمَاعِیلُ ابْنُهُ یَا أَبَهْ لَمْ تَحفَّظْ! قَالَ، فَقَالَ یَا بُنَیَّ أَ وَ لَیْسَ کَذَلِکَ أُعَامِلُ أَکَرَتِی[۲۰۴]! إِنَّ کَثِیراً مَا أَقُولُ لَکَ الْزَمْنِی فَلَا تَفْعَلُ، فَقَامَ إِسْمَاعِیلُ فَخَرَجَ، فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ وَ مَا عَلَی إِسْمَاعِیلَ أَلَّا یَلْزَمَکَ إِذَا کُنْتَ أُفْضِیَتْ إِلَیْهِ الْأَشْیَاءُ مِنْ بَعْدِکَ کَمَا أُفْضِیَتْ إِلَیْکَ بَعْدَ أَبِیکَ، قَالَ، فَقَالَ یَا فَیْضُ إِنَّ إِسْمَاعِیلَ لَیْسَ کَأَنَا مِنْ أَبِی، قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ فَقَدْ کُنَّا لَا نَشُکُّ أَنَّ الرِّحَالَ

---

[۲۰۳] ۔ رجال الطوسی ۲۷۲. تنقیح المقال ۲: قسم الفاء: ۱۶. رجال النجاشی ۲۲۰. رجال ابن داود ۱۵۲. رجال الحلی ۱۳۳. فہرست الطوسی ۱۲۶. الارشاد ۲۸۸. معالم العلماء ۹۲. معجم الثقات ۹۶. معجم رجال الحدیث ۱۳: ۳۴۶. نقد الرجال ۲۶۹. جامع الرواۃ ۲: ۱۴. رجال البرقی ۴۰. ہدایۃ المحدثین ۱۳۱. مجمع الرجال ۵: ۴۰ و ۴۲. سفینہ البحار ۲: ۳۹۲. التحریر الطاووسی ۲۲۲. البحار ۴۷: ۳۴۳. منتہی المقال ۲۴۳. منہج المقال ۲۶۳. جامع المقال ۸۵. روضۃ المتقین ۱۴: ۴۱۴. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۲۹۵. اتقان المقال ۱۱۰. الوجیزۃ ۴۴. قاموس الرجال ۷ ص ۳۴۸.

[۲۰۴] ۔ یہاں تک اس مطلب کو کلینی نے نقل کیا ؛ الکافی ج ۵ ص کتاب المعیشۃ، باب قبالۃ اراضی اہل الذمۃ، الحدیث ۲.

سَتُحَطُّ إِلَيْهِ مِنْ بَعْدِکَ، وَ قَدْ قُلْتَ فِيهِ مَا قُلْتَ، فَإِنْ كَانَ مَا نَخَافُ وَ أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَافِيَةَ فَإِلَى مَنْ قَالَ، فَأَمْسَکَ عَنِّي، فَقَبَّلْتُ رُكْبَتَهُ[۲۰۵] وَ قُلْتُ ارْحَمْ سَيِّدِي فَإِنَّمَا هِيَ النَّارُ، وَ إِنِّي وَ اللَّهِ لَوْ طَمِعْتُ أَنِّي أَمُوتُ قَبْلَکَ مَا بَالَيْتُ وَ لَكِنِّي أَخَافُ الْبَقَاءَ بَعْدَکَ، فَقَالَ لِي مَكَانَکَ! ثُمَّ قَامَ إِلَى سِتْرٍ فِي الْبَيْتِ فَرَفَعَهُ وَ دَخَلَ، ثُمَّ مَكَثَ قَلِيلًا ثُمَّ صَاحَ يَا فَيْضُ ادْخُلْ! فَدَخَلْتُ فَإِذَا هُوَ فِي الْمَسْجِدِ قَدْ صَلَّى فِيهِ، وَ انْحَرَفَ عَنِ الْقِبْلَةِ فَجَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ دَخَلَ إِلَيْهِ أَبُو الْحَسَنِ (ع) وَ هُوَ يَوْمَئِذٍ خُمَاسِيٌّ وَ فِي يَدِهِ دِرَّةٌ فَأَقْعَدَهُ عَلَى فَخِذِهِ، فَقَالَ لَهُ بِأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي مَا هَذِهِ الْمِخْفَقَةُ بِيَدِکَ قَالَ مَرَرْتُ بِعَلِيٍّ أَخِي وَ هِيَ فِي يَدِهِ يَضْرِبُ بِهَا بَهِيمَةً فَانْتَزَعْتُهَا مِنْ يَدِهِ؛

اور فیض نے سب سے پہلے امام صادقؑ سے آپ کے فرزند امام موسی کاظمؑ کی امامت کی نصّ سنی تھی، فیض بن مختار کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کی مولا میں آپ پر قربان جاوں آپ اس زمین کے متعلق کیا حکم فرماتے ہیں جو مجھے سلطان اور حاکم کی طرف سے دی جائے پھر میں اسے دوسروں کو اس کی آمد کے نصف یا ایک تہائی یا کم و بیش حصے پر اجارہ پر دے دوں؟

فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں۔

آپ کے بیٹے اسماعیل نے عرض کی: بابا، کیا تمہیں یاد نہیں ہے؟

آپ نے فرمایا: اے فرزند، کیا میں اپنے مزارعوں اور نگہبانوں کے ساتھ اس طرح معاملہ نہی کرتا تھا! اور میں نے تجھے بہت کہا کہ میری بات کو سمجھ لے مگر تو نے عمل نہیں کیا، تو اسماعیل اٹھ کر چلا گیا۔

---

[۲۰۵] ۔ رجال الکشی، ص: ۳۵۵۔

میں نے عرض کی : مولا ، میں آپ پر قربان جاوں اسماعیل کو کیا ہے کہ وہ آپ کے احکام پر عمل نہیں کرتا حالانکہ آپ نے اسے وہ تمام امور سپرد کرنے ہیں جو آپ کے والد گرامی نے آپ کے سپرد کئے۔

آپ نے فرمایا : اے فیض اسماعیل اس طرح نہیں ہے جس طرح میں اپنے باپ کا وارث امامت ٹھہرا۔

میں نے عرض کی : مولا ، میں آپ پر قربان جاوں، ہمیں تو اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں تھا کہ آپ کے بعد مرکز امامت یہی ہوگا اور آپ اس کے متعلق یہ فرمارہے ہیں ، پس اگر وہ ہوجائے جس کا ہمیں خوف ہے (یعنی آپ کے وفات ہوجائے) جبکہ ہم خدا سے آپ کی عافیت وسلامتی کی دعا کرتے ہیں تو عہد امامت کس کے پاس ہوگا؟ فرمایا؛ خاموش رہو۔

میں نے آپ کے پاوں چومے اور عرض کی میرے مولا وآقا مجھ پر رحم فرمایئے ہمیں یوں تو سیدھی جہنم نظر آرہی ہے ، خدا کی قسم میری خواہش ہے کہ میں آپ سے پہلے مرجاوں تو کوئی پرواہ نہیں لیکن مجھے احتمال ہے کہ شاید آپ کے بعد زندہ رہوں۔

آپ نے فرمایا ، ذرا یہیں ٹھہرو ، پھر امام گھر کے ایک پردے کی طرف تشریف لے گئے اور اسے اٹھا کر اندر چلے گئے اور کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد آواز دی اے فیض ، آجاو ، میں اندر داخل ہوا تو آپ مسجد میں تشریف فرما تھے اور نماز پڑھ کر قبلہ سے مڑ چکے تھے میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا حضرت امام موسی کاظمؑ تشریف لائے اس وقت ان کی عمر پانچ سال تھی اور ان کے ہاتھ میں ایک درّہ (تازیانہ) تھا تو امام صادقؑ نے انہیں اپنی گود میں بٹھایا اور فرمایا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ تازیانہ تیرے ہاتھ میں کیسا ہے؟

انہوں نے جواب دیا؛ میں اپنے بھائی علیؑ کے پاس سے گزرا یہ اس کے ہاتھ میں تھا اور وہ جانوروں کو ماررہا تھا تو میں نے ان کے ہاتھ سے لے لیا۔

فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَا فَيْضُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ (ص) أُفْضِيَتْ إِلَيْهِ صُحُفُ إِبْرَاهِيمَ وَ مُوسَى (عَلَيْهِمَا السَّلَامُ) فَائْتَمَنَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ (ص) عَلِيّاً (ع) وَ ائْتَمَنَ عَلَيْهَا عَلِيٌّ الْحَسَنَ (ع) وَ ائْتَمَنَ عَلَيْهَا الْحَسَنُ الْحُسَيْنَ (ع) وَ ائْتَمَنَ عَلَيْهَا الْحُسَيْنُ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ (ع) وَ ائْتَمَنَ عَلَيْهَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ وَ ائْتَمَنَنِي عَلَيْهَا أَبِي، وَ كَانَتْ عِنْدِي وَ لَقَدِ ائْتَمَنْتُ عَلَيْهَا ابْنِي هَذَا عَلَى حَدَاثَتِهِ وَ هِيَ عِنْدَهُ، فَعَرَفْتُ مَا أَرَادَ، فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ زِدْنِي! قَالَ يَا فَيْضُ إِنَّ أَبِي كَانَ إِذَا أَرَادَ أَلَّا تُرَدَّ لَهُ دَعْوَةٌ أَقْعَدَنِي عَلَى يَمِينِهِ فَدَعَا وَ أَمَّنْتُ فَلَا تُرَدُّ لَهُ دَعْوَةٌ، وَ كَذَلِكَ أَصْنَعُ بِابْنِي هَذَا، وَ لَقَدْ ذَكَرْنَاكَ أَمْسِ بِالْمَوْقِفِ فَذَكَرْنَاكَ بِخَيْرٍ، فَقُلْتُ لَهُ يَا سَيِّدِي زِدْنِي! قَالَ يَا فَيْضُ إِنَّ أَبِي كَانَ إِذَا سَافَرَ وَ أَنَا مَعَهُ فَنَعَسَ، وَ هُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ أَدْنَيْتُ رَاحِلَتِي مِنْ رَاحِلَتِهِ فَوَسَّدْتُهُ ذِرَاعِي الْمِيلَ وَ الْمِيلَيْنِ حَتَّى يَقْضِيَ وَطَرَهُ مِنَ النَّوْمِ، وَ كَذَلِكَ يَصْنَعُ بِي ابْنِي هَذَا، قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ زِدْنِي! قَالَ إِنِّي لَأَجِدُ بِابْنِي هَذَا مَا كَانَ يَجِدُ يَعْقُوبُ بِيُوسُفَ، قُلْتُ يَا سَيِّدِي زِدْنِي! قَالَ هُوَ صَاحِبُكَ الَّذِي سَأَلْتَ عَنْهُ، فَأَقِرَّ لَهُ بِحَقِّهِ! فَقُمْتُ حَتَّى قَبَّلْتُ رَأْسَهُ وَ دَعَوْتُ اللَّهَ لَهُ. فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَمَا إِنَّهُ لَمْ يُؤْذَنْ لِي فِي أَمْرِكَ مِنْكَ، قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ أُخْبِرُ بِهِ أَحَداً قَالَ نَعَمْ أَهْلَكَ وَ وُلْدَكَ وَ رُفَقَاءَكَ، وَ كَانَ مَعِي أَهْلِي وَ وُلْدِي وَ يُونُسُ بْنُ ظَبْيَانَ مِنْ رُفَقَائِي، فَلَمَّا أَخْبَرْتُهُمْ حَمِدُوا اللَّهَ عَلَى ذَلِكَ كَثِيراً، وَ قَالَ يُونُسُ لَا وَ اللَّهِ حَتَّى أَسْمَعَ ذَلِكَ مِنْهُ، وَ كَانَتْ فِيهِ عَجَلَةٌ، فَخَرَجَ وَ اتَّبَعْتُهُ فَلَمَّا انْتَهَيْتُ إِلَى الْبَابِ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَدْ سَبَقَنِي وَ قَالَ: الْأَمْرُ كَمَا قَالَ لَكَ الْفَيْضُ، قَالَ سَمِعْتُ وَ أَطَعْتُ.

امام صادقؑ نے فرمایا؛اے فیض ، رسول اکرم ﷺ کے پاس حضرت ابراہیم اور موسیٰؑ کے صحیفے پہنچے توآپ نے ان پر امام علیؑ کو امین قرار دیا اور انہوں نے امام حسن مجتبیٰؑ کو امین قرار دیا ،انہوں نے امام حسینؑ کو امین قرار دیااور آپ نے امام سجادؑ کو امین قرار دیا اور انہوں نے محمد باقرؑ کو امین قرار دیا اور میرے والدؑ نے مجھے امین قرار دیا اور وہ صحیفے میرے پاس ہیں اور میں

نے اپنے اس بیٹے کو اس بچپنے میں ان کا امین قرار دیا ہے اور اب وہ انہی کے پاس ہیں، تو راوی کہتا ہے آپ نے فرمایا؛ اے فیض میرے والد گرامیؑ جب چاہتے کہ ان کی دعا ردّ نہ ہو تو آپ مجھے اپنے دائیں بٹھاتے تھے اور دعا فرماتے تھے اور میں دعا کرتا تھا تو آپکی وہ دعا کبھی رد نہ ہوتی تھی اسی طرح میں اپنے بیٹے کو اپنے دائیں بٹھاتا ہوں اور کل ہی ہم تجھے موقف حج میں یاد کیا تو دعا خیر فرمائی۔

راوی کہتا ہے میں نے عرض کی: میرے مولا وآقا، مزید فرمایئے۔

آپ نے فرمایا: اے فیض میرے والد گرامی جب سفر کرتے تھے اور میں ساتھ ہوتا اور آپ کو اونگھ آتی جبکہ آپ اپنی سواری پہ ہوتے تو میں اپنی سواری آپکی سواری کے قریب کرتا اور اپنے ہاتھ ایک دو میل تک آپ کے لیے تکیہ کرتا یہاں تک کہ آپ اپنی نیند پوری فرماتے، اس طرح میرا یہ بیٹا میرے لیے کرتا ہے، میں نے عرض کی، مزید فرمایئے، فرمایا میں اپنے اس بیٹے وہ علامات دیکھتا ہوں جو حضرت یعقوب نبی اپنے بیٹے یوسف میں دیکھا کرتے تھے۔

راوی کہتا ہے میں نے عرض کی؛ میرے مولا وآقا، مزید فرمایئے، آپ نے فرمایا؛ یہ میرا فرزند تیرا امام ہے جس کے متعلق تو نے سوال کیا تو اس کے حق کا اقرار کر، راوی کہتا ہے میں اپنی جگہ سے اٹھا اور آپ کے سر مبارک کا بوسہ لیا اور آپ کے لیے دعا کی تو امام صادق نے فرمایا؛ یاد رکھ مجھے تیرے معاملے میں اس کا اذن نہیں دیا گیا۔

میں نے عرض کی، میں آپ پر قربان جاوں، کیا میں اس بات کی کسی کو خبر دے سکتا ہوں ،فرمایا ہاں ،اپنے اہل و عیال اور دوستوں کو خبر دے سکتے ہو،راوی کہتا ہے میرے ساتھ میرے اہل و عیال اور میرے دوستوں میں سے یونس بن ظبیان تھے جب میں نے ان کو اس بات کی خبر دی تو انہوں نے اس پر خدا کا بہت بہت شکر کیا۔

اور یونس نے کہا: نہیں خدا کی قسم جب تک میں امام صادقؑ سے نہ سن لوں اور اس میں کچھ جلد بازی تھی ،تو وہ امام صادق کی طرف چل پڑا اور میں بھی اس کے پیچھے ہو لیا ،جب میں

دروازے پر پہنچا تو میں نے امام صادقؑ سے سنا جبکہ وہ سوال کر چکا تھا اور امام جواب دے رہے تھے ،امام نے فرمایا ؛ بات وہی ہے جو فیض نے تجھے بتائی ہے تو یونس نے عرض کی ، مولا میں آپ کا اطاعت گزار ہوں۔

سلیمان بن خالد[۲۰۶]

مَا رُوِیَ فِی سُلَیْمَانَ بْنِ خَالِدٍ وَ سُؤَالِهِ لِأَبِی جَعْفَرٍ (ع) عَنِ الْإِمَامِ هَلْ یَعْلَمُ مَا فِی یَوْمِهِ فَأَجَابَهُ بِمَا رَأَی بَیَانَ ذَلِکَ، وَ الدَّلِیلُ عَلَی صِدْقِ أَبِی جَعْفَرٍ (ع) مَا خَبَّرَهُ بِهِ، وَ شَاهَدَهُ مِنْهُ مِنَ الدَّلَالَةِ عَلَی إِمَامَتِهِ (صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَیْهِ)، وَ احْتِجَاجِ سُلَیْمَانَ بْنِ خَالِدٍ عَلَی الْحَسَنِ بْنِ الْحَسَنِ.

اور اس نے امام باقرؑ سے امام کے متعلق سوال کیا کہ کیا امام دن میں ہونے والے سب اعمال کو جانتا ہے؟۔

امام نے اس کا ایسا جواب دیا جسے اس نے مشاہدہ کیا اور امام باقرؑ کی صداقت کی دلیل جس کی اس نے خبر دی اور امام سے آپ کی امامت کی دلیلیں مشاہدہ کیں سلیمان نے حسن بن حسن پر حجت تمام کی۔

۶۶۴ حَمْدَوَیْهِ، قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الْحُسَیْنِ أَیُّوبَ بْنَ نُوحِ بْنِ دَرَّاجٍ النَّخَعِیَّ، عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ خَالِدٍ النَّخَعِیِّ، أَ ثِقَةٌ هُوَ فَقَالَ کَمَا یَکُونُ الثِّقَةُ، قَالَ، حَدَّثَنِی[۲۰۷] عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ

---

[۲۰۶]۔ رجال الطوسی ۲۰۷. تنقیح المقال ۲: ۵۶. رجال بحر العلوم ۴: ۶۳. رجال النجاشی ۱۳۰. رجال ابن داود ۲۴۸. الارشاد ۲۸۸. معجم الثقات ۶۱. رجال البرقی ۱۳ و ۳۲. معجم رجال الحدیث ۸: ۲۴۵ و ۲۵۴. جامع الرواۃ ۱: ۳۷۷-۳۷۹. رجال الحلی ۷۷. نقد الرجال ۱۵۹. مجمع الرجال ۳: ۱۶۰-۱۶۴. ہدایۃ المحدثین ۷۵. تاسیس الشیعۃ ۳۴۵. بہجۃ الآمال ۴: ۴۶۰. سفینہ البحار ۱: ۶۵۰. منتہی المقال ۱۵۴. منہج المقال ۱۷۲. جامع المقال ۷۱. البحار ۴۷: ۱۳۴۳ التحریر الطاووسی ۱۳۹ اس میں انہیں اصحاب زید میں سے قرار دیا. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۲۱۱. اتقان المقال ۶۸. الوجیزۃ ۳۶. شرح مشیخۃ الفقیہ ۲۹.

حَدَّثَنِی أَبِی، عَنْ إِسْمَاعِیلَ بْنِ أَبِی حَمْزَةَ قَالَ رَکِبَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) یَوْماً إِلَی حَائِطٍ لَهُ مِنْ حِیطَانِ الْمَدِینَةِ، فَرَکِبْتُ مَعَهُ إِلَی ذَلِکَ الْحَائِطِ وَ مَعَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ خَالِدٍ، فَقَالَ لَهُ سُلَیْمَانُ بْنُ خَالِدٍ جُعِلْتُ فِدَاکَ یَعْلَمُ الْإِمَامُ مَا فِی یَوْمِهِ فَقَالَ یَا سُلَیْمَانُ وَ الَّذِی بَعَثَ مُحَمَّداً بِالنُّبُوَّةِ وَ اصْطَفَاهُ بِالرِّسَالَةِ، أَنَّهُ لَیَعْلَمُ مَا فِی یَوْمِهِ وَ فِی شَهْرِهِ وَ فِی سَنَتِهِ، ثُمَّ قَالَ یَا سُلَیْمَانُ أَ مَا عَلِمْتَ أَنَّ رُوحاً تَنْزِلُ عَلَیْهِ فِی لَیْلَةِ الْقَدْرِ فَیَعْلَمُ مَا فِی تِلْکَ السَّنَةِ إِلَی مِثْلِهَا مِنْ قَابِلٍ وَ عَلِمَ مَا یَحْدُثُ فِی اللَّیْلِ وَ النَّهَارِ، وَ السَّاعَةَ تَرَی مَا یَطْمَئِنُّ بِهِ قَلْبُکَ. قَالَ، فَوَ اللَّهِ مَا سِرْنَا إِلَّا مِیلًا أَوْ نَحْوَ ذَلِکَ، حَتَّی قَالَ: السَّاعَةَ یَسْتَقْبِلُکَ رَجُلَانِ قَدْ سَرَقَا سَرِقَةً قَدْ أَضْمَرَا عَلَیْهَا، فَوَ اللَّهِ مَا سِرْنَا إِلَّا مِیلًا حَتَّی اسْتَقْبَلَنَا الرَّجُلَانِ، فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) لِغِلْمَانِهِ عَلَیْکُمْ بِالسَّارِقَیْنِ! فَأُخِذَا حَتَّی أُتِیَ بِهِمَا، فَقَالَ سَرَقْتُمَا، فَحَلَفَا لَهُ بِاللَّهِ أَنَّهُمَا مَا سَرَقَا، فَقَالَ وَ اللَّهِ لَئِنْ أَنْتُمَا لَمْ تُخْرِجَا مَا سَرَقْتُمَا لَأَبْعَثَنَّ إِلَی الْمَوْضِعِ الَّذِی وَضَعْتُمَا فِیهِ سَرِقَتَکُمَا، وَ لَأَبْعَثَنَّ إِلَی صَاحِبِکُمَا الَّذِی سَرَقْتُمَاهُ حَتَّی یَأْخُذَکُمَا وَ یَرْفَعَکُمَا إِلَی وَالِی الْمَدِینَةِ، فَرَأْیَکُمَا فَأَبَیَا أَنْ یَرُدَّا الَّذِی سَرَقَاهُ، فَأَمَرَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) غِلْمَانَهُ أَنْ یَسْتَوْثِقُوا مِنْهُمَا، قَالَ، فَانْطَلِقْ أَنْتَ یَا سُلَیْمَانُ إِلَی ذَلِکَ الْجَبَلِ! وَ أَشَارَ بِیَدِهِ إِلَی نَاحِیَةٍ مِنَ الطَّرِیقِ، فَاصْعَدْ أَنْتَ وَ هَؤُلَاءِ الْغِلْمَانُ فَإِنَّ فِی قُلَّةِ الْجَبَلِ کَهْفاً، فَادْخُلْ أَنْتَ فِیهِ بِنَفْسِکَ حَتَّی تَسْتَخْرِجَ مَا فِیهِ وَ تَدْفَعَهُ إِلَی مَوْلَی هَذَا، فَإِنَّ فِیهِ سَرِقَةً لِرَجُلٍ آخَرَ وَ لَمْ یَأْتِ وَ سَوْفَ یَأْتِی، فَانْطَلَقْتُ وَ فِی قَلْبِی أَمْرٌ عَظِیمٌ مِمَّا سَمِعْتُ حَتَّی انْتَهَیْتُ إِلَی الْجَبَلِ، فَصَعِدْتُ إِلَی الْکَهْفِ الَّذِی وَصَفَهُ لِی فَاسْتَخْرَجْتُ مِنْهُ عَیْبَتَیْنِ وِقْرَ رَجُلَیْنِ، حَتَّی أَتَیْتُ بِهِمَا أَبَا جَعْفَرٍ (ع)، فَقَالَ یَا سُلَیْمَانُ إِنْ بَقِیتَ إِلَی غَدٍ رَأَیْتَ الْعَجَبَ بِالْمَدِینَةِ مِمَّا یَظْلِمُ کَثِیرٌ مِنَ النَّاسِ. فَرَجَعْنَا إِلَی الْمَدِینَةِ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا أَخَذَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) بِأَیْدِینَا فَدَخَلْنَا

[207] ۔ رجال الکشی، ص: ۳۵۷۔۳۶۰۔

مَعَهُ عَلَى وَالِی الْمَدِینَة، وَ قَدْ دَخَلَ الْمَسْرُوقُ مِنْهُ مَعَهُ بِرِجَالٍ بِرَاءٌ فَقَالَ هَؤُلَاءِ سَرَقُوهَا، وَ إِذَا الْوَالِی یَتَفَرَّسُهُمْ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) إِنَّ هَؤُلَاءِ بِرَاءٌ وَ لَیْسَ هُمْ سُرَّاقَهُ وَ سُرَّاقُهُ عِنْدِی، ثُمَّ قَالَ لِرَجُلٍ مَا ذَهَبَ لَکَ قَالَ عَیْبَةٌ فِیهَا کَذَا وَ کَذَا، فَادَّعَى مَا لَیْسَ لَهُ وَ مَا لَمْ یَذْهَبْ مِنْهُ، فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) لِمَ تَکْذِبُ فَقَالَ أَنْتَ أَعْلَمُ بِمَا ذَهَبَ مِنِّی! فَهَمَّ الْوَالِی أَنْ یَبْطِشَ بِهِ حَتَّى کَفَّهُ أَبُو جَعْفَرٍ (ع)، ثُمَّ قَالَ لِلْغُلَامِ ائْتِنِی بِعَیْبَةِ کَذَا وَ کَذَا! فَأَتَى بِهَا، ثُمَّ قَالَ لِلْوَالِی إِنِ ادَّعَى فَوْقَ هَذَا وَ هُوَ کَاذِبٌ مُبْطِلٌ فِی جَمِیعِ مَا ادَّعَى، وَ عِنْدِی عَیْبَةٌ أُخْرَى لِرَجُلٍ آخَرَ وَ هُوَ یَأْتِیکَ إِلَى أَیَّامٍ وَ هُوَ رَجُلٌ مِنْ بَرْبَرَ، فَإِذَا أَتَاکَ فَأَرْشِدْهُ إِلَیَّ فَإِنَّ عَیْبَتَهُ عِنْدِی، وَ أَمَّا هَذَانِ السَّارِقَانِ فَلَسْتُ بِبَارِحٍ مِنْ هَاهُنَا حَتَّى تَقْطَعَهُمَا، فَأَتَى بِالسَّارِقَیْنِ فَکَانَا یَرَیَانِ أَنَّهُ لَا یَقْطَعُهُمَا بِقَوْلِ أَبِی جَعْفَرٍ (ع)، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِمَ تَقْطَعُنَا وَ لَمْ نُقِرَّ عَلَى أَنْفُسِنَا بِشَیْءٍ! قَالَ وَیْلَکُمَا شَهِدَ عَلَیْکُمَا مَنْ لَوْ شَهِدَ عَلَى أَهْلِ الْمَدِینَةِ لَأَجَزْتُ شَهَادَتَهُ،

حمدویہ کا بیان ہے کہ میں نے ابو الحسین ایوب بن نوح بو درّاج نخعی سے سلیمان نخعی کے متعلق سوال کیا، کیا وہ ثقہ تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا، وہ ایسا ثقہ تھا جیسا ثقہ ہونے کا حق ہے ،اور اسماعیل بن ابو حمزہ نے خبر دی کہ ایک دن ابو جعفر مدینہ کے باغات میں سے ایک باغ کی طرف چلے میں بھی آپ کے ساتھ سوار ہوگیا، اور سلیمان بن خالد بھی ساتھ تھا، تو سلیمان بن خالد نے عرض کی: مولا میں آپ پر قربان جاوں کیا امام دن میں ہونے والے تمام واقعات کا علم رکھتا ہے؟

فرمایا اے سلیمان! اس ذات کی قسم جس نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو نبوت کے ساتھ مبعوث فرمایا، اور انہیں رسالت کے لیے منتخب فرمایا، امام ہر دن بلکہ پورے مہینے بلکہ پورے سال میں واقع ہونے والے واقعات کا علم رکھتا ہے پھر فرمایا ؛ اے سلیمان! کیا تو جانتا ہے کہ روح

القدس امام پر شب قدر میں نازل ہوتا ہے [۲۰۸] تو وہ اس سال سے آئندہ سال تک ہونے والے تمام واقعات کی خبر رکھتا ہے اور رات دن میں ہونے والے تمام واقعات کا علم رکھتا ہے اور ابھی تم ایک ایسی نشانی دیکھو گے جس سے تمہارا دل مطمئن ہو جائیگا۔

راوی کہتا ہے کہ ابھی ہم ایک میل یا کچھ زیادہ چل پائے تھے کہ امام نے فرمایا: اب تمہارے سامنے دو ایسے مرد ظاہر ہونگے جنہوں نے چوری کی ہے اور وہ اس کو چھپا کر آرہے ہیں، خدا کی قسم پھر ہم ایک میل چلے تھے کہ ہمیں دو مرد ملے۔

امام نے فرمایا: تم نے چوری کی ہے تو انہوں نے اللہ کے مقدس نام کی قسمیں کھالیں کہ انہوں نے ہر گز چوری نہیں کی۔

امام نے فرمایا: خدا کی قسم اگر تم چوری کا مال نہی نکالتے تو میں اس کی جگہ کی طرف لوگوں کو بھیجوں گا جہاں تم چوری کا مال چھپا کے آرہے ہو اور تمہارے اس ساتھی کو بلاوں گا جس کی تم نے چوری کی ہے وہ تمہیں پکڑ کر والی شہر کے پاس لے جائیگا پھر وہ تمہیں دیکھ لے گا؟

انہوں نے چوری کا مال پلٹانے سے انکار کر دیا تو امام نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ وہ ان دونوں کو مضبوطی سے باندھ دیں اور فرمایا: اے سلیمان! تو اس پہاڑ کی طرف جا اور اپنے دست مبارک سے ایک جانب اشارہ فرمایا اور ان غلاموں کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پہ چڑھ جا اور وہاں ایک غار ہے تو خود اس میں داخل ہو اور اس میں جو کچھ ہو اسے نکال کر لا، اور میرے اس غلام کے حوالے کر دے اور اس میں ایک دوسرے شخص کا بھی مال چوری شدہ ہے وہ ابھی نہیں آئے گا وہ بعد میں آئے گا، میں چل پڑا در حالانکہ میرے دل میں اس بات کو سن کر فکر

---

[۲۰۸] ۔بعض روایات میں منقول ہے کہ امام معصوم (امام باقرؑ) سے پوچھا گیا کہ کیا آپ حضرات شب قدر کو جانتے ہیں ؟فرمایا: ہم کیسے شب قدر کو نہیں جانتے جبکہ فرشتے اس رات میں ہمارے گرد طواف کررہے ہوتے ہیں ،یعنی اس رات فرشتوں کا آنا جانا معصوم ہستی کے پاس لگا رہتا ہے؛ **کیف لا نعرف و الملائکۃ تطوف بنا فیھا** (دیکھئے: تفسیر برہان و تفسیر نمونہ، سورہ قدر)۔

ہو رہی تھی جب میں پہاڑ کے پاس پہنچا اور امام کی بتائی ہوئی غار کی طرف گیا اور اس سے دو بڑے صندوق کی مانند بڑے تھیلے اٹھالایا جس میں بہت بھاری چیزیں تھیں وہ لیکر امام کے پاس پہنچا۔

آپ نے فرمایا؛اے سلیمان اگر تو کل تک باقی رہا تو تو مدینہ مین بہت عجیب بات دیکھے گا جس میں بہت سے لوگ مظلوم ہونگے ، ہم مدینہ لوٹ آئے ، جب صبح ہوئی تو امام نے ہمارے ہاتھ پکڑے اور ہم آپ کے ساتھ والی مدینہ کے پاس پہنچ گئے وہاں وہ شخص جس کی چوری ہوئی تھی کچھ ایسے لوگوں کو لیکر آیا تھا جو اس سے بری تھے اس نے کہا انہوں نے میرے مال چوری کیے ہیں تو والی مدینہ نے ان کو ڈرایا دھمکایا۔

امام نے فرمایا: یہ لوگ بری الذمہ ہیں یہ چور نہیں ہیں ،اس کے چور میرے پاس ہیں، پھر امام نے اس شخص سے پوچھا تیری کونسی چیزیں چوری ہوئی ہیں ؟

اس نے کہا : میرا ایک تھیلا چوری ہوا ہے اس میں یہ چیزیں تھیں ، اور اس نے بعض ایسی چیزوں کا دعوی کیا جو چوری نہیں ہوئی تھیں تو امام نے فرمایا تو جھوٹ کیوں بول رہا ہے ؟اس نے کہا: کیا تمہیں چیزوں کا علم ہے جو چوری ہوئی ہیں ! تو والی مدینہ نے چاہا کہ اس گستاخ کو پکڑ کر سزا دے مگر امام نے اسے روک دیا پھر امام نے غلام سے فرمایا : وہ تھیلا لاو، وہ لے آیا ، پھر والی مدینہ سے فرمایا؛اگر یہ شخص اس سے زیادہ چیزوں کا مطالبہ کرے تو وہ جھوٹا ہے اور اپنے پورے دعوے کو باطل کر رہا ہے اور میرے پاس ایک اور تھیلا بھی ہے جو ایک دوسرے شخص کا ہے جو چند روز بعد آئے گا جو بربر سے آئے گا جب وہ تیرے پاس آئے تو اسے میرے طرف بھیج دینا اس کا تھیلا میرے پاس محفوظ ہے ،اور ان دونوں چوروں کو نہیں چھوڑنا مگر ان کے ہاتھ کاٹ کر ، تو ان چوروں کو لایا گیا ان کا خیال تھا کہ والی مدینہ امام کے کہنے پر ان کے ہاتھ نہیں کاٹے گا تو ان میں سے ایک نے کہا تو ہمارے ہاتھ کیوں کاٹ رہا ہے حالانکہ ہم اپنے اوپر کسی چیز کا اعتراف نہیں کر رہے تو اس نے کہا؛ برباد ہو جاو، تم دونوں کے خلاف ایسے

شخص نے گواہی دی ہے کہ اگر وہ پورے اہل مدینہ کے خلاف گواہی دے تو میں ان کی گواہی کو نافذ کروں گا۔

فَلَمَّا قَطَعَهُمَا قَالَ أَحَدُهُمَا وَ اللَّهِ يَا أَبَا جَعْفَرٍ لَقَدْ قَطَعْتَنِي بِحَقٍّ، وَ مَا سَرَّنِي أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ عَلَا أَجْرَى تَوْبَتِي عَلَى يَدِ غَيْرِكَ وَ أَنَّ لِي مَا حَازَتْهُ الْمَدِينَةُ، وَ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ لَا تَعْلَمُ الْغَيْبَ وَ لَكِنَّكُمْ أَهْلُ بَيْتِ النُّبُوَّةِ وَ عَلَيْكُمْ نَزَلَتِ الْمَلَائِكَةُ وَ أَنْتُمْ مَعْدِنُ الرَّحْمَةِ، فَرَقَّ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) وَ قَالَ لَهُ أَنْتَ عَلَى خَيْرٍ! ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى الْوَالِي وَ جَمَاعَةِ النَّاسِ فَقَالَ وَ اللَّهِ لَقَدْ سَبَقَتْهُ إِلَى الْجَنَّةِ بِعِشْرِينَ سَنَةً. فَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ خَالِدٍ لِأَبِي حَمْزَةَ يَا أَبَا حَمْزَةَ رَأَيْتُ دَلَالَةً أَعْجَبَ مِنْ هَذَا، فَقَالَ أَبُو حَمْزَةَ الْعَجِيبَةُ فِي الْعَيْبَةِ الْأُخْرَى، فَوَ اللَّهِ مَا لَبِثْنَا إِلَّا ثَلَاثاً حَتَّى جَاءَ الْبَرْبَرِيُّ إِلَى الْوَالِي فَأَخْبَرَهُ بِقِصَّتِهَا، فَأَرْشَدَهُ الْوَالِي إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ (ع) فَأَتَاهُ، فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) أَ لَا أُخْبِرُكَ بِمَا فِي عَيْبَتِكَ قَبْلَ أَنْ تُخْبِرَنِي فَقَالَ لَهُ الْبَرْبَرِيُّ إِنْ أَنْتَ أَخْبَرْتَنِي بِمَا فِيهَا عَلِمْتُ أَنَّكَ إِمَامٌ فَرَضَ اللَّهُ طَاعَتَكَ، فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) أَلْفُ دِينَارٍ لَكَ وَ أَلْفُ دِينَارٍ لِغَيْرِكَ وَ مِنَ الثِّيَابِ كَذَا وَ كَذَا، قَالَ فَمَا اسْمُ الرَّجُلِ الَّذِي لَهُ الْأَلْفُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَ هُوَ عَلَى الْبَابِ يَنْتَظِرُكَ، أَ تَرَانِي أُخْبِرُكَ إِلَّا بِالْحَقِّ فَقَالَ الْبَرْبَرِيُّ آمَنْتُ بِاللَّهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ بِمُحَمَّدٍ (ع) وَ أَشْهَدُ أَنَّكُمْ أَهْلُ بَيْتِ الرَّحْمَةِ الَّذِينَ أَذْهَبَ اللَّهُ عَنْكُمُ الرِّجْسَ وَ طَهَّرَكُمْ تَطْهِيراً، فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) رَحِمَكَ اللَّهُ فَخَرَّ يَشْكُرُ، فَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ خَالِدٍ حَجَجْتُ بَعْدَ ذَلِكَ عَشْرَ سِنِينَ وَ كُنْتُ أَرَى الْأَقْطَعَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي جَعْفَرٍ (ع).

جب ان دونوں کے ہاتھ کاٹ رہے تھے تو ان (چوروں) میں سے ایک نے کہا: خدا کی قسم! اے ابو جعفر، آپ نے میرے ہاتھ کو حق کے ساتھ کاٹا ہے اور مجھے خوشی نہ ہوتی اگر خدا تعالی میری توبہ آپ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے پاس قرار دیتا اور مجھے اس کے بدلے

میں تمام اہل مدینہ کا سرمایہ دے دیا جائے اور مجھے یقین ہے کہ آپ غیب کا علم نہی رکھتے مگر آپ اہل بیت نبوت ہیں تم پر ملائکہ نازل ہوتے ہیں ،آپ رحمت کے خزانہ دار ہیں۔

امام نے اس پر رحم کیا اور اس سے فرمایا: تو نیکی پر ہے ، پھر والی مدینہ اور لوگوں کی ایک جماعت کی متوجہ ہوئے اور فرمایا: خدا کی قسم !اس کا ہاتھ جنت کی طرف سے اس سے ۲۰ سال پہلے پرواز کر گیا ہے۔

سلیمان بن خالد نے ابو حمزہ سے کہا: تو نے اس سے عجیب تر کوئی دلیل دیکھی ہے ؟

ابو حمزہ نے جواب دیا: دوسرے تھیلے کی کہانی عجیب تر ہے خدا کی قسم تین دن گزرے تھے کہ ایک بربری شخص والی مدینہ کے پاس آیا اور اسے اپنا قصہ بیان کیا تو والی نے اسے امام کے پاس بھیج دیا وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو امام نے اس سے فرمایا کیا تیرے بتانے سے پہلے میں تجھے بتادوں تیرے تھیلے میں کیا ہے ؟بربری نے کہا اگر آپ مجھے اس کے اندر موجود اشیاء کے متعلق بتائیں تو میں یقین کرلوں گا کہ آپ ایسے امام ہیں جن کی اطاعت اللہ نے فرض کی ہے ؟

امام نے فرمایا: اس میں تیرے ہزار دینار اور ایک دوسرے شخص کے ہزار دینار اور یہ یہ کپڑے ہیں ،اس نے پوچھا اس شخص کا نام کیا ہے جس کے ہزار دینار ہیں ؟

آپ نے فرمایا: محمد بن عبدالرحمٰن اور وہ دروازے پہ تیرا انتظار کر رہا ہے کیا تو سمجھتا ہے کہ میں نے حق اور سچ کہا؟ تو بربری نے کہا میں خدائے وحدہ لاشریک اور محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان رکھتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ حضرات ہی رحمت و کرم کا وہ گھرانہ ہیں جن سے ہر قسم کے رجس و نجاست کو خدا نے دور رکھا اور ایسے پاک و پاکیزہ ہیں جسے پاک کرنے کا حق ہے۔

امام نے فرمایا: خدا تجھ پر رحم فرمائے اور سجدہ شکر میں کے لیے پیشانی زمین پہ رکھ دی۔

سلیمان بن خالد نے کہا: اس کے بعد میں نے ۱۰حج کیے اور میں اس ہاتھ کٹے ہوئے شخص کو امام کے اصحاب میں دیکھتا تھا۔

۶۶۵ حَمْدَوَيْه، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، قَالَ حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِد، قَالَ لَقِيتُ الْحَسَنَ بْنَ الْحَسَنِ، فَقَالَ أَ مَا لَنَا حَقٌّ أَ مَا لَنَا حُرْمَةٌ! إِذِ اخْتَرْتُمْ مِنَّا رَجُلًا وَاحِداً كَفَاكُمْ! فَلَمْ يَكُنْ لَهُ عِنْدِي جَوَابٌ، فَلَقِيتُ أَبَا عَبْدِ اللَّه (ع) فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا كَانَ مِنْ قَوْلِهِ لِي، فَقَالَ لِي: الْقَهُ فَقُلْ لَهُ أَتَيْنَاكُمْ فَقُلْنَا هَلْ عِنْدَكُمْ مَا لَيْسَ عِنْدَ غَيْرِكُمْ فَقُلْتُمْ لَا، فَصَدَّقْنَاكُمْ وَ كُنْتُمْ أَهْلَ ذَلِكَ، وَ آتَيْنَا بَنِي عَمِّكُمْ فَقُلْنَا هَلْ عِنْدَكُمْ مَا لَيْسَ عِنْدَ النَّاسِ فَقَالُوا نَعَمْ، فَصَدَّقْنَاهُمْ وَ كَانُوا أَهْلَ ذَلِكَ، قَالَ، فَلَقِيتُهُ فَقُلْتُ لَهُ مَا قَالَ لِي، فَقَالَ لِيَ الْحَسَنُ فَإِنَّ عِنْدَنَا مَا لَيْسَ عِنْدَ النَّاسِ، فَلَمْ يَكُنْ عِنْدِي شَيْءٌ، فَأَتَيْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّه (ع) فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ لِي: الْقَهُ وَ قُلْ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ: **ائْتُونِي بِكِتَابٍ مِنْ قَبْلِ هَذَا أَوْ أَثَارَةٍ مِنْ عِلْمٍ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ** (احقاف ٤)، فَاقْعُدُوا لَنَا حَتَّى نَسْأَلَكُمْ! قَالَ، فَلَقِيتُهُ فَحَاجَجْتُهُ بِذَلِكَ، فَقَالَ لِي أَ فَمَا عِنْدَكُمْ شَيْءٌ أَلَّا تَعِيبُونَّا، إِنْ كَانَ فُلَانٌ تَفَرَّغَ وَ شَغَلْنَا فَذَاكَ الَّذِي يَذْهَبُ بِحَقِّنَا.

سلیمان بن خالد کا بیان ہے کہ جب میں حسن بن حسن سے ملا تو اس نے کہا ہمارے لیے کوئی حق نہیں اور نہ کوئی عزت و احترام جب تم نے ہم میں سے ایک شخص کو چن لیا ہے تو کیا وہ تمھیں کافی ہے ؟ میرے پاس تو کوئی جواب نہیں تھا، میں نے امام صادقؑ سے ملاقات کی اور آپ کو حسن بن حسن کی گفتگو بیان کی۔

آپ نے فرمایا: اس سے ملو اور کہہ دو کہ ہم تمہارے پاس آئے اور ہم نے تم سے پوچھا کیا تمہارے پاس وہ کچھ ہے جو تمہارے غیر کے پاس نہیں ہے ؟ تو نے کہا: نہیں ، تو ہم نے تمہاری تصدیق کی اور تم اسی کے اہل ہو جبکہ ہم تمہارے چچا کی اولاد کے پاس گئے اور ان سے پوچھا کیا تمہارے پاس وہ کچھ ہے جو تمہارے غیر کے پاس نہیں؟

انہوں نے کہا: ہاں، تو ہم نے ان کی تصدیق کی اور وہ اس کے اہل تھے۔

سلیمان نے کہا: میں حسن بن حسن سے ملا اور اس کو بتایا تو اس نے مجھ سے کہا ہمارے پاس وہ کچھ ہے جو لوگوں کے پاس نہیں، تو پھر میرے پاس کوئی جواب نہ تھا میں امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو بتایا۔

آپ نے فرمایا: اس سے ملو اور کہو اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے؛ اگر تم سچے ہو تو اس سے پہلے کی کوئی کتاب یا کوئی باقی ماندہ علمی (ثبوت) میرے سامنے پیش کرو، پس تم ہمارے لیے مسند علم بچھایئے تا کہ ہم تم سے سوال کریں۔

راوی کہتا ہے کہ میں حسن سے ملا اور اس کو یہ دلیل بیان کی تو اس نے مجھ سے کہا؛ کیا تمہارے پاس ہمارے عیوب تلاش کرنے کے علاوہ بھی کوئی کام ہے؟! اگر فلاں کو فارغ چھوڑ دیا جائے اور وہ اپنے کاموں میں آزاد ہو تو وہ ہمارے حقوق کو کھالے گا۔

۶۶۶ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَيْبِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ، قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) رَحِمَ اللَّهُ عَمِّي زَيْداً مَا قَدَرَ أَنْ يَسِيرَ بِكِتَابِ اللَّهِ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، ثُمَّ قَالَ يَا سُلَيْمَانَ بْنَ خَالِدٍ مَا كَانَ عَدُوُّكُمْ عِنْدَكُمْ قُلْنَا كُفَّارٌ، قَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ: **حَتَّى إِذَا أَثْخَنْتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً**(محمد۴) فَجَعَلَ الْمَنَّ [۲۰۹] بَعْدَ الْإِثْخَانِ وَ أَسَرْتُمْ قَوْماً ثُمَّ خَلَّيْتُمْ سَبِيلَهُمْ قَبْلَ الْإِثْخَانِ فَمَنَنْتُمْ قَبْلَ- الْإِثْخَانِ وَ إِنَّمَا جَعَلَ اللَّهُ الْمَنَّ بَعْدَ الْإِثْخَانِ، حَتَّى خَرَجُوا عَلَيْكُمْ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ فَقَاتَلُوكُمْ.

[۲۰۹] ۔ رجال الکشی، ص: ۳۶۱۔

سلیمان بن خالد کا بیان ہے کہ امام صادقؑ نے مجھ سے فرمایا؛ خدا میرے چچا زید پر رحم کرے وہ کتاب خدا کو ایک گھڑی اٹھا کر چلنے پر قادر نہیں ہوئے پھر فرمایا؛ سلیمان بن خالد! تمہارے نزدیک تمہارا دشمن کون ہے؟

ہم نے کہا: کافر۔

فرمایا: پس اللہ تعالی نے فرمایا ہے ؛یہاں تک کہ جب انہیں خوب قتل کر چکو تو (بچنے والوں کو) مضبوطی سے قید کر لو،اس کے بعد احسان رکھ کر یا فدیہ لے کر (چھوڑ دو)، تو خدا نے احسان کرنے کو قتل کے بعد قرار دیا اور تم نے ایک گروہ کو قید کیا پھر ان کو قتل سے پہلے چھوڑا تو تم نے انہیں قتل سے پہلے احسان کیا حالانکہ خدا نے قتل کے بعد احسان قرار دیا یہاں تک کہ وہ تمہارے خلاف ایک دوسری طرف سے مقابلے میں آئے اور تم سے جنگ کرنے لگے۔

۶۶۷ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْبَرَّانِيُّ، قَالا حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ فَارِسٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَعْقُوبَ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عَمَّارٍ السَّابَاطِيِّ، قَالَ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ خَالِدٍ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ أَنَا جَالِسٌ إِنِّي مُنْذُ عَرَفْتُ هَذَا الْأَمْرَ أُصَلِّي فِي كُلِّ يَوْمٍ صَلَاتَيْنِ أَقْضِي مَا فَاتَنِي قَبْلَ مَعْرِفَتِهِ، قَالَ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ الْحَالَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا أَعْظَمُ مِنْ تَرْكِ مَا تَرَكْتَ مِنَ الصَّلَاةِ.

عمار ساباطی کا بیان ہے کہ سلیمان بن خالد نے امام صادقؑ سے عرض کی اور میں بھی وہاں بیٹھا تھا جب سے میں نے اس امر ولایت کو پہچانا ہے تو میں ہر دن میں دو نمازیں پڑھتا ہوں اور اس کی معرفت سے پہلے جو نماز مجھ سے رہ گئیں ان کی قضاء کرتا ہوں۔

امام نے فرمایا: ایسا نہ کرو کیونکہ ہو وہ حالت نماز ترک کرنے سے کہیں برتر تھی!

۶۶۸ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ وَ عُثْمَانُ بْنُ حَامِدٍ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزْدَادَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عَمَّارٍ السَّابَاطِيِّ،

قَالَ، كَانَ سُلَيْمَانُ بْنُ خَالد خَرَجَ مَعَ زَيْد بْنِ عَلِيٍّ حِينَ خَرَجَ، قَالَ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ وَ نَحْنُ وُقُوفٌ فِي نَاحِيَة وَ زَيْدٌ وَاقِفٌ فِي نَاحِيَة مَا تَقُولُ فِي زَيْد هُوَ خَيْرٌ أَمْ جَعْفَرٌ قَالَ سُلَيْمَانُ قُلْتُ وَ اللَّه لَيَوْمٌ مِنْ جَعْفَرٍ خَيْرٌ مِنْ زَيْد أَيَّامَ الدُّنْيَا، قَالَ فَحَرَّكَ دَابَّتَهُ وَ أَتَى زَيْداً وَ قَصَّ عَلَيْه الْقِصَّةَ، قَالَ وَ مَضَيْتُ نَحْوَهُ فَانْتَهَيْتُ إِلَى زَيْد وَ هُوَ يَقُولُ جَعْفَرٌ إِمَامُنَا فِي الْحَلَالِ وَ الْحَرَامِ.

عمار ساباطی کا بیان ہے کہ سلیمان بن خالد زید بن علی کے قیام کے وقت ان کے ساتھ تھے ،توان سے ایک شخص نے کہا؛جب کہ ہم ایک طرف کھڑے تھے اور زید ایک طرف کھڑے تھے ،اے سلیمان تم کیا کہتے ہو زید بہتر ہیں یا جعفر صادق؟

سلیمان کا بیان ہے کہ میں نے کہا: خدا کی قسم جعفر صادقؑ کے ساتھ ایک دن زید کے ساتھ اس دنیا کی تمام مدت کے برابر رہنے سے بھی بہتر ہے تو اس نے اپنی سواری کو حرکت دی اور زید کے پاس آکر انہیں یہ بات بتائی۔

میں زید کے پاس آیا تو وہ فرمارہے تھے؛ جعفر صادقؑ حلال و حرام میں ہمارے امام ہیں۔

۶۶۹ حَدَّثَنِي خَلَفُ بْنُ حَمَّاد، عَنْ أَبِي سَعِيد الْآدَمِيِّ، عَنْ مُوسَى بْنِ سَلَّامٍ[۲۱۰]، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ مِسْكِينٍ، عَنْ عِيصِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ، دَخَلْتُ عَلَى أَبِي- عَبْدِ اللَّه (ع) مَعَ خَالِي سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِد، فَقَالَ لِخَالِي مَنْ هَذَا الْفَتَى قَالَ هَذَا ابْنُ أُخْتِي، قَالَ فَيَعْرِفُ أَمْرَكُمْ فَقَالَ لَهُ نَعَمْ، فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّه الَّذِي لَمْ يَجْعَلْهُ شَيْطَاناً، ثُمَّ قَالَ يَا لَيْتَنِي وَ إِيَّاكُمْ بِالطَّائِفِ أُحَدِّثُكُمْ وَ تُؤْنِسُونِّي، وَ تَضْمَنُ لَهُمْ أَلَّا يَخْرُجَ عَلَيْهِمْ أَبَداً.

عیص بن قاسم کا بیان ہے کہ میں امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا اور میرے ساتھ میرے ماموں سلیمان بن خالد تھے ،امام نے میرے ماموں سے فرمایا؛ یہ جوان کون ہے ؟

[۲۱۰] ۔ رجال الکشی، ص: ۳۶۲

اس نے عرض کی: یہ میرے بھانجے ہیں۔

آپ نے فرمایا؛ کیا تمہارے امر کو جانتے ہیں؟

انہوں نے عرض کی: ہاں، مولا۔

امام نے فرمایا: خدا کا شکر کہ جس نے اسے شیطان نہیں بنایا پھر فرمایا؛ کاش تم اور ہم طائف میں ہوتے تو میں تمہیں احادیث بیان کرتا اور تم مجھ سے مانوس ہوتے اور ان کے لیے ضمانت دیتا کہ ان پر کبھی خروج نہیں کرے گا۔

ربعی بن عبداللہ[۲۱۱]

۶۷۰ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود: سَأَلْتُ أَبَا مُحَمَّد عَبْدَ اللَّه بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ خَالد الطَّيَالسِيَّ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ هُوَ بَصَرِى هُوَ ابْنُ الْجَارُود، ثِقَةٌ.

محمد بن مسعود کا بیان ہے کہ میں نے ابو محمد عبداللہ بن محمد بن خالد طیالسی سے ربعی بن عبداللہ کے بارے میں سوال کیا؟

انہوں نے کہا: وہ بصری تھے اور جارود کے بیٹے تھے اور ثقہ تھے۔

احمد بن عائذ[۲۱۲]

۶۷۱ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَلِيَّ بْنَ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّال، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَائذٍ كَيْفَ هُوَ فَقَالَ صَالِحٌ وَ كَانَ يَسْكُنُ بَغْدَادَ وَ، قَالَ أَبُو الْحَسَنِ أَنَا لَمْ أَلْقَهُ.

---

[۲۱۱]۔ رجال الطوسی ۱۹۴. تنقیح المقال ا: ۴۲۳. رجال النجاشی ۱۱۹. فہرست الطوسی ۷۰. معالم العلماء ۵۰. رجال ابن داود ۹۴. معجم الثقات ۵۳. رجال البرقی ۴۰. معجم رجال الحدیث ۷: ۱۶۰-۱۶۵ و ۱۰: ۱۳۱. جامع الرواۃ ا: ۳۱۵. رجال الحلی ۷۱. توضیح الاشتباہ ۱۵۴. نقد الرجال ۱۳۲. مجمع الرجال ۳: ۶ و ۷. ہدایۃ المحدثین ۶۰. اِعیان الشیعۃ ۶: ۴۵۱. بہجۃ الامال ۴: ۱۳۳. منتہی المقال ۱۳۳. العندبیل ا: ۲۷۳. منہج المقال ۱۳۸. ایضاح الاشتباہ ۴۰. جامع المقال ۶۷. التحریر الطاوسی ۱۰۴. نضد الایضاح ۱۳۶. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۱۹۲. الوجیزۃ ۳۴. اتقان المقال ۶۱. شرح مشیخۃ الفقیہ ۶۵. ثقات الرواۃ ا: ۲۹۵-۲۹۷. تہذیب التہذیب ۳: ۲۳۸. تقریب التہذیب ا: ۲۴۳. التاریخ الکبیر ۳: ۳۲۷. خلاصۃ تذہیب الکمال ۹۷. تہذیب الکمال ۹: ۵۷. الثقات لابن حبان ۶: ۳۰۸. الجرح والتعدیل ا: ۲: ۵۰۹.

[۲۱۲]۔ رجال الطوسی ۱۴۳ تنقیح المقال ا: ۶۳. اِعیان الشیعۃ ۲: ۶۲۳. معجم رجال الحدیث ۲: ۱۲۹. جامع الرواۃ ا: ۵۱. رجال الحلی ۱۸. مجمع الرجال ا: ۱۱۹. نقد الرجال ۲۳. معجم الثقات ۹. رجال ابن داود ۳۸. توضیح الاشتباہ ۳۲. رجال النجاشی ۷۲. بہجۃ الامال ۲: ۶۵. العندبیل ا: ۲۳. منہج المقال ۳۷ جامع المقال ۵۴. ایضاح الاشتباہ ۱۲. منتہی المقال ۳۲. التحریر الطاوسی ۴۰. نضد الایضاح ۳۰. اِضبط المقال ۴۱۷. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۱۲۸ اتقان المقال ۱۳. شرح مشیخۃ الفقیہ ۱۲۵. تہذیب المقال ۳: ۵۲۳. رجال الانصاری ۱۰. ثقات الرواۃ ا: ۶۱-۶۳.

محمد بن مسعود کا بیان ہے کہ میں نے علی بن حسن بن فضال سے احمد بن عائذ کے بارے میں سوال کیا، وہ کیسے تھے؟

انہوں نے کہا؛ وہ صالح اور نیک شخص تھے اور بغداد میں ساکن تھے۔

اور ابوالحسن نے کہا: میں نے ان سے ملاقات نہیں کی۔

تَمَّ الْجُزْءُ الرَّابِعُ مِنْ كِتَابِ أَبِی عَمْرٍو الْكَشِّیِّ فِی أَخْبَارِ الرِّجَالِ وَ يَتْلُوهُ فِی الْجُزْءِ الْخَامِسِ: مَا رُوِیَ فِی يُونُسَ بْنِ ظَبْيَانَ. وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَ الصَّلَاةُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ، وَ السَّلَامُ كَثِيراً.

فہرست منابع

۱) الاختصاص، شیخ مفید، محمّد بن محمّد بن نعمان بغدادی (۳۳۶-۴۱۳ق)،ط مؤسّسة النشر الاسلامی، قم،ایران.

۲) الارشاد، ... ،ط مؤسّسة آل البیت لاحیاء التراث، قم، ۱۴۱۳ق۔

۳) الاستبصار فیما اختلف من الأخبار، شیخ طوسی، محمّد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰ق)،ط ۳، دار الکتب الاسلامیّہ، طہران، ۱۳۹۰ق،.

۴) إعلام الوری ، طبرسی ، فضل بن حسن(حوالی ۴۷۰-۵۴۸ق)، ط دار المعرفة، بیروت،۱۳۹۹ق.

۵) بحار الانوار،علامہ مجلسی، محمّد باقر بن محمّد تقی(۱۰۳۷-۱۱۱۰ق)ط دار إحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۳ق.

۶) تفسیر عیّاشی، محمّد بن مسعود بن عیّاش (م ۳۲۰ق)،ط مکتبہ العلمیّہ الاسلامیّہ، طہران۔

۷) . تہذیب الأحکام، شیخ طوسی، محمّد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰ق)،ط دار الکتب الاسلامیّہ، طہران، ۱۳۶۴ش۔

۸) تہذیب التہذیب،احمد بن علی بن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ق)،ط دار صادر، بیروت.

۹) . ثواب الأعمال، شیخ صدوق، محمّد بن علی بن حسین بن بابویہ قمّی (م ۳۸۱ق)، ط منشورات الشریف الرضی، قم، ۱۳۶۴ش.

۱۰) جامع الرواة وإزاحة الاشتباہات عن الطرق والأسناد، محمّد بن علی اِردبیلی (م ۱۱۰۱ق)،ط دار الأضواء، بیروت، ۱۴۰۳ق۔

۱۱) جامع المقال فیما یتعلّق بأحوال الحدیث والرجال، فخر الدین طریحی (م ۱۰۸۵ق)،ط مکتبہ جعفری تبریزی، طہران.

۱۲) خلاصة الأقوال فی معرفة الرجال، جمال الدین حسن بن یوسف بن مطہّر حِلّی (۶۴۸-۷۲۹ق)،ط۱، نشر الفقاہة، قم، ۱۴۱۷ق.

۱۳) الذریعة إلی تصانیف الشیعة، آقا بزرگ طہرانی (۱۲۹۳- ۱۳۸۹ق)،ط۱، نجف الأشرف وطہران، ۱۳۵۵-۱۳۹۸ق،.

۱۴) رجال ابن داود، تقیّ الدین حسن بن علی بن داود حلّی (۶۴۷-۷۴۰ق)،ط جامعة طہران، ۱۳۴۲ش.

۱۵) رجال برقی، اِحمد بن محمّد بن خالد برقی (م ۲۷۴ق)،ط مؤسّسة القیّوم، ۱۴۱۹ق.

۱۶) رجال شیخ طوسی، محمّد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰ق)،ط۱، المطبعة الحیدریة، نجف اِشرف، عراق، ۱۳۸۰ق۔

۱۷) رجال الکشّی، محمّد بن حسن طوسی، ط۱، جامعة مشہد، ۱۳۴۸ش.

۱۸) رجال النجاشی، اِحمد بن علی بن اِحمد نجاشی (۳۷۲- ۴۵۰ق)، ط مؤسّسة النشر الاِسلامی، قم، ۱۴۰۷ق.

۱۹) روضات الجنّات فی اِحوال العلماء والسادات، محمّد باقر خوانساری إصفہانی (۱۲۲۶-۱۳۱۳ق)،طإسماعیلیان، قم، ۱۳۹۰ق۔

۲۰) السرائر الحاوی لتحریر الفتاوی، محمّد بن منصور بن اِحمد بن إدریس حلّی (۵۴۳-۵۹۸ق)،ط۱، مؤسّسة النشر الاِسلامی، قم، ۱۴۱۰-۱۴۱۱ق.

۲۱) شرح البدایۃ، زین الدین علیّ بن احمد عاملی (۹۱۱-۹۶۵ق)،ط۱، منشورات الفیروزآبادی، قم، ۱۳۷۲ش۔

۲۲) عُدّۃالاُصول، شیخ طوسی، محمّد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰ق)،ط۱، مؤسّسۃآل البیت لاِحیاء التراث، قم، ۱۴۰۳ق۔

۲۳) الغَیبَہ، ... (۳۸۵-۴۶۰ق)ط مکتبہ نینوی الحدیثہ، طہران.

۲۴) من لایحضرہ الفقیہ، محمّد بن علی بن حسین بن بابویہ قمیّ صدوق (م۳۸۱ق)،ط دار الکتب الاِسلامیّہ، طہران، ۱۳۹۰ق.

۲۵) .الفہرست، محمّد بن حسن طوسی، ط۱، نشر الفقاہۃ، قم، ۱۴۱۷ق۔

۲۶) الکافی، محمّد بن یعقوب بن إسحاق کلینی (م ۳۲۹ق)،ط دار صعب ودار التعارف، بیروت، ۱۴۰۱ق۔

۲۷) کشف الغمّۃ، علی بن عیسی بن اِبی الفتح إربلی (م ۶۹۲ اِو ۶۹۳ق)،ط مکتبۃ بنی ہاشم، تبریز، ۱۳۸۱ق۔

۲۸) کمال الدین وتمام النعمۃ، محمّد بن علی بن حسین بن بابویہ قمّی صدوق (م۳۸۱ق)،ط دار الکتب الاِسلامیّہ، ۱۳۹۵ق۔

۲۹) مجمع الرجال، عنایۃاللہ قہپائی (قرن ۱۱)، ط۱، مکتبہ إسماعیلیان، قم۔

۳۰) المحاسن، اِحمد بن محمّد بن خالد بَرْقی (م ۲۷۴ق)، ط دار الکتب الاِسلامیّہ، ۱۳۷۱ش.

۳۱) مرآۃالعقول فی شرح اِخبارآل الرسول، محمّد باقر بن محمّد تقی مجلسی (م۱۱۱۱ق)، ط دار الکتب الاِسلامیّۃ، ۱۴۰۴ھ۔

۳۲) معجم رجال الحدیث وتفصیل طبقات الرواۃ، اِبو القاسم بن علی اِکبر موسوی خوئی (۱۳۱۷-۱۴۱۳ق)،ط بیروت ۱۴۰۳ق۔

۳۳) مقباس الهداية، عبد الله مامقانی (۱۲۹۰-۱۳۵۱ق)،ط۱، مؤسّسة آل البيت لإحياء التراث، قم،۱۴۱۱ق۔

۳۴) مقدمة ابن الصلاح فی علوم الحديث، عثمان بن عبد الرحمٰن شهرزوری (م ۶۴۳ق)،ط۱، دار الكتب العلمية، بيروت ۱۴۱۶ق۔

۳۵) المناقب، رشيد الدين محمّد بن علی بن شهرآشوب، (م ۵۸۸ق)،ط مکتبہ علّامہ، قم.

۳۶) منتقى الجمان فی الأحاديث الصحاح والحسان، جمال الدين حسن بن زين الدين عاملی (فرزند شہید ثانی)، (۹۵۹-۱۰۱۱ق)،ط۱، مؤسّسة النشر الإسلامی، قم، ۱۴۰۴-۱۴۰۷ق۔

۳۷) هداية المحدّثين إلى طريقة المحمّدين، محمّد امين بن محمّد علی کاظمی (قرن ۱۱)،ط مکتبہ آیۃ ... مرعشی نجفی، قم ۱۴۰۵ق.

۳۸) الاحتجاج، احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی (قرن سادس)،ط مكتبة النعمان، نجف،۱۳۸۶ق۔

۳۹) احوال الرجال، إبراهيم بن يعقوب جوزجانی (م۲۵۹ھ)،ط مؤسسة الرسالة، بيروت ۱۴۰۵ھ.

۴۰) الأدب المفرد، محمد بن إسماعيل بخاری (ت ۲۵۶ھ)،ط نشر عالم الكتب، بيروت ۱۴۰۵.

۴۱) الاستيعاب فی معرفة الأصحاب، ابو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر (ت ۴۶۳)،ط دار النهضة، مصر.

۴۲) اسد الغابة فی معرفة الصحابة،ابن اثير، علی بن ابی الكرم ،(ت ۶۳۰)، ط دار إحياء التراث العربی، بيروت.

۴۳) الإصابة فی تمييز الصحابة، عسقلانی،احمد بن علی بن حجر (ت ۵۸۲ق)،ط دار إحياء التراث العربی، بيروت.

۴۴) الأمالی -ابو جعفر محمد بن حسن طوسی (ت ۴۶۰ق)، مؤسسة البعثة، قم ۱۴۱۴ھ۔

۴۵) الأمالی - محمد بن علی بن حسین بن بابویہ صدوق قمی (ت ۳۸۱ق)، ط مؤسسۃ الأعلمی، بیروت ۱۴۰۰ق.

۴۶) بحار الأنوار، محمد باقر مجلسی (ت ۱۱۱۰ق)، ط مؤسسۃ الوفاء، بیروت ۱۴۰۳ق۔

۴۷) بغیہ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ، جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی (ت ۹۱۱ق)، ط المکتبہ العصریۃ، صیدا، بیروت ۱۳۸۴ق۔

۴۸) تاریخ الاسلام ،ابو عبد اللہ شمس الدین محمد،ذہبی (ت ۷۴۸ ق)، ط دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۰۷۔

۴۹) تاریخ اسماء الثقات ، ابن شاہین ،ابو جعفر عمر بن احمد بن عثمان (ت ۳۸۵ق)،ط دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۶.

۵۰) تاریخ البخاری ، ابو عبد اللہ إسماعیل بن إبراہیم جعفی بخاری (ت ۲۵۶ ق)،ط دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۷۔

۵۱) تاریخ بغداد ،ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی (ت ۴۶۳ق)، ط دار الکتب العلمیہ، بیروت.

۵۲) تاریخ الثقات ، احمد بن عبد اللہ بن صالح عجلی (ت ۲۶۱ ق)،ط دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۵

۵۳) تاریخ خلیفۃ بن خیاط (ت ۲۴۰ق)، ط دار طیبہ ،الریاض ۱۴۰۵۔

۵۴) تاریخ الدارمی ، ابو سعید عثمان بن سعید بن خالد تمیمی دارمی (ت ۲۸۰ ق)، دار المأمون للتراث، بیروت ۱۴۰۰۔

۵۵) تاریخ مدینہ دمشق ،ابن عساکر، علی بن حسن بن ہبہ اللہ شافعی (ت ۵۷۱ق)، ط دار الفکر، بیروت ۱۴۱۵ق.

۵۶) تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف، ابوحجاج یوسف مزی (ت ۷۴۲ ق)، ط مؤسسة الرسالة، بیروت ۱۴۱۳ق.

۵۷) تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی (ت ۹۱۱ ق)،ط دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۱۷ق.

۵۸) تذکرة الحفاظ،ابو عبد اللہ شمس الدین محمد ذہبی (ت ۷۴۸ ق)،ط دار الکتب العلمیة، بیروت ۱۳۷۴ق.

۵۹) تذہیب تہذیب الکمال ، صفی الدین احمد بن عبد اللہ خزرجی،ط مکتبہ القاہرة، مصر ۱۳۹۲ق.

۶۰) تقریب التہذیب ، احمد بن علی بن حجر عسقلانی (ت ۸۵۲ ق)،ط دار المعرفة، بیروت ۱۳۸۰ق.

۶۱) تہذیب الکمال فی اسماء الرجال ، جمال الدین ابو الحجاج یوسف مزی (ت ۷۴۲ق)،ط مؤسسة الرسالة، بیروت ۱۴۱۳.

۶۲) الجرح والتعدیل، ابو محمد عبد الرحمٰن بن ابی حاتم محمد بن إدریس بن منذر تیمی حنظلی رازی (ت ۳۲۷ق)،ط دار إحیاء التراث العربی، بیروت ۱۹۵۲م.

۶۳) جمہرة اللغة ، ابو بکر محمد بن حسن بن درید (ت ۳۲۱ ق)، ط دار العلم للملایین، بیروت ۱۹۸۷م.

۶۴) حلیة الأولیاء ،ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی (ت ۴۳۰ ق)،ط دار الفکر، بیروت.

۶۵) خصائص امیر المؤمنینؑ ،احمد بن شعیب نسائی (ت ۳۰۳ق)، ط نینوی طہران، وط الکویت، مکتب المعلی ۱۴۰۶ق.

۶۶) ذکر اسماء التابعین و من بعدہم، علی بن عمر بن احمد دار قطنی (ت ۳۸۵ق)،ط مؤسسة الکتب الثقافیہ، بیروت ۱۴۰۶ھ.

۶۷)   رجال صحیح البخاری،ابو نصر احمد بن محمد بن حسین بخاری کلاباذی (ت ۳۹۸ق)، ط دار المعرفۃ، بیروت ۱۴۰۷ق.
۶۸)   رجال صحیح مسلم، احمد بن علی بن منجویہ اصبہانی (ت ۴۲۸ق)، ط دار المعرفۃ، بیروت ۱۴۰۷ق.
۶۹)   الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل، محمد عبد الحیی لکنوی ہندی (ت ۱۳۰۴ق)، ط ۳، مکتبہ المطبوعات الاسلامیۃ بحلب، ۱۴۰۷ق.
۷۰)   سیر اعلام النبلاء، محمد بن احمد بن عثمان ذہبی (ت ۷۴۸ق)، ط مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۴۰۶ق.
۷۱)   شذرات الذہب، ابو الفلاح ابن عماد حنبلی (ت ۱۰۸۹ق)، ط دار احیاء التراث العربی، بیروت.
۷۲)   الصواعق المحرقۃ، احمد بن حجر ہیتمی مکی (ت ۹۷۴ق)، ط مکتبہ القاہرۃ، ۱۳۸۵ق.
۷۳)   طبقات الحفاظ، عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی (ت ۹۱۱ق)، ط دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الاولی ۱۴۰۳ق.
۷۴)   الطبقات الکبری، محمد بن سعد بصری زہری (ت ۲۳۰ق)، ط دار بیروت للطباعۃ والنشر، ۱۴۰۵ق.
۷۵)   العبر فی خبر من غبر، ذہبی (ت ۷۴۸ق)، ط دار الکتب العلمیہ، بیروت.
۷۶)   العلل ومعرفۃ الرجال، احمد بن محمد بن حنبل (ت ۲۴۱ق)، ط المکتب الاسلامی، بیروت ۱۴۰۸ق، ومؤسسۃ الکتب الثقافیہ.
۷۷)   الکامل فی التاریخ، ابن اثیر، علی بن محمد بن محمد (ت ۶۰۶ق)، ط دار صادر، بیروت ۱۳۸۵ق.

۷۸) الکامل فی ضعفاء الرجال ،ابواحمد عبداللہ بن عدی جرجانی (ت ۳۶۵ق)،ط دار الفکر، ط بیروت، ۱۴۰۹ق.

۷۹) کتاب الثقات، محمد بن حبان بن احمد ابو حاتم تمیمی بستی (ت ۳۵۴ق)،ط دار الفکر بیروت ۱۴۰۰ق.

۸۰) کتاب الضعفاء الکبیر، محمد بن عمرو بن موسی بن حماد عقیلی مکی (ت ۳۲۲ق)، ط۱، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۴.

۸۱) کتاب الکفایۃ فی علم الروایۃ،احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی (ت ۴۶۳ق)، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۰۹ھ.

۸۲) لسان المیزان - شہاب الدین ابو الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی (ت ۸۵۲ق)، دار الفکر، بیروت ۱۴۰۷ق.

۸۳) المجروحین، محمد بن حبان بن احمد ابو حاتم تمیمی بستی (ت ۳۵۴ق)، دار المعرفۃ، بیروت ۱۴۱۲ق.

۸۴) مختصر تاریخ دمشق، ابن منظور، محمد بن مکرم (ت ۷۱۱ق)، دار الفکر، دمشق، الطبعۃ الاولی ۱۴۰۵ق.

۸۵) مستدرکات علم رجال الحدیث، شیخ علی نمازی شاہرودی (ت ۱۴۰۵ق) ط مصنف، تہران.

۸۶) المعرفۃ والتاریخ،ابو یوسف یعقوب بن سفیان بسوی (ت ۲۷۷ق)، مطبعۃ الارشاد، بغداد.

۸۷) -المعین فی طبقات المحدثین ،ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی (ت ۷۴۸ق)، دار الکتب العلمیۃ.

۸۸) المغنی فی ضبط اِسماء الرجال، محمد طاہر بن علی ہندی (ت ۹۸۶ق)، دار الکتاب ۱۳۹۹ ق.

۸۹) الملل والنحل، محمد بن عبد الکریم بن اِحمد شہرستانی (ت ۵۴۸ق)، الشریف الرضی، قم.

۹۰) میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ذہبی (ت ۷۴۸ھ)، دار إحیاء الکتب العربیۃ، مصر.

۹۱) الوافی بالوفیات، صلاح الدین صفدی (ت ۷۶۴ھ)، دار النشر فرانز شتایز.

۹۲) وفیات الأعیان، اِبو العباس شمس الدین اِحمد بن اِبی بکر بن خلکان (ت ۶۸۱ھ)، دار الثقافۃ، بیروت.

۹۳) وقعۃ صفین، نصر بن مزاحم منقری (ت ۲۱۲ھ)، مکتبہ مرعشی نجفی، قم ۱۴۰۳ھ.

مرکز نشر میراث علمی مکتب اهل بیتؑ

شیعہ امامیہ اثنا عشریہ

جو مذہب جعفریہ اور مکتب اہل بیتؑ کے عنوان سے

سے معروف ہے؛

اس کی مذکورہ موضوعات میں خالص علمی میراث کی

نشر و اشاعت کیلئے چودہ صدیوں میں جلیل القدر علماء اور اصحاب نے

اقدام فرمایا ۔

دور حاضر کے تقاضوں کے مدنظر معصومینؑ کے فرامین

اور ان کے ماننے

والوں کی علمی میراث کو زندہ کرنے کیلئے کوشش کی گئی ہے۔

علوم قرآن

علوم حدیث

علوم فقہ

علم عقائد

علم رجال

علم تاریخ

علم ادب

علم سیرت

علم اصول

علم اخلاق